عمران سیریز
لائٹ ہاؤس
مظہر کلیم ایم اے

لائٹ ہاؤس

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد اشرف قریشی

---------- محمد یوسف قریشی

تزئین ---- محمد علی قریشی

طابع ---- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

چند باتیں
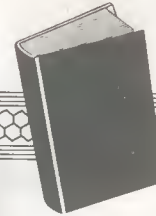
محترم قارئین! اسلام مسنون۔ نیا ناول "لائٹ ہاؤس" آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ ایک منفرد انداز کی کہانی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا تیکھا پن اور انفرادیت آپ کو پسند آئے گی۔ گذشتہ دنوں راولپنڈی اور اسلام آباد کے سنگم میں واقع فیض آباد کے اوجڑی کیمپ میں گولہ بارود کا ذخیرہ پھٹنے سے راولپنڈی، اسلام آباد اور اس کے گردونواح پر جو قیامت ٹوٹی ہے اور جس طرح ہزاروں کی تعداد میں خوفناک میزائلوں کی بارش میں بے گناہ افراد اور معصوم بچے شہید ہوئے ہیں اس قیامت خیز تباہی نے ملک کی ہر آنکھ کو آنسوؤں سے بھر دیا ہے۔ سانحہ راولپنڈی کا دکھ ملک کے طول و عرض میں رہنے والے ہر محبِ وطن شہری نے اپنے دل میں اسی طرح محسوس کیا ہے جیسے یہ سانحہ براہِ راست اس پر گذرا ہو۔ سینکڑوں خاندانوں کا اس طرح آناً فاناً اُجڑ جانا ——— ہزاروں مکانوں کا ملیامیٹ اور زمین بوس ہو جانا اس قدر خوفناک اور لرزا دینے والا ہے کہ انسان کا دل غم سے پھٹ جاتا ہے۔ دونوں شہروں میں رہنے والوں کی آہ و بکا اور غمناک سسکیاں اب تک ہر محب وطن شہری کے کانوں میں گونج رہی ہیں اور پورا ملک اس سانحہ عظیم کی وجہ سے غم و اندوہ کی تاریک وادی میں ڈوب گیا ہے۔ کسی کے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جس سے وہ ان افراد کی دلجوئی کر سکے۔ ان سے اظہار ہمدردی کر سکے۔ جن پر یہ قیامت براہِ راست گذری ہے۔ لیکن اگر چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو یہ سانحہ ہمارے لئے قدرت کی طرف سے ایک انتباہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سب اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔ اپنے اعمال کو پرکھیں۔ اپنے دلوں اور اپنے ذہنوں کو ٹٹولیں کہ کیا قدرت کا یہ انتباہ کہیں اس لئے تو نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عظیم نعمتوں کا شکرانہ ادا کرنے اور اس کی بتائی ہوئی راہ پر

چلنے کی بجائے گناہ کی تاریکیوں ۔ علاقائی عصبیتوں ۔ رنگ ونسل کے تعصبات اور اس پاک دھرتی جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت کے طور پر عطا کی گئی ہے کی سالمیت کے خلاف کام کر کے اس تاریک راہ پر تو نہیں چل پڑے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریکیوں اور اندھیروں کی دلدل میں ہمیں گم کر سکتی ہے ۔ ہمیں اس انتباہ کے بعد اپنا محاسبہ خود کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور اپنے زہریلے خیالات پر سچے دل سے توبہ کر کے پھر اس راہ کو اختیار کرنا چاہیئے جو حق کی راہ ہے ۔ جو روشنیوں ، مسرتوں ، تعمیر و ترقی کی راہ ہے ۔

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کہیں ہم نے اپنے ہادی ۔ اپنے رہنما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے اس عظیم لائٹ ہاؤس سے نکلنے والی سچی روشنیوں سے آنکھیں تو بند نہیں کر لیں ۔ کہیں ہم نے گمراہی اور تاریکیوں کو خود اپنے اوپر تو مسلط نہیں کر لیا ۔ جس کے نتیجے میں ہم عذابِ الٰہی اور قہر خداوندی کو خود دعوت دے رہے ہوں ۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں فوراً اپنے اعمال کا قبلہ درست کر لینا چاہیئے اور اس عظیم لائٹ ہاؤس سے نکلنے والی روشنیوں سے اپنے دامن کو مالا مال کرتے ہوئے ہر اس زہر کو اپنے دل و دماغ سے نکال پھینکنا چاہیئے جو ہمیں بقا کی روشن راہ سے گمراہی کی تاریکی کی طرف لے جاتا ہو ۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے یقین ہے کہ کوئی دشمن پھر اس قابل کبھی نہ ہو سکے گا کہ ہم پر اس قسم کی خوفناک تباہی وارد کرنے کا تصور بھی کر سکے ۔

والسّلام

مظہر کلیم ۔ ایم ۔ اے

عمران نے ناشتے سے فارغ ہو کر ابھی میز پر رکھے اخباروں کے بنڈل کی طرف ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی چونکہ سلیمان آجکل اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران اکیلا ہی فلیٹ میں رہ رہا تھا ۔ دوپہر اور رات کا کھانا تو وہ کسی ہوٹل میں کھا لیتا تھا لیکن صبح کا ناشتہ اسے خود ہی بنانا پڑتا تھا ۔

" یہ صبح صبح کس کی انگلی کھجلائی ہے " ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے چٹخنی کھول کر دروازہ کھولا تو ٹھٹھک گیا ۔ سامنے ایک لمبی لمبی مونچھوں اور بہت موٹے پیٹ والا پولیس کا سپاہی کھڑا تھا ۔ اس نے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا پکڑا ہوا تھا ۔

" اوئے تیرا نام امران ہے " ——— سپاہی نے ایک ہاتھ سے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں پوچھا ۔

"ج ج ـــ ج ج ـــ جی جناب سنتری جی! ـــ میرا نام امران ہے"۔ عمران نے خوف زدہ اور انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کا جسم خوف کی شدت سے لرزنے لگا تھا۔

"ہت تیرے کی ـــ بچہ جی! ـــ اب آیا ہے ناں فضل خان کے قابو ـــ چل تھانے" ـــ سپاہی نے جلدی سے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈنڈا اس نے ہوا میں اس طرح اٹھا لیا جیسے اگر عمران نے حرکت کی تو ابھی وہ ڈنڈا اس کے سر پر رسید کر دے گا۔

"م ـــ مم ـــ مگر پھجل خان ـــ اوہ سوری ـــ فجل خان ـــ مم ـــ مم ـــ میرا قصور" ـــ عمران نے اور زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوئے! ـــ تجھے جرأت کیسے ہوئی فضل خان کا نام بگاڑنے کی۔ سالے پتلون پہن کر تو سمجھتا ہے کہ تو فضل خان پر رعب جما لے گا ـــ میں نے بڑے دیکھے ہیں پتلون خاں ـــ چل ادھر ـــ ورنہ ابھی ڈنڈے سے چمڑی ادھیڑ دوں گا" ـــ فضل خان نے اسے بازو سے پکڑ کر آگے کھینچتے ہوئے کہا۔

"م ـــ مم ـــ مگر میں فلیٹ تو بند کر لوں جناب سنتری خان صاحب" ـــ عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابے اس میں کیا رکھا ہو گا ـــ اب اتنا بھولا بھی تو نہیں کہ چوری کا مال تم نے یہاں رکھ دیا ہو ـــ چل ادھر" ـــ فضل خان نے اسے گھسیٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران بڑے سہمے ہوئے انداز میں چل پڑا۔

"چ ـــ چ ـــ چوری" ـــ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں بچہ جی! ـــ ہم تو شکل دیکھتے ہی چور کو پہچان لیتے ہیں۔ سالے فضل خان سے کون چھپ سکتا ہے ـــ ابھی تھانے پہنچ کر تمہارے پیٹ سے سارا مال ایسے دھم دھم کرتا باہر آئے گا۔ جیسے عورت بچہ جنتی ہے" ـــ فضل خان نے اسے سیڑھیوں سے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"م ـــ مم ـــ مگر سنتری جی! ـــ مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ آپ جیسے قیافہ شناس اب پولیس میں آ گئے ہیں تو میں چوری ہی نہ کرتا" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہو ـــ دیکھا میری شکل دیکھتے ہی تم نے چوری مان لی ـــ اب آگے آگے دیکھ کیا ہوتا ہے" ـــ فضل خان نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کار تو ـــ" عمران نے سڑک پر پہنچتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ اب تم جیسے کنگلے چوروں کے لئے پولیس کار لے آئے۔ واہ بچہ جی! ـــ کوئی بہت گہرا بندہ ہے تو ـــ پر فضل خان سے نہیں بچ سکتا ـــ چل سیدھی طرح ـــ ورنہ ایمبولینس بھی نہیں اٹھانے آئے گی" ـــ فضل خان نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور عمران کان دبا کر آگے چل پڑا۔

آجکل سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اور عمران بالکل بے کار ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ چلو یہی تماشا سہی۔

تقریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد تھانے کی عمارت آ گئی اور فضل خان عمران کا بازو پکڑے اس طرح اکڑتا ہوا تھانے میں داخل ہوا جیسے وہ کوئی بہت بڑا قلعہ فتح کر کے آیا ہو۔

سامنے دھوپ میں ایک بڑی میز رکھی ہوئی تھی جس کے پیچھے فضل خان سے بھی زیادہ بڑی مونچھوں اور اس سے بھی بڑے پیٹ والا تھانیدار بیٹھا ہوا تھا۔ ایک طرف چار آدمی کان پکڑے مرغا بنے کھڑے تھے اور ایک سپاہی ہاتھ میں ڈنڈا لئے ان کے سر پر کھڑا تھا۔

"چوہدری جی! ـــــ اس نے میری ایک ہی گھرکی پر چوری مان لی ہے جی" ـــــ فضل خان نے عمران کا بازو پکڑے میز کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"چوری مان لی ـــ واہ! ـــ پھر ڈال اسے حوالات میں ـــــ میں ذرا ان اُچکوں سے فارغ ہو جاؤں ـــ یہ چوری نہیں مان رہے پھر اس پر بھی تفتیش شروع کرتا ہوں" ـــــ تھانیدار نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

"م ـــ م ـــ مگر تھانیدار صاحب ـــ جب میں نے چوری مان لی ہے تو پھر ان سے آپ کیا منوائیں گے" ـــــ عمران نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا جی! ـــ اب چور بھی ہم جیسے تھانیداروں کو مشورہ دینے لگے ہیں ـــ ابے تو نے مان لی ہے تو کیا ہوا ـــ یہ بھی مانیں گے۔ ان کا باپ بھی مانے گا ـــــ اوئے فضلے! ـــ تم نے اسے سیدکا دیا ہے ـــ یہ باتیں بہت کر رہا ہے ـــ پٹر پٹر اس کی زبان چل

رہی ہے" ـــــ تھانیدار نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سیکنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی جناب! ـــــ فضل خان کی مونچھوں نے ہی کام دکھا دیا ہے" ـــــ سپاہی نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

"اوئے فضلے! ـــ تیری یہ جرأت کہ تو میرے مقابلے میں مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے ـــــ ابے تجھے اپنی اوقات یاد نہیں ہے سالے بھنگی کی اولاد ـــ تھلے کر مونچھیں ورنہ ابھی صفایا کر دوں گا" ـــــ

تھانیدار اب سپاہی پر ہی اُلٹ پڑا۔

"ج ـــ ج ـــ جناب چوہدری صاحب! ـــــ غلطی ہو گئی جناب! آپ کے سامنے میں جناب گستاخی کر سکتا ہوں حضور" ـــــ سپاہی نے جلدی سے دونوں مونچھیں نیچی کرتے ہوئے کہا۔

عمران بڑی دلچسپی سے یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا۔ تھانے میں تو وہ پہلے بھی کئی بار آیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس وقت وہ کسی اور حیثیت میں تھا اس لئے یہ دلچسپ تماشے دیکھنے میں نہ آتے تھے۔

"اوئے پھنے خان کی اولاد! ـــ تو کیوں اکڑا کھڑا ہے ـــ؟ فضل دین! ـــ لا ذرا وہ چھتر ـــ جس پر لکھا ہوا ہے جن کھتاں گذاری اے رات وے" ـــــ ذرا لانا۔ میں اس پھنے خاں کی پھنے بازی پہلے نکالوں" ـــــ تھانیدار اب عمران پر اُلٹ پڑا۔

"ج ـــ ج ـــ جناب! ـــ میرے والد کا نام رحمان ہے جی۔ پھنے خاں نہیں ہے جی ـــ ویسے مجھے یہ نام پسند آیا ہے جی! آپ کے والد کا ہو گا ـــ واہ! کیا اچھا نام ہے پھنے خان" ـــــ عمران

نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب وہ بھی موڈ میں آگیا تھا۔

"ہوں! ۔۔۔ تو تیرے باپ کا نام رحمان ہے ۔۔۔ کیا کام کرتا ہے تو"۔۔۔ تھانیدار نے اب عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جج ۔۔۔ جج ۔۔۔ جناب جیب کاٹتا ہوں ۔۔۔ اور پولیس کی جیب کاٹتا ہوں جی ۔۔۔ بڑے نوٹ ملتے ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ۔۔۔ کیا تو جیبیں کاٹتا ہے ۔۔۔ اور وہ بھی پولیس کی ۔۔۔ اوئے تو تو عادی مجرم ہے ۔۔۔ اوئے فضلے دوڑ۔ ہتھکڑی لے آ"۔ تھانیدار نے یکلخت کرسی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا بھاری جسم فوری طور پر حرکت میں نہ آسکا اور وہ صرف اُچک کر ہی رہ گیا۔

"ہتھکڑی کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ آپ کے لئے تو یہ کرسی کڑی ہی کافی ہے"۔۔۔ عمران نے اس کے کرسی میں پھنسنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ابے چپ کر ۔۔۔ خموش رہ ۔۔۔ چوہدری صاحب کو غصہ نہ دلا ۔۔۔ چوہدری جی کا غصہ بڑا نامراد ہے"۔۔۔ مرغا بنے ہوئے افراد کے ساتھ کھڑے سپاہی نے عمران کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"چوہدری نامراد ۔۔۔ واہ نام تو ہوا ۔۔۔ تو ہاں چوہدری نامراد جی ۔۔۔ آپ کب اس تھانے میں تعینات ہوئے ہیں"۔۔۔ عمران کا لہجہ اب یکلخت بدل گیا تھا۔

"ابے تو کون ہے پوچھنے والا ۔۔۔ تیری یہ جرأت" ۔۔۔ اس بار چوہدری واقعی غصے سے پاگل ہو گیا۔ اور اس نے اٹھنے کے لئے پورا زور لگایا تو کرسی بھی اس کے ساتھ ہی چمٹی ہوئی اوپر کو اٹھ آئی۔

"یہ کرسیاں بھی ٹیڑھی رکھی ہوئی ہیں اس تھانے میں ۔۔۔ بلاؤ حوالدار کو"۔۔۔ چوہدری نے بڑی مشکل سے کرسی کو جھٹکا دے کر واپس گراتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح میز کی سائیڈ سے گھوم کر عمران کی طرف بڑھا جیسے سڑک کوٹنے والا انجن چلتا ہے۔ غصے کی شدت سے اس کی مونچھیں پھڑک رہی تھیں اور سرخ چہرہ اور بھی سرخ ہو گیا تھا۔

"ارے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ میری پسلیاں تو بڑی کمزور ہیں ۔۔۔ آپ کسی تعمیر ہونے والی سڑک پر جائیں"۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پیچھے ہٹنے لگا۔

"پکڑ بے خوشیئے اس کو ۔۔۔ یہ مفرور ہو رہا ہے ۔۔۔ پکڑ پکڑ"۔۔۔ تھانیدار نے اپنی پتلون اونچی کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مرغا بنے افراد کے پاس کھڑے سپاہی سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا اور وہ سپاہی تیزی سے عمران کی طرف بھاگ پڑا۔ اس سپاہی کے ہٹتے ہی مرغا بنے ہوئے افراد ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے تھانے کے گیٹ کی طرف بڑھے۔

"ارے ارے فضلو ۔۔۔ خوشیئے ۔۔۔ بخشو ۔۔۔ ارے بھاگو ۔۔۔ سب مفرور ہو رہے ہیں"۔۔۔ تھانیدار جو اب ہانپتا ہوا اپنی جگہ رک گیا تھا۔ ان چاروں افراد کو بھاگتا دیکھ کر ریلوے انجن کی طرح سیٹی بجاتا ہوا چیخا اور وہ سپاہی جو عمران کی طرف بڑھ رہا تھا یکلخت پلٹا اور

ان افراد کی طرف بھاگنے لگا۔ لیکن بوکھلاہٹ میں وہ تھانیدار سے ٹکرا گیا اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تھانیدار اور سپاہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر زمین گر پڑے۔

"واہ! — کیا ٹکر ہے — اسے کہتے ہیں پولیس مقابلہ" — عمران نے اس بار باقاعدہ تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"تم — تم — میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا" — تھانیدار نے اُٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ جب کہ سپاہی جو جسم میں قدرے ہلکا تھا اُٹھ کر عمران کی طرف دوڑنے لگا۔ کیونکہ وہ چاروں افراد تو گیٹ سے نکل کر غائب ہو چکے تھے۔

ادھر وہ موٹا سپاہی فضل خان بھی ہتھکڑی اٹھائے اور پتلون سنبھالتا عمران کی طرف دوڑنے لگا۔ جیسے ہی وہ قریب آتے۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر ایک طرف ہو جاتا اور وہ پھر اس کے پیچھے بھاگنے لگتے دو اور سپاہی بھی بیرک سے نکل آئے تھے اور اب تھانے کے احاطے میں باقاعدہ آنکھ مچولی شروع ہو گئی۔ تھانیدار اور موٹا سپاہی فضل خان دوڑنے کی کوشش بھی کر رہے تھے اور بُری طرح ہانپ رہے تھے جبکہ باقی سپاہی بھی عمران کو پکڑنے کے لئے اپنی پوری قوت لگا رہے تھے۔ لیکن اب بھلا عمران ان کے قابو کہاں آتا تھا۔

گیٹ کے باہر لوگوں کا مجمع اکٹھا ہونے لگ گیا۔

"ارے تم کیسے سپاہی ہو — ایک مجرم بھی نہیں پکڑا جا سکتا — بھاگو شاباش" — عمران نے ان سب کو چڑانے کے سے انداز میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک سپاہی کو یکلخت بھاگتے بھاگتے اڑنگی

لگائی تو وہ بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا۔

"میرا پستول — ارے میرا پستول لے آؤ — ارے یہ خوفناک مجرم ہے — میں اسے گولی مار دُونگا" — یکلخت تھانیدار کو اپنے پستول کا خیال آ گیا اور ایک سپاہی بیرک کی طرف دوڑنے لگا۔ موٹا سپاہی فضل خان اور تھانیدار ایک ہی جگہ کھڑے بُری طرح ہانپ رہے تھے جب کہ اب عمران کے پیچھے بھاگنے والے دو سپاہی رہ گئے تھے۔

ادھر گیٹ سے باہر کھڑے ہوئے مجمع نے اب باقاعدہ تالیاں بجانا شروع کر دی تھیں۔

"بھاگ جاؤ — بھاگ جاؤ" — اچانک تھانیدار نے مڑ کر گیٹ پر کھڑے آدمیوں سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"واہ! — اسے کہتے ہیں اعلیٰ ظرفی — جب کوئی مجرم پکڑا نہ جائے تو اس سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ بھاگ جاؤ" — عمران نے بھاگتے ہوئے تھانیدار کے قریب پہنچ کر کہا اور پھر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارے ارے — میں نے تمہیں تو نہیں کہا — میں کہتا ہوں رُک جاؤ — مفرور نہ ہو" — تھانیدار نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور عمران اپنے پیچھے آنے والے سپاہی کو یکلخت ڈاج دیکر تیزی سے واپس مڑ آیا۔

"کبھی کہتے ہو بھاگ جاؤ — کبھی کہتے ہو رُک جاؤ — کیسے تھانیدار ہو — یار ذرا بھاگ دوڑ کرو — مجھے روڈ رولر چلتے ہوئے بڑے پسند آتے ہیں" — عمران نے اس کے قریب پہنچ کر

اُسے دھکا دیتے ہوتے کہا۔

اُسی لمحے ایک سپاہی ریوالور اٹھائے بیرک سے نکلا۔ وہ یہ ریوالور تھانیدار کو دینا چاہتا تھا۔ لیکن عمران نے یکلخت غوطہ لگایا اور دوسرے لمحے وہ ریوالور جھپٹ کر آگے بڑھ گیا۔

"ارے ــــ ارے یہ سرکاری ریوالور ہے ــــ احمق۔ اُلّو ــــ مجھے دو" ــــ تھانیدار نے ریوالور عمران کے ہاتھ میں دیکھتے ہی بُری طرح چیخ کر کہا۔

"احمق اُلّو میرے پاس نہیں ہے جو تمہیں دے دوں ــــ یہ پیداوار تو تمہارے تھالے کی ہے" ــــ عمران نے دوڑتے ہوئے ریوالور کا چیمبر چیک کیا تو وہ خالی تھا اس میں گولی نہ تھی۔ دوسرے لمحے اس نے ریوالور یکلخت تھانیدار کی طرف اچھال دیا اور تھانیدار نے اچانک ریوالور کو اُڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو بچاتے اُسے کیچ کرنے کے اس نے چیخ کر ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی۔ لیکن بے پناہ موٹاپے کی وجہ سے وہ تیزی سے حرکت نہ کر سکا اور ریوالور سیدھا اس کی ناک سے آٹکرایا اور وہ بُری طرح چیختا ہوا دھم سے پشت کے بل فرش پر گر گیا۔

اور اس بار سپاہی عمران کو چھوڑ کر اپنے تھانیدار کی طرف بھاگ پڑے شائد اب وہ بھاگ بھاگ کر تھک چکے تھے۔ اور انہیں یقین آگیا تھا کہ اب عمران کے پیچھے مزید بھاگنا فضول ہے۔

عمران بڑے اطمینان سے آگے بڑھا اور جا کر میز کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جیسے اُسے اس سارے کھیل میں بے حد لطف آرہا ہو۔

"اس کو پکڑو ــــ اس کو چھتر مارو ــــ ارے اسے پکڑو" ــــ تھانیدار نے بڑی مشکل سے زمین سے اٹھنے کے بعد چیختے ہوئے کہا۔ تین سپاہیوں نے مل کر اُسے اٹھایا تھا۔

سپاہیوں نے تیزی سے مڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ شائد یہ سمجھے تھے کہ موقع غنیمت جان کر عمران بھاگ جائے گا اور ان کی جان چھوٹ جائے گی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ عمران تو بڑے مزے سے کرسی پر بیٹھا ان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور اب سپاہی نیم دائرہ بنا کر اس کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے اس بار وہ اُسے ہر صورت میں پکڑ لیں گے۔

تھانیدار بھی اب حیرت بھرے انداز میں عمران کو بڑے مطمئن انداز میں کرسی پر بیٹھے دیکھ رہا تھا۔ اس کی وردی گرد سے اٹ چکی تھی اور اس کی حالت واقعی قابلِ دید تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران تک پہنچتے۔ میز پر موجود ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے بڑے اطمینان سے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ــــ علی امران بول رہا ہوں ــــ تھانہ بھاگ دوڑ سے"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"تھانہ بھاگ دوڑ ــــ کیا مطلب! ــــ کون بول رہے ہو تم؟ میں ڈی۔ ایس۔ پی جعفری بول رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے پہلے حیرت بھری اور پھر تحکمانہ آواز میں جواب دیا گیا۔ سپاہی اس دوران عمران کے کافی قریب آچکے تھے۔ اور اب ان کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ بگلا پکڑنے کی کوشش میں ہوں ان کے ہاتھ آگے کی طرف اُٹھے

ہوئے تھے۔

" ڈی۔ ایس۔ پی جعفری ــــ ارے تم ــــ واہ بھئی واہ ــــ آجاؤ یار تم بھی آجاؤ ــــ ذرا ورزش ہو جائے گی " ــــ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی جعفری اور عمران کے بے تکلفانہ اند... کو دیکھتے ہی سپاہی یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے جیسے ان کی چابی ختم ہو گئی ہو۔ وہ سب حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جب کہ تھانیدار ڈی۔ ایس۔ پی کا نام سنتے ہی اپنی طاقت سے کچھ زیا... ہی مظاہرہ کرتے ہوئے دھم دھم کرتا ہوا عمران کے قریب آیا اور ا... نے اس کے ہاتھ سے ریوالور چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے ہا... اٹھا کر اُسے روک دیا۔

" ارے علی عمران صاحب آپ ! ــــ یہ آپ یہاں تھانے کیسے پہنچ گئے " ــــ دوسری طرف سے ڈی۔ ایس۔ پی جعفری کی حیرت... سے پُر آواز سنائی دی۔ لیکن اب تحکمانہ انداز ختم ہو گیا تھا۔

" اس تھانہ بھاگ دوڑ کا ایک سپاہی ہے بچل خان ــــ اوہ سوری خجل خان ــــ یار! ایک تو مجھے نام یاد نہیں رہتے ــــ ارے ہاں نضل خان ــــ وہ مجھے فلیٹ سے پکڑ کر لے آیا ہے کسی چوری کے الزام میں ــــ اور اب فضلو۔ خوشیا۔ بخشو سب یہاں ورزش کر... میں مصروف ہیں ــــ یار آجاؤ۔ بڑا دلچسپ تماشا ہے ــــ گیٹ... پہ آکر دیکھو کتنا مجمع اکٹھا ہے ــــ بالکل مفت ہے یہ تماشا۔ کوئی ٹکٹ نہیں ــــ گھبراؤ مت۔ بس آجاؤ " ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یہ آپ کیسے نام لے رہے ہیں ــــ آخر یہ چکر کیا ہے ــــ ؟ آپ کو پکڑ لائے ہیں چوری میں ــــ ایس۔ ایچ۔ او کہاں ہے ــــ ؟" جعفری کی آواز میں ہر لمحہ حیرت کا عنصر بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

" ایس۔ ایچ۔ او ــــ اس نام کا انگریز تو مجھے یہاں کوئی نظر نہیں آ رہا ــــ البتہ ایک چوہدری نامراد صاحب ہیں جن کے والد کا نام شاید پھنے خان ہے ــــ یعنی چوہدری نامراد پھنے خان کی اولاد " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے تھانیدار کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر موجود لمبی مونچھیں اب خرگوش کی دم کی طرح اس کی ٹھوڑی پر لٹک رہی تھیں۔ اور چہرے پر پسینے کا پورا آبشار بہہ رہا تھا۔

" اوہ! ــــ اوہ! اسے رسیور دو ــــ پلیز " ــــ ڈی۔ ایس۔ پی جعفری نے چونک کر کہا اور عمران نے بڑے اطمینان سے رسیور تھانیدار کی طرف بڑھا دیا۔

" سلام سر! ــــ یس سر ــــ چوہدری رسالت بول رہا ہوں سر تھانہ مشن گیٹ سے سر " ــــ تھانیدار نے نہ صرف انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا بلکہ اس کے پیر بھی خود بخود اس طرح جڑ گئے تھے جیسے وہ ٹیلیفون پر ہی اپنے افسر کو سیلوٹ مار رہا ہو۔

" چوہدری رسالت! ــــ یہ تم نے کیا کیا ــــ یہ علی عمران صاحب کیا کہہ رہے ہیں ــــ جانتے ہو یہ کون ہے ــــ یہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان کے لڑکے ہیں ــــ اور ان کی اپروچ براہ راست صدر مملکت تک ہے ــــ احمق آدمی! ــــ تم نے انہیں چوری کے الزام میں پکڑا ہے ــــ تمہاری شاید شامت آگئی ہے۔ انہیں

عزت سے بٹھاؤ ـــــ میں خود آرہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے
ڈی۔ ایس۔ پی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز عمران کے
کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی۔ اور تھانیدار کے جسم پر جیسے لرزہ طاری
ہوگیا۔ اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

"مم ـــــ مم ـــــ معاف کردیں ـــــ [illegible] جی معاف کردیں
میں واقعی دنیا کا سب سے بڑا احمق ہوں صاحب جی ـــــ میرے
چھوٹے چھوٹے بچے ہیں" ـــــ رسیور رکھتے ہی تھانیدار نے یکلخت
دونوں ہاتھ جوڑ کر عمران کی منتیں شروع کردیں۔ اس کی اب تک غرور
سے چمکتی ہوئی آنکھیں بجھ گئی تھیں اور چہرہ خوف کی وجہ سے سیاہی
مائل ہوگیا تھا۔ سپاہیوں نے جب تھانیدار کی یہ حالت دیکھی تو انہوں
نے یکلخت پیر جوڑ کر باقاعدہ سیلوٹ کر دیا۔

"واہ! ـــــ اسے کہتے ہیں تفتیش ـــــ ارے ہاں! وہ تمہارے
مرغے تو بھاگ گئے ـــــ بیٹھ جاؤ بھائی بیٹھ جاؤ ـــــ نجانے یہ
بے چاری کرسی تمہارا وزن کیسے سہارتی ہوگی ـــــ بہرحال بیٹھ جاؤ"۔
عمران نے مسکرا کر تھانیدار سے کہا۔

"ج ج ـــــ ج ج ـــــ جناب! پہلے معافی دے دیں ـــــ میرے
چھوٹے چھوٹے بچے ہیں سر" ـــــ تھانیدار اور زیادہ منتوں پر اتر آیا۔

"کتنے چھوٹے بچے ہیں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز
میں پوچھا۔

"ج ج ـــــ جی ـــــ جی میرا چھوٹا لڑکا پچیس سال کا ہے ـــــ جناب
چھوٹے چھوٹے بچے ہیں" ـــــ تھانیدار نے گڑگڑاتے ہوئے کہا اور

عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ! ـــــ واقعی بہت چھوٹے بچے ہیں ـــــ میرے خیال میں
میں تو ابھی پیدا ابھی نہیں ہوا ـــــ بہرحال معاف کیا ـــــ اب بیٹھ جاؤ
کھڑے کھڑے تھک گئے ہو گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور تھانیدار کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ارے بخشو! ـــــ الّو کے پٹھے ـــــ تم یہاں ہماری شکلیں دیکھ رہے
ہو ـــــ جاؤ صاحب جی کے لئے چائے والے سے لے آؤ ـــــ اور ہاں!
اس چائے والے پہلوان کو کہنا کہ اگر دو انگل بالائی نہ ہوئی پیالی میں ـــــ تو
حرام خور کی آنتیں باہر نکال دوں گا ـــــ میرا نام چوہدری رسالت خان
ہے رسالت خان ـــــ جاؤ اور سنو! ـــــ بیکری سے رس وغیرہ
بھی لے آنا ـــــ اور ہاں فضلو! ـــــ تم ادھر آؤ ذرا ـــــ حرام خور!
تمہیں کس نے کہا تھا کہ صاحب جی کو جا کر تکلیف دو" ـــــ تھانیدار
معافی کا نام سنتے ہی دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ لیکن اب اس کا
نزلہ سپاہیوں پر گر رہا تھا۔

"ج ج ـــــ ج ج ـــــ جناب! وہ مدعی نے کہا تھا کہ اس سے تیسرے
فلیٹ میں امران صاحب رہتے ہیں" ـــــ فضل خان سپاہی
نے بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔

"تیسرے فلیٹ میں ـــــ اوہ! وہاں تو تاج دین صاحب رہتے ہیں
وہ شاید کسی محکمے میں ملازم ہیں" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــــ جی ہاں وہی ـــــ انہوں نے کہا تھا جناب! ـــــ
میں خود تھوڑی گیا تھا جناب! ـــــ اور مجھے پتہ تو نہیں تھا جناب کہ

آپ جناب بڑے بندے ہیں جناب" ـــــ فضل خان کی حالت واقعی خراب تھی۔ اس کا ابھرا ہوا سینہ اب اس طرح پچک گیا تھا جیسے وہ ٹی۔ بی کی آخری سٹیج کا مریض ہو۔ مونچھیں لٹک رہی تھیں اور اس کا چند لمحے پہلے چمکتا ہوا چہرہ اب بُری طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"کہاں ہے وہ تاج دین صاحب" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ج ج ـــ جی حوالات میں بیٹھے ـــــ اوہ نفسِ نفیس تشریف فرما ہیں جناب" ـــــ فضل خان نے مودبانہ انداز میں گفتگو کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ـــ حوالات میں تشریف فرما ہیں ـــ آج یہ تشریف فرما کے الفاظ واقعی صحیح موقعہ پر بولے گئے ہیں ـــ لیکن تم ابھی تو انہیں مدعی کہہ رہے تھے ـــــ پھر وہ حوالات میں کیسے تشریف فرما ہو گئے۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے گیٹ سے پولیس جیپ اندر داخل ہوئی اور تھانیدار جو اس دوران کرسی پر بیٹھ چکا تھا ایک بار پھر جھٹکے سے اٹھا لیکن اس بار بھی کرسی اس کے ساتھ ہی چپٹ کر اٹھ گئی۔ اور تھانیدار نے ہاتھ مار کر کرسی نیچے گرائی اور جلدی سے پہلے ٹوپی ٹھیک کی۔ پھر پتلون اونچی کرنے لگا۔ جیپ اب ان کے قریب رک چکی تھی اور پھر اس میں سے ڈی۔ ایس۔ پی جعفری اچھل کر باہر آیا۔ وہ اُدھیڑ عمر آدمی تھا۔ اور دُور سے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا رشتہ دار تھا۔ اس لئے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی معرفت اس سے عمران کی اکثر سلام دُعا ہوتی رہتی تھی۔

دوسرے لمحے تھانیدار اور سپاہی نے بیک وقت ڈی۔ ایس۔ پی

کو سلوٹ مارا۔ جب کہ عمران اسی طرح اطمینان سے اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔

"یہ کیا حالت ہو رہی ہے تمہاری ـــــ کیا تم کسی سے کشتی کرتے رہے ہو" ـــــ ؟ ڈی۔ ایس۔ پی جعفری نے حیرت سے تھانیدار کی گرد سے اٹی ہوئی وردی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تھانیدار ظاہر ہے کیا جواب دیتا۔ سر جھکا کر خاموش کھڑا رہا۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی سر جھٹکتا ہوا تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"عمران صاحب ب ـــ آئی ایم سوری ـــــ یہ لوگ آپ کو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے ایسا ہو گیا ہے" ـــــ ڈی۔ ایس۔ پی جعفری نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی ایسا ہونے کے لئے جاننا ضروری ہے ـــــ تو کیا اخبار میں اشتہار دینا ہو گا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تھانیدار یہاں اس علاقے میں نئے تعینات ہوتے ہیں آپ کو نہیں جانتے ـــــ پلیز انہیں معاف کر دیں ـــــ آئیں میں آپ کو آپ کے فلیٹ تک چھوڑ آؤں ـــــ اور رسالت خان! ـــ تم ہیڈ کوارٹر پہنچو ـــــ تمہارے خلاف کارروائی ہو گی ـــــ پہلے بھی تمہاری بہت شکایتیں آ چکی ہیں" ـــــ ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا۔

"اب فلیٹ جا کر کیا کروں گا ـــــ تمہارے اس خجل خان نے فلیٹ کا دروازہ ہی بند نہیں کرنے دیا ـــــ اب وہاں کیا پڑا ہو گا۔ بہرحال وہ مدعی بیچارہ حوالات میں تشریف فرما ہے ـــــ ذرا اسے تو باہر نکالیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"مدعی اور حوالات میں ـــــ کیا مطلب!" ـــــ ؟ ڈی۔ ایس۔ پی

بُری طرح چونک پڑا۔

"ج ج — ج ج — جناب! — وہ کہتا تھا کہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔ جناب! — اس لئے میں نے اُسے حفاظت کے لئے حوالات میں بٹھا دیا ہے — ارے فضلو! — بھاگ کر جاؤ — مدعی صاحب کو عزت سے لے آؤ" — تھانیدار نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا اور فضلو سر ہلاتا ہوا بیرک کی طرف بھاگ پڑا۔

"عجیب بات ہے — اب سب سے محفوظ مقام حوالات ہی رہ گئی ہے — واہ! اس کا مطلب ہے کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم کو خطرہ ہو تو انہیں حوالات میں بٹھا دینا چاہیئے — یہ تو بڑا آسان نسخہ ہے میں آج ہی صدر مملکت اور وزیر اعظم کو بتاتا ہوں — خوامخواہ اتنی لمبی چوڑی سکیورٹی فورس رکھ کر ملک کے اخراجات میں اضافہ کر رہے ہیں" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے اس فقرے سے تھانیدار کا تو جو حال ہوا سو ہوا، ڈی۔ ایس۔ پی جعفری کا چہرہ بھی زرد پڑ گیا۔

"پلیز عمران صاحب! — پلیز آپ اس بات کو جانے دیں۔ اس اُلو کے پٹھے کا کچھ نہیں بگڑے گا — میں ان تھانوں کا انچارج ہوں میرا مستقبل تباہ ہو جائے گا — میں ریٹائرمنٹ کے قریب ہوں۔ پلیز عمران صاحب" — اب ڈی۔ ایس۔ پی عمران کی منتوں پر اتر آیا۔

"آپ کے چھوٹے بچے کی عمر کتنی ہے" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"میرے چھوٹے بچے کی عمر — کیا مطلب! — میرا چھوٹا بچہ تیس سال کا ہے — کیوں" — ؟ ڈی۔ ایس۔ پی عمران کے اس سوال پر حیرت سے گڑبڑا گیا۔

"ارے پھر تو آپ کے بہت چھوٹے بچے ہوئے — تھانیدار صاحب کا چھوٹا بچہ پچیس سال کا ہے اور ان کے اگر چھوٹے چھوٹے بچے ہو سکتے ہیں تو آپ کے تو بہت چھوٹے چھوٹے بچے ہوئے — چلیئے ٹھیک ہے — میں صدر اور وزیر اعظم کو مشورہ نہیں دیتا" — عمران نے اس طرح کہا جیسے واقعی وہ ڈی۔ ایس۔ پی کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر رحم کھا رہا ہو۔

اسی لمحے فضل خان سپاہی ایک ادھیڑ عمر آدمی کو ساتھ لئے بیرک سے نکلا اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس اُدھیڑ عمر آدمی کی حالت خراب نظر آ رہی تھی اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا اور جسم لڑکھڑا رہا تھا۔ لیکن قریب آنے پر عمران نے دیکھا کہ اس کا منہ تازہ دُھلا ہوا تھا اور اُلجھے ہوئے کھچڑی بالوں میں بھی کنگھا دینے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔ اور اب عمران سمجھ گیا کہ تھانیدار کا مدعی کو عزت سے لے آنے کا کیا مطلب تھا۔

"عمران صاحب! — خدا کے لئے مجھ پر رحم کیجیے — یہ بڑے ظالم لوگ ہیں — ایک تو میری اہم سرکاری فائل گم ہو گئی۔ دوسرا انہوں نے مجھے رات سے حوالات میں بند کر رکھا ہے — میں نے رو رو کر ان کی منتیں کی ہیں کہ مجھے چھوڑ دو — میرے چھوٹے چھوٹے بچے تڑپ رہے ہوں گے — لیکن یہ ظالم کہتے تھے کہ پانچ سو روپے دو تو چھوڑیں گے — تنگ آ کر میں نے آپ کا نام لیا کہ انہیں بلا لائیں وہ پانچ سو روپے دیں گے — ساری رات حوالات میں مجھے جوئیں اور مچھر کاٹتے رہے ہیں — جناب! انہوں نے مجھے تھپڑ بھی مارے ہیں۔

کہتے تھے کہ پانچ سو روپے دو۔ ورنہ تم پر چوری کا کیس ڈال دیں گے" آنے والے اُدھیڑ عمر نے ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا اور تھانیدار اور سپاہی کے ساتھ ساتھ ڈی۔ ایس۔ پی جعفری کی حالت بھی قابلِ دید تھی ان کا رنگ ایسے ہو گیا تھا جیسے ان کے جسموں سے خون کا آخری قطرہ بھی نچوڑ لیا گیا ہو۔

"لیکن یہ تو کہہ رہے تھے کہ تم حوالات میں تشریف فرما ہو ——— بہرحال اطمینان سے بیٹھ جاؤ ——— یہ ڈی۔ ایس۔ پی جعفری ہیں اور مجھے بتاؤ کہ کونسی فائل چوری ہوئی ہے اور کیسے ہوئی ہے چوری" ——— عمران نے اٹھ کر تاج دین کو تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر اسے کرسی پر بٹھا لیا۔

"جناب! ——— آپ جانتے ہیں کہ میں بحریہ کے ہیڈکوارٹر میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہوں ——— میرے پاس پرانے لائٹ ہاؤسز کا شعبہ ہے۔ میں ان لائٹ ہاؤسز کے بارے میں ایک فائل پر کام کر رہا تھا کہ اچانک چپڑاسی نے آکر بتایا کہ میرا بچہ سیڑھیوں سے گر گیا ہے ——— میں فوراً اٹھا۔ لیکن چونکہ فائل میں ابھی کام باقی تھا۔ چنانچہ میں نے فائل ساتھ لے لی تاکہ گھر میں اس پر بقایا کام مکمل کر لوں گا ——— جناب! ——— میں موٹر سائیکل پر گھر جا رہا تھا کہ اچانک ایک کار نے مجھے ڈیوس روڈ پر سائیڈ ماری اور میں موٹر سائیکل سمیت اچھل کر نیچے گر پڑا ——— کار میں سے دو نوجوان تیزی سے نکلے اور انہوں نے موٹر سائیکل کے سٹینڈ میں لگی ہوئی فائل نکالی اور کار میں بیٹھ کر چلے گئے ——— میں اتنا پریشان ہوا کہ مجھے اپنے بچے کا گرنا بھی یاد نہ رہا ——— جناب! سرکاری فائل تھی۔ اور میں اسے دفتر سے گھر تو نہ لا سکتا تھا۔ لیکن میں تو جناب! نیک نیتی سے

صرف کام مکمل کرنے کے لئے اسے گھر لا رہا تھا ——— میں نے سوچا کہ اس کی اب چوری کی رپورٹ تھانے میں درج کرا دوں۔ میرے ساتھ تو جو ہونا سو ہوتا ——— لیکن قانونی کارروائی تو ہونی چاہیئے جناب! ——— چنانچہ میں موٹر سائیکل گھسیٹتا ہوا یہاں تھانے آیا تو ان تھانیدار صاحب نے میری بات سن کر مجھے الٹا چور بنا دیا کہ تم ہی فائل کے چور ہو ——— پھر جناب! انہوں نے میری تلاشی لی ——— میری جیب میں چالیس روپے تھے وہ بھی انہوں نے نکال لئے ——— پھر مجھ سے پانچ سو روپے مانگنے لگے ——— میں ملازم آدمی ہوں۔ مہینے کی آخری تاریخیں ہیں جناب! ——— میں کہاں سے پانچ سو روپے لاتا ——— میرے انکار پر انہوں نے مجھے مارا بھی اور پھر حوالات میں بند کر دیا ——— میں ساری رات ان کی منتیں کرتا رہا ——— لیکن جناب! ——— انہوں نے ایک نہ مانی ——— آخر مجھے آپ کا خیال آیا میں نے اس سپاہی سے کہا کہ وہ آپ کو بلا لائے آپ انہیں پانچ سو روپے دیں گے ——— میں چاہتا تھا جناب! کہ کم از کم آپ مجھے اس مصیبت سے تو نجات دلا دیں گے ——— سنجانے میرے بچوں کا کیا حال ہوگا" ——— تاج دین نے ہچکیاں لے لیکر روتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— میں تو سمجھا تھا کہ چوہدری رسالت! کہ تمہیں صرف بکواس کرنے کی عادت ہے ——— لیکن تم تو اس نوکری کے لئے قطعاً نااہل ہو۔ ٹھیک ہے ——— تم اور تمہارے سپاہی سارے اپنے آپ کو فوری طور پر معطل سمجھیں ——— میں ابھی ڈی۔ آئی۔ جی صاحب سے بات کرتا ہوں"۔ ڈی۔ ایس۔ پی جعفری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تم بعد میں کرتے رہنا ——— تاج دین صاحب! ——— آپ کے

"محکمے کے ڈائریکٹر جنرل کون ہیں" ——— عمران نے خشک لہجے میں پہلے ڈی. ایس. پی جعفری سے کہا اور پھر تاج دین سے مخاطب ہو کر نرم لہجے میں پوچھا۔

"ڈائریکٹر جنرل خان آفتاب خان ہیں جناب" ——— تاج دین نے جواب دیا۔

"آفتاب خان ——— اوہ اچھا ——— میں بات کرتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— انکوائری پلیز" ——— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر جنرل بحریہ ہیڈ کوارٹر کا نمبر دیں" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے آپریٹر نے جلدی سے نمبر بتایا تو عمران نے کریڈل دبا کر آپریٹر کے بتائے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"آفتاب صاحب سے بات کراؤ ——— میں علی عمران بول رہا ہوں" ——— عمران کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"کون علی عمران جناب" ——— پی اے نے چونک کر پوچھا۔

"بات کراؤ نانسنس" ——— عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— یس سر ——— ہولڈ آن کریں سر" ——— پی. اے شاید عمران کے لہجے سے ہی گھبرا گیا تھا۔

"یس ——— آفتاب سپیکنگ ——— کون صاحب ہیں" ——— چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں انکل" ——— عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

آفتاب خان سر رحمان کے خاص دوستوں میں سے تھے اور ان کے آپس میں بڑے قریبی فیملی تعلقات قائم تھے۔ اس لئے آفتاب خان بھی عمران کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اب یہ اور بات ہے کہ عمران انہی سے تعلقات رکھنے کا قائل ہی نہ تھا۔

"اوہ ! ——— علی عمران بیٹے تم ——— خیریت ہے ——— آج کیسے فون کیا ——— کیسے انکل یاد آگئے آج تمہیں" ——— آفتاب خان صاحب کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"انکل ! ——— ایک کام ہے آپ سے ——— میرے ہمسائے میں تاج دین صاحب جو آپ کے دفتر میں شعبہ لائٹ ہاؤسز میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں ہیں ——— خاصے ذمہ دار آدمی ہیں وہ ——— میں اچھی طرح جانتا ہوں انہیں ——— کیوں ! ——— کیا ہوا انہیں" ——— آفتاب صاحب نے جواب دیا۔

"انہیں تو بہت کچھ ہوا ہے اس کی تفصیل تو پھر کبھی بتاؤں گا آپ کو ——— فی الحال یہ بتا دوں کہ وہ قدیم لائٹ ہاؤسز کی آفس فائل لے کر گھر پر اسے مکمل کرنے جا رہے تھے کہ وہ کہیں گر گئی ہے ——— اب وہ بے حد پریشان ہیں ——— میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ ان

کے خلاف کوئی ڈیپارٹمنٹل انکوائری وغیرہ نہ کریں ـــــ میں یہ فائل تلا
کرکے دفتر پہنچا دوں گا ـــــ یہ میری ذمہ داری رہی" ـــــ عمرا
نے کہا۔

"قدیم لائٹ ہاؤسز کی فائل ـــــ اوہ اچھا اچھا! ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ
ٹھیک ہے ـــــ ویسے بھی اس کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ پرانا ریکا
ہوگا ـــــ بہرحال انہیں کہہ دیں کہ وہ لیس تھانے میں اس کی گمشدگی کی
رپورٹ کرادیں تاکہ سرکاری کھاتہ پورا ہو جائے ـــــ ویسے اگر وہ فائل
نہ بھی ملے تب بھی کوئی حرج نہیں ـــــ اس کی کوئی اہمیت وغیرہ نہیں
ہے ـــــ ڈونٹ وری ـــــ اور کچھ" ـــــ آفتاب خان صاحب نے
ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"سرکاری کھاتہ پورا کرنے تو بیچارے گئے تھے ـــــ اور ساری رات
حوالات میں تشریف فرما رہے ـــــ بہرحال ٹھیک ہے ـــــ تھینک
عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تاج دین کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ وہ اب عمران کو اس طرح دیکھ رہے
تھے جیسے عمران کی بجائے کوئی مافوق الفطرت چیز ان کے سامنے بیٹھی
ہو۔ انہیں شائد خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ عمران کے تعلقات ڈائریکٹر
جنرل سے ایسے ہوں گے۔

"جعفری صاحب! ـــــ آپ پلیز ان کی فائل کی گمشدگی کی رپورٹ
درج کرکے اس کی نقل انہیں دے دیں تاکہ سرکاری کھاتہ پورا ہو جائے۔
میں واپس فلیٹ جا رہا ہوں۔ وہ کھلا پڑا ہے ـــــ اور ہاں! ایک بات
میری سن لیں ـــــ یہ دارالحکومت کا علاقہ ہے۔ یہاں سب پڑھے لکھے

مہذب لوگ رہتے ہیں ـــــ اس لئے کم از کم اس علاقے میں تو آپ
ضلو، بخشو۔ خیر شیئے اور چوہدری نامراد قسم کا عملہ تعینات نہ کیا کریں" ـــــ
ن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ آئندہ ایسی
یت نہ ہوگی ـــــ میں خود یہ رپٹ درج کر دیتا ہوں" ـــــ ڈی۔ ایس۔ پی
ی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ تاج دین صاحب! ـــــ نقل لے کر پہلے گھر جائیں اور پھر میرے
ٹ پر آجائیں" ـــــ عمران نے تاج دین سے مخاطب ہو کر کہا اور
کے سر ہلانے پر عمران نے ڈی۔ ایس۔ پی جعفری سے مصافحہ کیا اور پھر
ی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

جدید طرز کی بالکل نئی لانچ خاصی تیز رفتاری سے کھلے سمندر میں جا رہی تھی۔ لانچ پر مچھلیاں پکڑنے والی ایک سرکاری کمپنی کا نام لکھا ہو
لانچ میں اس وقت ڈرائیور کے علاوہ دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے
کے جسموں پر عام سا لباس تھا۔

"فائل تو بڑے آرام سے مل گئی ــــــ ورنہ اس دفتر سے تو اس
نکالنا مشکل ہو جاتا" ــــــ ایک نوجوان نے ساتھ بیٹھے ہوئے نوج
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ضرورت تھی اتنی دردسری کی ــــــ تم نے دیکھا میری ترکیب
کیسی کامیاب رہی ــــــ صرف چپڑاسی کو دس روپے دینے پڑے
کام ہو گیا" ــــــ دوسرے نوجوان نے مسکرا کر جواب دیا۔

"لیکن اس میں یہ بھی تو ہو سکتا تھا مارٹی! ــــ کہ وہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈ
کے سامنے یہ فائل نہ ہوتی ــــــ یا وہ اسے اٹھائے بغیر باہر آجاتا تو پھر

پہلے نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس فیلڈ میں ابھی نئے ہو ٹونی! ــــ تھوڑی سی ذہانت سے
کام لیا جائے تو سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے ــــ میں نے اتنا کیا کہ ایک
روز پہلے چیف سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے اس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو فون
کر دیا کہ وہ فائل نکالو اور اس میں موجود تمام لائٹ ہاؤسز کی جغرافیکل رپورٹ
تیار کر کے فوراً مجھے پہنچاؤ ــــــ اس طرح وہ فائل بھی پرانے ریکارڈ روم
سے نکل آئی ــــــ ورنہ تو اس کی تلاش ہی مشکل ہو جاتی ــــ اور رپورٹ
چونکہ خاصی طویل ہونی تھی اس لئے جب چپڑاسی نے اس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
کے بچے کے زخمی ہونے کی اطلاع دی تو نفسیاتی طور پر یہ لازمی تھا کہ وہ
فوراً گھر پہنچتا اور ساتھ ہی فائل بھی لے جاتا ــــــ اور تم نے دیکھا کہ میرا
اندازہ سو فیصد درست رہا" ــــــ مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور
دوسرے نوجوان ٹونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب وہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کیا کرے گا" ــــــ؟ ٹونی نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"کرنا کیا ہے ــــ تھانے میں رپورٹ درج کرا کر بیٹھ جائے گا۔
یہ فائل دفتر کے بھی کسی کام کی نہیں ہے ــــــ اور نہ ہی اس کی کوئی
سرکاری اہمیت ہے اس لئے معاملہ ختم ہو جائے گا" ــــ مارٹی نے
جواب دیا۔

"اگر اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو پھر ڈکسن کو اس کی کیا ضرورت
پڑ گئی ہے" ــــــ؟ ٹونی نے پوچھا۔

"یار! ــــ تم نے سارا انٹرویو آج ہی کرنا ہے ــــ کچھ کل کے لئے

بھی رکھ دو" ــــ مارٹی نے کہا اور ٹونی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"واقعی میں خواہ مخواہ اس معاملے میں ٹچی ہو رہا ہوں ــ ہوگی کوئی ضرورت ڈکسن کو" ــــ ٹونی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ ڈکسن کسی قدیم لائٹ ہاؤس کو اڈا بنانا چاہتا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہوگا کہ قدیم لائٹ ہاؤسز میں تہہ خانے بھی ہوا کرتے تھے۔ اب لائٹ ہاؤسز بے کار پڑے ہوئے ہیں ــ لیکن یہ ہیں بڑے محفوظ اڈے" ــــ مارٹی نے کہا۔

"ہاں! ــ واقعی ایسا ہی ہوگا ــــ ویسے اگر واقعی آئیڈیا یہی ہے تو آئیڈیا بہرحال اچھا ہے ــــ مال چھپانے کے لئے ان سے محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی" ــــ ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور مارٹی مسکرا کر رہ گیا۔

لانچ کا رخ اب ایک جزیرے کی طرف ہو گیا تھا جس کے آثار اب نظر آنے لگ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد لانچ اس جزیرے کے قریب پہنچ کر رک گئی اور مارٹی اور ٹونی دونوں اٹھ کر آگے بڑھے اور پھر لانچ سے اتر کر جزیرے کی چٹانوں پر آ گئے۔ لانچ وہیں رک گئی تھی۔

وہ دونوں چٹانیں پھلانگتے ہوئے جزیرے کے اوپر پہنچے ہی تھے کہ یکلخت ایک چٹان کے پیچھے سے ایک مسلح آدمی نکل کر سامنے آ گیا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"خبردار! ــ رک جاؤ" ــــ اس مسلح آدمی نے مشین گن کی نال ان دونوں کی طرف اٹھاتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"زیرو ون" ــــ دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"اوکے جاؤ ــ باس تمہارا منتظر ہے" ــــ اس مسلح شخص نے مشین گن نیچے کرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

جزیرہ بظاہر بالکل ویران نظر آ رہا تھا۔ لیکن دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور پھر کچھ دور جاتے کے بعد درختوں کے درمیان لکڑی کا بنا ہوا ایک ہٹ نظر آنے لگا۔ لیکن اس کی حالت بے حد خستہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی قدیم زمانے میں اسے بنایا گیا تھا اور پھر استعمال نہ ہونے اور موسمی حالات کی وجہ سے یہ شکست و ریخت کا شکار ہو گیا ہو۔

ہٹ کے قریب پہنچ کر وہ دونوں رک گئے۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر ان کے سامنے ایک چٹان اوپر کو اٹھتی گئی جیسے صندوق کا ڈھکن کھلتا ہے۔ ایک تنگ سا راستہ نیچے جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دونوں اس راستے پر آگے بڑھے تو ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ مصنوعی نہ تھا بلکہ کوئی بڑی اور کھلی غار تھی۔ کیونکہ اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ قدرتی ہے۔

اس کمرے میں ایک پیٹرومکس لیمپ جل رہا تھا۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ لکڑی کے بڑے بڑے کریٹ رکھے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک کرسی پر ایک لمبے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ غیر ملکی تھا۔ اس کے چہرے پر سفاکی اور عیاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آؤ ــ کیا ہوا ــ مال مل گئی" ــــ غیر ملکی نے ان دونوں

کے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"ہاں باس! ___ مل گئی۔ یہ لیجئے" ___ مارٹی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک فائل نکال کر اس آدمی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ! ___ بیٹھو" ___ غیر ملکی باس نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل لے کر انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ باس نے سرسری انداز میں فائل دیکھی اور پھر اُسے میز پر رکھ دیا۔

"کیسے ملی ___ کوئی پرابلم" ___؟ باس نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں باس! ___ کیا پرابلم ہونا تھی۔ بس تھوڑی سی عقل استعمال کی اور فائل مل گئی" ___ مارٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ" ___ باس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا اور مارٹی نے شروع سے لے کر آخر تک تفصیل بتا دی۔

"وہ کار کس کی تھی ___ اور تم نے اُسے کہاں چھوڑا ہے" ___؟ باس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہم نے ایک پبلک پارکنگ سے چوری کی تھی اور پھر ہم نے اُسے مارٹن روڈ کے تیسرے چوراہے پر چھوڑ دیا ___ وہاں سے پیدل چل کر ہم مین مارکیٹ میں داخل ہوتے اور وہاں سے ٹیکسی پکڑ کر یہاں گھاٹ پر آ گئے" ___ مارٹی نے جواب دیا۔

"ویری گڈ مارٹی! ___ تم تو واقعی ذہین آدمی ہو ___ مجھے تم سے اس قدر ذہانت کی اُمید نہ تھی ___ لیکن اس کیس میں تمام احتیاطیں

استعمال کر کے تم نے واقعی اپنی صلاحیتیں ظاہر کر دی ہیں ___ میں چیف باس سے تمہاری سفارش کروں گا" ___ غیر ملکی باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ باس! ___ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے" ___؟ مارٹی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بس ٹھیک ہے ___ تم شہر میں اپنے اڈے پر واپس چلے جاؤ۔ اس کیس کا معاوضہ تم تک خود بخود پہنچ جائے گا" ___ باس نے کہا۔

"شکریہ" ___ مارٹی نے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ ٹونی بھی جو خاموش بیٹھا ہوا تھا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور باس کے سر ہلانے پر وہ دونوں واپس مڑے اور اسی راستے کی طرف بڑھ گئے۔ جب ان کے قدموں کی آواز معدوم ہو گئی تو تھوڑی دیر بعد ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ اور سیٹی کی آواز سنتے ہی غیر ملکی نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کم فاصلے کا لیکن جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے اس کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو ___ ڈکسن کالنگ جیگر۔ اوور" ___ غیر ملکی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس! ___ جیگر اٹنڈنگ۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

"جیگر! ___ مارٹی اور ٹونی واپس آ رہے ہیں ___ انہیں گولی مار کر ان کی لاشیں سمندر کے اس حصے میں ڈلوا دو جہاں شارک مچھلیوں کی کثرت ہے۔ اوور" ___ ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جیگر نے بغیر کسی حیرت کا اظہار کئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ کام مکمل کر کے میرے پاس آؤ ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ ڈکسن نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے اس نے ایک طرف رکھا اور پھر میز پر پڑی ہوئی فائل اٹھا کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

دس منٹ بعد وہی آدمی جو مارٹی اور ٹونی کو جزیرے پر چڑھتے ہوئے ملا تھا اور جس نے ان سے کوڈ پوچھا تھا۔ کاندھے سے مشین گن لٹکائے اندر داخل ہوا۔ ڈکسن نے اس کے قدموں کی آواز سن کر چونک کر سر اٹھایا۔

"تم آگئے جیگر! ـــــ کام ہو گیا" ـــــ؟ ڈکسن نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! ـــــ اب تک تو مچھلیاں ان کی ہڈیاں بھی چبا چکی ہوں گی"۔ جیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈکسن کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کوئی پرابلم" ـــــ؟ ڈکسن نے پوچھا۔

"نو سر! ـــــ پرابلم کیسی۔ بس مشین گن کا ٹریگر دبانا پڑا اور دونوں ٹمیں ہو گئے" ـــــ جیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹمیں ہو گئے ـــــ کیا مطلب!" ـــــ؟ ڈکسن نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اوہ سر! ـــــ ہماری مقامی زبان میں ہلاک ہو جانے کو ٹمیں ہو جانا بولتے ہیں" ـــــ جیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اچھا لفظ ہے ـــــ اس میں صوتی تاثر بھی ہے ـــــ بہرحال یہ فائل میں دیکھ رہا ہوں۔ اس میں ایک لائٹ ہاؤس کا سپاٹ

مجھے پسند آیا ہے" ـــــ ڈکسن نے فائل کا صفحہ کھول کر جیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک سر" ـــــ جیگر نے فائل لیتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ہاں! ـــــ فی الحال ایک ـــــ بہت بڑی کھیپ آنے والی ہے جس میں انتہائی حساس قسم کا اسلحہ ہے ـــــ اور تم جانتے ہو کہ ایسے اسلحہ کی ڈیلیوری کے وقت ہمیں بے حد محتاط رہنا پڑتا ہے ـــــ یہ لائٹ ہاؤس جسے فائل میں ٹاپ ہل لائٹ ہاؤس کہا گیا ہے۔ ساحل کے ویران علاقے سے قریب بھی ہے ـــــ بے حد خستہ بھی ہے اور میرے خیال میں ٹاپ ہل سب سے قدیم بھی ہے ـــــ اس کے علاوہ اس کے نیچے بہت بڑا تہہ خانہ ہے جس کا ایک خفیہ راستہ ہے ـــــ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس خفیہ راستے کا دھانا ساحل سے کافی دور ایک کھاڑی میں جا نکلتا ہے ـــــ اس طرح لانچ اس کھاڑی میں آسانی سے آ جا سکتی ہے ـــــ یہ سپاٹ ہمارے لئے ہر لحاظ سے بہترین رہے گا" ـــــ ڈکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بالکل باس! ـــــ آپ کا خیال سو فیصد درست ہے" ـــــ جیگر نے فائل پڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ پھر تم ایسا کرو کہ کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں جاؤ۔ اور وہاں اچھی طرح صفائی کراؤ ـــــ اور مکمل طور پر ہر چیز کا جائزہ بھی لے لو ـــــ مال دو روز بعد پہنچنے والا ہے ـــــ میں اس دوران دارالحکومت جا کر ڈیلیوری لینے والی پارٹی سے گفت و شنید مکمل کر لوں"۔ ڈکسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— آپ کی واپسی آج ہو جائے گی" ——— ؟ جیگر نے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"دیکھو ——— یہ تو حالات پر منحصر ہے ——— اگر میں جلد فارغ ہو گیا تو آج ہی آجاؤں گا۔ ورنہ کل ——— میں نے بہت سے انتظامات کرنے ہیں" ——— ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— آپ بے فکر رہیں ——— سب کام اوکے ہو جائے گا" ——— جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ڈکسن سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہی لانچ جو مارٹی اور ٹونی کو لے کر آئی تھی ڈکسن کو لیے واپس گھاٹ کی طرف اُڑی چلی جا رہی تھی۔

ابھی لانچ سمندر میں ہی تھی کہ یکلخت ڈکسن کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی سے ایک راڈ نے باہر نکل کر اس کی کلائی پر ضربیں لگانا شروع کر دیں۔

"مارٹن" ——— ڈکسن نے لانچ ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— لانچ ڈرائیور نے تیزی سے مڑ کر پوچھا۔

"لانچ روک دو ——— ٹرانسمیٹر کال آئی ہے ——— نیچے سے ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ" ——— ڈکسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— مارٹن نے جواب دیا اور اس نے لانچ کا انجن بند کر کے سٹیئرنگ لاک کر دیا اور خود تیزی سے لانچ کے نچلے حصے کی طرف جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ نچلے حصے میں جدید قسم کا کیبن بنا ہوا تھا۔

ڈکسن نے رسٹ واچ کا ونڈ بٹن ایک بار کھینچ کر اُسے دبایا تو اس کی کلائی پر ضربیں لگانے والی راڈ گھڑی کے اندر غائب ہو گئی چند لمحوں بعد مارٹن ایک ٹرانسمیٹر اٹھائے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا۔ ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں ٹرانسمیٹر ڈکسن کے سامنے رکھ دیا اور خود دوبارہ سٹیئرنگ کی طرف بڑھ گیا۔ لانچ اب کھلے سمندر میں رکی ہوئی تھی اور لہروں کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ ہلکورے لے رہی تھی۔

ڈکسن نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے پہلے سیٹی کی آواز نکلی اور ایک لمحے بعد سیٹی کی آواز مدھم پڑ گئی اور اس کی جگہ ایسا شور سنائی دینے لگا جیسے سمندر کی بپھری ہوئی موجیں ساحل سے سر پٹخ رہی ہوں۔ لیکن یہ شور بھی چند لمحوں بعد ختم ہو گیا اور پھر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— اے اے کالنگ۔ اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"یس ——— ڈی اٹنڈنگ۔ اوور" ——— جواب میں ڈکسن کا لہجہ بھی خاصا سخت تھا۔

"مسٹر ڈی! ——— کیا پوزیشن ہے بزنس کی۔ اوور" ——— ؟ اے اے نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"پوزیشن ٹھیک جا رہی ہے ——— ہمارے مال کی نہ صرف کھپت اچھی ہے ——— بلکہ اب تو روز بروز ڈیمانڈ بھی بڑھ رہی ہے۔ خاص طور پر اے۔ اے مارکہ نلکی تو سب سے آگے جا رہی ہے۔ اوور" ——— ڈکسن

نے جواب دیا۔

"گڈ! ــــ تو پھر آپ کوئی بڑا آرڈر دینے کی پوزیشن میں آ گئے ہیں ـ اوور" ــــ لے سا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی تو آپ وہی آرڈر بھگتائیں۔ اس کے بعد کسی بڑے آرڈر کے متعلق سوچوں گا ــــ مارکیٹ میں کمپیٹیشن خاصا جا رہا ہے ـ اوور" ــــ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ آرڈر تو بہت معمولی سا ہے ــــ اتنی زنگ منڈی میں اس آرڈر سے کیا ہو گا ــــ اگر آپ کہیں تو میں اپنے ماہرین منڈی میں مزید کھپت کا سروے کرنے کے لئے بھیجوں۔ اوور" ــــ لے سا نے کہا۔

"اوہ نہیں! ــــ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہنگامی کام کرنے کی بجائے پائیدار طریقے سے کام کرنے کا عادی ہوں ــــ ڈھاکے کی مارکیٹ تو مستحکم ہو گئی ہے۔ اب ملکی کی بھی اچھی جا رہی ہے اس کے بعد میں ریڈی میڈ کپڑے کی مارکیٹ کا جائزہ لوں گا تاکہ کام اطمینان سے ہوتا رہے اوور" ــــ ڈکسن نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ جیسے آپ کی مرضی ــــ آپ اچھے ڈیلر ہیں اس لئے ہمیں آپ کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ ہمارے مال کی خریداری میں اور پارٹیاں بھی دلچسپی لے رہی ہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہماری کاروباری ساکھ ہی ایسی ہے کہ ہم تو کسی معقول وجہ کے بغیر کسی ڈیلر کا مال نہیں روکتے۔ اوور" دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"یہاں سٹوریج کا بڑا پرابلم تھا۔ محفوظ سٹور دستیاب نہ ہو رہے تھے۔ جو تھے ان میں مال خراب ہو جانے کا ڈر رہتا تھا اس لئے میں گذشتہ ایک

ہفتے سے اس مشن پر تھا کہ اچھے سٹورز دستیاب ہو سکیں تاکہ ہم بڑا آرڈر دے کر کچھ عرصے کے لئے مال سٹاک بھی کر سکیں ــــ اب ایسے مواقع پیدا ہو گئے ہیں کہ ہمیں اچھے سٹورز دستیاب ہو جائیں۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ جلد ہی آپ کو سب آئیٹم کا بڑا آرڈر دوں گا۔ فی الحال آپ میرا آرڈر بھجوا دیں۔ اوور" ــــ ڈکسن نے جواب دیا۔

"اس کی شپمنٹ تو شاید اب تک ہو بھی چکی ہو گی۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ــــ ٹھیک ہے۔ اوور" ــــ ڈکسن نے جواب دیا۔

"گڈ لک فار گڈ بزنس ــــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ شور کی آواز سنائی دی اور پھر سیٹی۔ اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ ڈکسن نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور سٹیرنگ کے قریب کھڑا ہوا مارٹن تیزی سے آگے بڑھا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر دوبارہ نچلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔

ڈکسن اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ مارٹن واپس آیا اور اس نے لانچ سٹارٹ کی اور تیزی سے اسے آگے بڑھانے لگا۔

عمران نے کار کیفے جانسن کے سامنے روکی اور پھر نیچے اُتر آیا۔ اس وقت وہ سادہ سے لباس میں تھا۔ کار لاک کر کے وہ قدم بڑھاتا کیفے کے اندر داخل ہو گیا۔ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکا کھڑا تھا جو کاؤنٹر پر رکھے کسی رجسٹر پر جھکا ہوا تھا۔ کیفے میں اس وقت رش تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ اِکا دُکا میزوں پر لوگ موجود تھے۔

عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدموں کی آواز سُن کر کاؤنٹر بوائے نے سر اٹھایا۔

"یس سر" ___ عمران کو قریب دیکھ کر کاؤنٹر بوائے نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ کیفے نوبہار والے کوئی لوک میلہ منا رہے ہیں ___ لیکن یہاں تو مجھے نہ میلہ نظر آرہا ہے اور نہ لوک" ___ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ وہ پروگرام ہم نے لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ختم کر دیا ہے جناب! ___ آج کے اخبار میں اس کا اعلان بھی کیفے کی طرف سے شائع کر دیا گیا ہے ___ شائد آپ کی نظروں سے نہیں گذرا" ___ کاؤنٹر بوائے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میلہ کس قسم کا تھا ___؟" عمران نے پوچھا۔ اس کی نظریں کاؤنٹر پر کھلے ہوئے رجسٹر پر دوڑ رہی تھیں جس پر شائد آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب درج تھا۔

"اوہ سر! ___ کیفے کے مالک جانسن صاحب نے سوچا تھا کہ ایسے میلے سے کیفے کی پبلسٹی ہو گی ___ کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کیفے کا کاروبار مندا جا رہا ہے ___ لیکن وہ پبلسٹی کیا ہونی تھی۔ اُلٹا انتظامات پر جو اخراجات ہوئے۔ وہ بھی نقصان میں گئے ___ میں اسی کا حساب بنا رہا تھا" ___ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن میں نے سُنا تھا کہ اس لوک میلے میں نشانہ بازی کا بھی سٹال لگایا جانا تھا جس میں انتہائی جدید قسم کے اسلحے سے نشانہ بازی ہونی تھی۔ یہ اسلحہ کس نے سپلائی کرنا تھا" ___؟ عمران نے کہا۔

"اوہ! ___ آپ شائد کسی سرکاری محکمے سے آئے ہیں ___ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے ___ اگر آپ چاہیں تو جانسن صاحب سے مل سکتے ہیں وہ اوپر دفتر میں موجود ہیں ___ میں انہیں فون کر دیتا ہوں" ___ کاؤنٹر بوائے نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کر دو فون ــــ انہیں بتاؤ کہ اگر انہیں جدید ترین اسلحے
کے سلسلے میں کوئی مشکل در پیش ہے تو میں ان کی مدد کر سکتا ہوں ــــ
میرے پاس نہ صرف جدید ترین اسلحہ موجود ہے بلکہ حکومت کی طرف سے
اس کے استعمال کا لائسنس بھی موجود ہے ــــ میرا نام افضل ہے"۔
عمران نے مسکرا کر کہا اور کاؤنٹر بوائے نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے
انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر کے اس نے عمران کی بتائی ہوئی
بات دوہرا دی۔

"یس باس" ــــ دوسری طرف سے کچھ سن کر اس لڑکے نے
رسیور رکھ دیا۔

"باس آپ سے ملنا چاہتا ہے ــــ آپ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے
اوپر چلے جائیں۔ سامنے ہی ان کا دفتر ہے" ــــ کاؤنٹر بوائے نے کہا
اور عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہمسائے تاج دین
نے نہ صرف اسے اس فائل کی تفصیلات بتائی تھیں جو اس سے چھین
لی گئی تھی بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ چپڑاسی کی اطلاع بھی غلط تھی۔ اس کے
لڑکے کو کوئی چوٹ نہ لگی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس لے اس کار
کا نمبر۔ ماڈل اور رنگ بھی عمران کو بتا دیا تھا جس نے اس کے موٹر سائیکل
کو ٹکر ماری تھی اور جس سے دو نوجوان اتر کر اس کی موٹر سائیکل کے
سٹینڈ پر موجود فائل لے اڑے تھے۔ عمران نے اس کار کی تلاش کا کام
ٹائیگر کے ذمہ لگا دیا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ٹائیگر نے اطلاع
دی تھی کہ وہ کار ٹریس کر لی گئی ہے۔ وہ کیفے جانسن کے مالک جانسن
کی ہے جسے پبلک پارک سے چوری کیا گیا تھا۔ جانسن نے اس کی چوری

کی باقاعدہ پولیس میں رپورٹ درج کرائی تھی۔ ساتھ ہی ٹائیگر نے یہ اطلاع
بھی دی تھی کہ پولیس کو اس کار میں سے ایک اخبار ملا ہے جس میں
کیفے جانسن کی طرف سے ایک لوک میلے کا اشتہار دیا گیا تھا اور اس اشتہار
میں جدید ترین اسلحے سے شوٹنگ کے سٹال والے حصے کو سرخ پنسل سے
باقاعدہ مارک کیا گیا تھا۔ اس اطلاع پر عمران نے خود جانسن سے ملنے کا
پروگرام بنایا تھا۔ کیونکہ اسے ایسی اطلاعات کافی عرصے سے مل رہی
تھیں کہ ملک میں جدید اسلحہ کافی مقدار میں خفیہ طور پر پھیلایا جا رہا ہے
سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کیس پر کام کر رہا تھا اور اس نے [illegible]ٹے چھوٹے
اڈے بھی پکڑے تھے۔ لیکن کوئی بڑا گروہ ہاتھ نہ آیا تھا۔ چونکہ یہ کیس سیکرٹ
سروس کا نہ تھا اس لئے عمران نے اس میں زیادہ دلچسپی نہ لی تھی۔ لیکن
اب تاج دین نے فائل کے مندرجات بتلائے تھے تو عمران کے ذہن میں
خیال [illegible] تھا کہ شاید پرانے لائٹ ہاؤسز کو کوئی مجرم اپنے مقصد کے لئے
استعمال [illegible] چاہتا ہے۔ اور یہ مقصد سمگلنگ ہی ہو سکتا تھا۔ اب فیصلہ یہ
کرنا تھا کہ کس قسم کی سمگلنگ منشیات کی۔ غیر ملکی سامان کی ــــ لیکن کار
[illegible] ملنے والے اخبار میں جدید اسلحہ سے شوٹنگ کو مارک کرنے سے اس
کا ذہن فوراً اسلحے کی طرف گیا تھا کہ شاید کوئی پارٹی اسلحے کی سمگلنگ اور
سٹوریج کے لئے لائٹ ہاؤسز کو استعمال کرنا چاہتی ہے۔

پاکیشیا کا ساحل سمندر چونکہ بے حد وسیع تھا اور وہاں بے شمار چھوٹے
بڑے قدیم اور متروک لائٹ ہاؤسز موجود تھے اس لئے اس کے لئے عملی
طور پر یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ہر لائٹ ہاؤس کی نگرانی کرے۔ اس لئے وہ کسی
ایسے کلیو کی بابت جاننا چاہتا تھا۔ جس سے وہ اس فائل کے باقاعدہ

منصوبہ بندی سے اڑانے کا مقصد سمجھ سکے۔

ٹائیگر نے اُسے بتایا تھا کہ کیفے جانسن کا مالک جانسن سیدھا سادا ا
آدمی ہے اور اب تک کسی غلط دھندے میں اس کے ملوث ہونے کی کو
اطلاع نہیں ہے۔ لیکن عمران چاہتا تھا کہ وہ خود اس سے مل کر اس بات
کا فیصلہ کرے کہ کیا واقعی جانسن بے ضرر آدمی ہے یا پھر وہ صرف ایسا ظا
کرتا ہے۔

سیڑھیاں چڑھ کر عمران دفتر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا
اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس۔ کم اِن" ـــــ اندر سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔ اور
عمران نے دروازے کو دھکا دیا۔ وہ اندر سے بند نہ تھا اس لئے آسانی سے
کھل گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک عام اور سادہ سا دفتر تھا جس کا
فرنیچر خاصا پرانا تھا۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد کا آدمی موجود تھا جس کا چہ
بالکل عام کاروباری آدمی جیسا تھا۔ اس کے جسم پر لباس بھی عام اور سادہ تھا
جب کہ دفتر کی حالت سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ دفتر کے مالک کی معاشی
حالت خاصی کمزور ہے۔

"میرا نام افضل ہے" ـــــ عمران نے آگے بڑھ کر اس لمبے آدمی
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تشریف رکھیں ـــ مجھے جانسن کہتے ہیں ـــ کاؤنٹر بوائے بتا رہا
تھا کہ آپ جدید اسلحے کے شوٹنگ سٹال کے سلسلے میں آئے ہیں ـــ
دراصل میرا کیفے بزنس کچھ زیادہ اچھا نہیں جا رہا تھا۔ اس لئے میں نے
پبلسٹی لینے کے لئے ساحل سمندر پر ایک لوک میلہ کا پروگرام سوچا۔ کیونکہ

میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کے لوگ ایسے میلوں میں بڑی تعداد میں شریک
ہوتے ہیں ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو کچھ دھندہ بھی ہو جائے
گا اور میرے کیفے کی پبلسٹی بھی بھرپور انداز میں ہو گی ـــــ لیکن میرا
آئیڈیا سراسر غلط نکلا اور مجھے پہلے ہی دن شدید نقصان اٹھا کر یہ پروگرام
ختم کرنا پڑا" ـــــ جانسن نے تیزی سے بولنا شروع کیا۔ اس کی زبان
رکنے میں ہی نہ آ رہی تھی۔

"آپ نے اپنے میلے میں جدید اسلحے سے شوٹنگ کا سٹال بھی رکھا
تھا ـــ کیا اس کے لئے آپ نے حکومت سے باقاعدہ اجازت لی
تھی" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"ارے نہیں جناب! ـــــ یہاں ڈی لکس بار ہے اس کا مالک
ڈرٹی ہے ـــــ اس نے مجھے اس کا مشورہ دیا تھا اور اس نے وعدہ
کیا تھا کہ اسلحہ وہ خود سپلائی کرے گا ـــــ اس کا کہنا تھا کہ اس
کے پاس جدید ترین اسلحہ بھی ہے اور اس کا باقاعدہ لائسنس بھی ـــــ
لیکن جناب! اس سٹال کی نوبت ہی نہ آئی" ـــــ جانسن نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی کار چوری ہوئی تھی پچھلے دنوں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں! ـــــ یہاں قریب ہی سلک پارک ہے ـــــ میں کار
وہیں کھڑی کرتا ہوں۔ وہ چوری ہو گئی۔ لیکن شکر ہے کہ وہ بعد میں مل
گئی" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"آپ کی کار میں کوئی اخبار وغیرہ بھی تھا جس میں لوک میلے کا اشتہار
چھپا ہوا ہو" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"میری کار میں! ——— نہیں جناب! ——— میں تو اخبار یہیں کیفے
میں ہی پڑھ لیتا ہوں۔ ساتھ تو کبھی نہیں لے گیا ——— لیکن آپ نے
بتایا نہیں کہ آپ کا تعلق کس محکمے سے ہے" ——— جانسن کو شائد پہلی
بار خیال آیا تھا کہ وہ عمران کا تعارف تو پتہ کرے۔

"میرا کسی محکمے سے کوئی تعلق نہیں ہے ——— میں تو صرف شوٹنگ
میں دلچسپی لے رہا تھا ——— اچھا اجازت" ——— عمران نے کہا اور
پھر بغیر جانسن سے مصافحہ کئے وہ تیزی سے مڑا اور دفتر سے نکل کر
سیڑھیاں اترتا ہوا کیفے ہال سے ہوتا ہوا باہر آکر اپنی کار کی طرف
بڑھنے لگا۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ جانسن کے متعلق ٹائیگر کی رپورٹ درست
تھی۔ جانسن کا کسی غلط کام میں ملوث ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آ رہے
تھے بلکہ وہ بیچارہ تو معاشی جنگ میں مصروف تھا۔ لیکن اس سے ملنے
کا ایک فائدہ ہو گیا تھا کہ اُسے ڈرنی کے بارے میں ٹپ مل گئی تھی اور
ڈرنی کے متعلق اُسے صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ سمگلنگ کے دھندے
میں ملوث ہے۔ لیکن اس نے اس میں دلچسپی نہ لی تھی۔ کیونکہ یہ اس کی
لائن کا کام نہ تھا۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ لگے ہاتھوں اس ڈرنی سے
بھی ملاقات کر لے۔

چنانچہ وہ کار چلاتا ہوا ڈی لکس بار کی طرف بڑھنے لگا۔ ڈیلکس بار
خاصے فاصلے پر تھا۔ اس لئے وہاں تک پہنچنے میں اُسے خاصا وقت
لگنا تھا۔ لیکن عمران چونکہ آجکل بالکل فارغ تھا اس لئے وہ اس چکر
میں بطور شغل دلچسپی لے رہا تھا۔

اچانک عمران کو خیال آگیا کہ ٹائیگر زیر زمین دنیا میں باقاعدہ کام کرتا

رہتا تھا اس لئے اُسے لازماً ڈرنی کے متعلق ضرور معلومات حاصل ہوں گی
چنانچہ اس نے کار میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس
کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— عمران کالنگ۔ اوور" ——— عمران نے بار بار
فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ سر۔ اوور" ——— تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز
سنائی دی۔

"اتنی دیر بعد کال کیوں رسیو کی ہے۔ اوور" ——— عمران نے قدرے
سخت لہجے میں کہا۔

"میں بار ہال میں بیٹھا ہوا تھا جناب! ——— وہاں سے اُٹھ کر مجھے باتھ
رُوم میں آنا پڑا ہے۔ اس لئے دیر ہو گئی ہے سر ——— ویری سوری سر۔
اوور" ——— ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کونسے بار ہال کی بات کر رہے ہو۔ اوور" ——— ؟ عمران نے
چونک کر پوچھا۔

"تھرڈ ورلڈ بار سر۔ اوور" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا! ——— یہ بتاؤ کہ ڈی لکس بار کے مالک ڈرنی کے متعلق
تمہارے پاس کیا اطلاعات ہیں۔ اوور" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ڈرنی کے بارے میں ——— وہ بڑا عیار۔ مکار اور چالاک آدمی
ہے ——— بظاہر تو وہ صرف جوا وغیرہ کھلاتا رہتا ہے۔ لیکن ایسی
اطلاعات بھی زیر زمین گردش کرتی رہتی ہیں کہ وہ اسلحے کی سمگلنگ میں
بھی ملوث ہے ——— لیکن آج تک کوئی حتمی بات سامنے نہیں آئی۔

اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہوں! ـــ تمہارا اس سے تعارف ہے۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"یس سر! ـــ بڑی اچھی طرح جناب۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔ کے! ـــ تم ڈی نکس بار آجاؤ۔ میں وہیں جا رہا ہوں ـــ تم نے وہاں یہ تعارف اسلحے کے گاہک کی صورت میں کرانا ہے افضل خان میرا نام ہے ـــ اور میرا تعلق پاکیشیا کے صوبہ بارڈر سے ہوگا۔ سمجھے۔ میں راستے میں ضروری میک اپ کر لوں گا۔ اوور" ـــــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ میں ابھی چل پڑتا ہوں سر ـــ لمبی بات کیجیئے گا۔ تب ڈرنی کھلے گا۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مجھے مشورہ دینے کی کوشش نہ کیا کرو۔ سمجھے ـــ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر کار چلاتا ہوا وہ راستے میں ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور کے سامنے رُکا اور اس نے سٹور سے صوبہ بارڈر میں عام طور پر پہنے جانے والا لباس خریدا اور باتھ رُوم میں جاکر اس نے وہ لباس پہن لیا۔ ریڈی میڈ میک اپ باکس وہ کار سے نکال کر ساتھ لے گیا تھا اس لئے وہیں باتھ رُوم میں ہی اس نے ضروری میک اپ کر لیا۔ لمبی لمبی مونچھیں۔ ایک گال پر موٹا سا مسّہ۔ اور دوسرے گال پر زخم کا مصنوعی نشان لگانے کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو چکا تھا۔ اس نے اپنا لباس شاپنگ بیگ میں ڈالا اور باتھ رُوم

سے نکل کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھ آیا۔ لباس والا بیگ اس نے پچھلی سیٹ پر ڈال دیا اور کار چلاتا ہوا ڈی نکس بار کی طرف بڑھنے لگا۔

ڈی نکس بار خاصی بڑی عمارت میں بنا ہوا تھا اور اس کے گرد خاصا لمبا چوڑا لان بھی تھا۔ ایک سائیڈ پر پارکنگ تھا۔ اور اس وقت پارکنگ میں موجود کاروں کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ بار کا بزنس اچھا جا رہا ہے۔

عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اُتر کر وہ کیفے کے مین ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اُسے برآمدے میں کھڑا ہوا ٹائیگر نظر آگیا۔ وہ اس وقت اپنے مخصوص زیر زمین میک اپ میں تھا۔

"ڈرنی موجود ہے ـــ یہ معلوم کر لیا ہے یا نہیں" ـــــ؟ عمران نے قریب جاکر ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر چونک کر عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اوہ آپ! ـــ کمال ہے ـــ آپ تو پہچانے ہی نہیں جا رہے"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کیا پوچھا ہے" ـــــ؟ عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ جی ہاں! ـــ وہ نہ صرف موجود ہے بلکہ میں نے فون پر اس سے بات بھی کر لی ہے ـــ وہ آپ کا شدت سے منتظر ہے"۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ" ـــــ عمران نے کہا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب! ـــ کیا یہ اسلحے کا کوئی نیا چکر چل گیا ہے" ـــ؟ ٹائیگر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ـــ آجکل فارغ ہوں اس لئے میں نے سوچا کہ چلو یہی

دھندا کر لیتے ہیں ـــــ سُنا ہے اس میں خاصی بچت ہے" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بار کے مین ہال میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر
دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اُسے بتانا نہیں چاہتا۔

"ادھر آجائیے" ـــــ بار ہال میں داخل ہو کر ٹائیگر نے دائیں
طرف موجود راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں
آگے پیچھے چلتے ہوئے اس راہداری سے گذر کر ایک کمرے کے
دروازے پر رُک گئے۔ ٹائیگر نے دروازے پر دستک دی۔

"یس ـــــ کون ہے" ـــــ؟ اندر سے ایک چیختی ہوئی سی
آواز سنائی دی۔

"بلیک کوبرا ـــــ مہمان کے ساتھ آیا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے
جواب دیا۔

"اوہ اچھا! ـــــ کم اِن" ـــــ اندر سے کہا گیا اور ٹائیگر نے دھکا دیکر
دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔

یہ دفتر جانسن کے دفتر کی نسبت بہت اچھے انداز میں ڈیکوریٹ
کیا گیا تھا۔ سامنے میز کے پیچھے ایک دُبلا پتلا آدمی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس
کی آنکھوں کی چمک اور چہرے کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ ذہنی طور پر
بے حد عیار اور مکار آدمی ہے۔ جسے عرفِ عام میں چلتا پُرزہ کہا جاتا ہے۔

"میرے دوست افضل خان ـــــ یہ صوبہ بارڈر کے سردار ہیں"
ٹائیگر نے آگے بڑھ کر عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور افضل خان صاحب! ـــــ یہ اس بار کے مالک ڈرنی ہیں۔
ان کے ہاتھ بہت لمبے ہیں" ـــــ ڈرنی کا تعارف بھی ٹائیگر نے کرایا

اور عمران نے ڈرنی سے مصافحہ کیا۔ ڈرنی نے مصافحہ کرتے ہوئے عمران
کا ہاتھ زور سے دبایا۔ اور عمران اس کی ٹائپ سمجھ گیا۔ اس قسم کی حرکت
صرف وہی افراد کرتے ہیں جن کے ظاہر اور باطن میں خاصا فرق ہوتا
ہے اس طرح وہ اپنی باطنی طاقت کا ملنے پر اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

"مجھے کوبرا نے فون کیا تھا کہ آپ اسلحے کے سلسلے میں مجھ سے ملنا
چاہتے ہیں ـــــ لیکن میرا اسلحے وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں" ـــــ
ڈرنی نے مصافحہ کرتے ہی کہا۔

"اگر تمہارا اسلحے سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر ملنے کا کیا فائدہ۔
مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ تم سے بڑے پیمانے پر اسلحہ کی بات ہو سکتی ہے
مجھے ایک بہت بڑی کھیپ چاہیئے اپنے قبیلے کے لئے ـــــ میں
بوٹانی قبیلے کا سردار ہوں ـــــ اور تمہیں معلوم ہوگا کہ آجکل بوٹانی اور
سارڈی قبیلے کے درمیان جھگڑا چل رہا ہے ـــــ سارڈی قبیلے
کے پاس بڑا جدید ترین اسلحہ ہے۔ جب کہ ہمارے پاس صرف بندوقیں
ہیں ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ جدید اسلحہ خریدا جائے ـــــ
مجھے سارڈی قبیلے کے ایک آدمی نے ہی تمہارا پتہ بتایا تھا ـــــ یہاں
کوبرا میرا واقف ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اسے ساتھ لے لوں" ـــــ
عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کتنا اسلحہ چاہیئے اور کس قسم کا ـــــ ہو سکتا ہے میں بندوبست
کر سکوں" ـــــ ڈرنی نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ شائد
بوٹانی قبیلے کا سُن کر وہ متاثر ہو گیا تھا۔

"مجھے جدید قسم کا اسلحہ چاہیئے انتہائی جدید ـــــ بڑی طاقت کے ٹائم بم

سپرکوف گنیں۔ اور بہت بھاری تعداد میں چاہئیں" ——— عمران نے کہا۔

"کتنی بھاری مقدار میں ——— کوئی اندازہ تو بتائیں" ——— ڈرنی نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اسی نوّے لاکھ روپے کا مال چاہیئے ——— لیکن ڈلیوری آپ کو بارڈر میں دینی ہوگی۔ یہاں نہیں ——— البتہ پے منٹ میں یہاں کر سکتا ہوں ——— مکمل کیش ——— بشرطیکہ آپ مال سپلائی کر سکیں" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں کوشش کرتا ہوں ——— آپ کچھ ایڈوانس دے جائیں" ——— ڈرنی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"نہیں ——— یہ کاروباری اصول کے خلاف ہے ——— مجھے آپ نمونہ دکھائیں ——— قیمت طے کریں اور مجھے یقین دلائیں کہ واقعی آپ مال سپلائی کر سکتے ہیں ——— اس کے بعد ایڈوانس تو کیا، پوری قیمت ہی ادا کر دوں گا۔ لیکن اس طرح نہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسی بات ہے تو پھر آپ کو دو تین روز رکنا پڑے گا" ——— ڈرنی نے کہا۔

"میں رک سکتا ہوں ——— بشرطیکہ تم یقین دلا دو کہ کام ہو جائے گا۔ ورنہ میں کوئی اور آدمی ڈھونڈ لوں گا" ——— عمران نے کہا۔

"کام تو آپ کا ہو جائے گا ——— اس بارے میں بے فکر رہیں۔ کہاں ٹھہرے ہوتے ہیں آپ" ——— ڈرنی نے پوچھا۔

"میں جہاں بھی ٹھہرا ہوا ہوں اس کو چھوڑیں ——— آپ یہ بتائیں کہ کب تک مال دکھا سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"پرسوں آپ کو نمونے دکھا دیئے جائیں گے" ——— ڈرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— میں پرسوں آجاؤں گا" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھیں ——— میں آپ کے پینے کے لئے کچھ منگواتا ہوں" ——— ڈرنی نے چونک کر کہا۔

"سودا ہونے کے بعد ——— پہلے نہیں" ——— عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

کیفے سے باہر آ کر عمران نے ٹائیگر سے کہا کہ اس کی مکمل نگرانی کرو۔ اور پھر خود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کار اس نے یہاں سے نکال کر ساحل سمندر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔ کیونکہ یہ سڑک اکثر سنسان رہتی تھی۔ عمران نے کافی آگے جا کر کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک واکی ٹاکی سٹائل آلہ نکالا۔ پھر اس کا ایریل کھینچ کر اس نے لمبا کیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں تک تو اس آلے سے سائیں سائیں کی آوازیں نکلتی رہیں پھر اچانک رسیور اٹھانے اور نمبر ڈائل کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران کے کان پوری طرح ان آوازوں کی طرف متوجہ تھے۔ وہ

نمبر ڈائل ہونے کی آوازوں سے ڈائل ہونے والے نمبروں کا اندازہ لگا رہا تھا۔ کیونکہ ہر نمبر واپس ہوتے وقت ایک مخصوص آواز دیتا تھا اور عمران ان آوازوں کو بخوبی پہچانتا تھا۔

"یس ۔۔۔ جولی اٹنڈنگ ۔۔" ایک آواز ابھری۔

"جولی! ۔۔۔ میں ڈرنی بول رہا ہوں ۔۔۔ وہ تمہارا اسسٹنٹ مارٹی کہاں ہے ۔۔۔ مجھے اس سے کام ہے" ۔۔۔ ڈرنی کی آواز سنائی دی۔

"مارٹی ۔۔۔ وہ تو دو روز سے نظر نہیں آرہا ۔۔۔ ٹونی بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہے ۔۔۔ دونوں کا ہی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ کیا کام پڑ گیا مارٹی سے" ۔۔۔ دوسری طرف سے جولی کی آواز سنائی دی۔

"میں نے سنا تھا کہ مارٹی اسلحے کے چکر میں ہے ۔۔۔ میرے پاس ایک بڑا گاہک ہے ۔۔۔ میں نے سوچا کہ اس سے بات کر لوں"۔ ڈرنی نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا! ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ مارٹی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ایک ایسی پارٹی کے ساتھ کام کر رہا ہے جو اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ہے لیکن اس نے کوئی تفصیل وغیرہ نہیں بتائی تھی کہ وہ کس پارٹی کے ساتھ کام کر رہا ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اس کے فلیٹ سے معلوم کرو۔ کسی نہ کسی وقت تو وہ مل ہی جائے گا" ۔۔۔ جولی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے اس کا فلیٹ" ۔۔۔ ؟ ڈرنی نے پوچھا۔

"ایگل اسکوائر ۔۔۔ فلیٹ نمبر بارہ ۔۔۔ تیسری منزل ۔۔۔ ٹونی بھی آجکل اسی کے ساتھ ہی رہ رہا ہے اور شائد کام بھی وہ اکھٹے ہی کر رہے ہیں"۔ جولی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں کسی آدمی کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں وہ اس سے مل کر بات کرے گا ۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔ ڈرنی کی آواز سنائی دی۔ اور پھر رسیور رکھے جانے کی آواز کے بعد اس آلے میں سے دوبارہ سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پھر کچھ کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی اور قدموں کی آواز ابھری جو آہستہ آہستہ ختم ہو گئی اور عمران نے اس آلے کا بٹن آف کیا اور ایریل بند کر کے اسے سیٹ کے نیچے باکس میں ڈال دیا۔

"یہ سب چھوٹی مچھلیاں ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار میں لگے ہوئے وائرلیس فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو! ۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں ۔۔۔ ایسا کرو کہ کسی ممبر کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ ایگل اسکوائر کے فلیٹ نمبر بارہ تیسری منزل میں رہنے والے ایک آدمی مارٹی کی نگرانی کرے ۔۔۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی ٹونی بھی رہتا ہے ۔۔۔ نچلے درجے کے بدمعاش ہوں گے یہ۔ اور ہاں! ۔۔۔ شائد کوئی اور آدمی بھی اس فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہو تو اسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے اصل آواز میں پوچھا۔

کیس اب ہماری قسمت میں کہاں ــــ شائد دنیا بھر کے مجرموں نے بطو[ر]
احتجاج ہڑتال کر دی ہے ــــ اس لئے اب خود ہی کیس پیدا کرتا پھر ر[ہا]
ہوں" ــــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو ہنس پڑا
اور عمران نے فون بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب بوریت کے آثار پید[ا]
ہو گئے تھے اس لئے اس نے کار کا رُخ جولیا کے فلیٹ کی طرف موڑ دیا۔
جولیا سے ملاقات ہوئے کافی دن گذر چکے تھے اس لئے عمران نے سوچا کہ
جولیا سے ایک لمبی ملاقات ہونی چاہیئے۔

ڈکسن لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوٹل کے طویل و عریض ریسٹورنٹ کے آخری حصے کی طرف بڑھتا گیا۔ یہ ہوٹل فائیو سٹار کا ریسٹورنٹ تھا۔ اس کا آخری حصہ تقریباً گاہکوں سے خالی تھا۔ اس لئے ڈکسن بڑے اطمینان سے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ ویٹر کو اس نے وہسکی لانے کا آرڈر دیا اور پھر گھڑی میں وقت دیکھنے لگا۔ ویٹر نے وہسکی کی بوتل اور جام لا کر ٹیبل پر سرو کئے تو ڈکسن نے ایک جام تیار کیا اور چسکیاں لے لیکر اسے پینے لگا۔ اس کی نظریں بار بار ریسٹورنٹ کے دروازے کی طرف اُٹھ جاتیں جہاں سے مسلسل لوگ آ جا رہے تھے۔

چند لمحوں بعد ایک لمبا تڑنگا آدمی دروازے سے اندر داخل ہوا تو ڈکسن چونک پڑا۔ وہ آدمی لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیدھا ڈکسن کی طرف ہی آنے لگا وہ مقامی آدمی تھا۔

"تم دو منٹ لیٹ آئے ہو جولی" ــــ ڈکسن نے قدرے ناخوشگوار

لہجے میں کہا۔

"ہاں ___ ٹریفک لاک کی وجہ سے رُکنا پڑ گیا تھا" ___ آنے وا
لے موّدبانہ لہجے میں کہا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ___ بات آگے چلی" ___؟ ڈکسن نے پوچھا۔

"ہاں ___ کافی آگے چلی ہے ___ لیکن وہ لوگ ذرا سا ہچکچ
رہے ہیں۔ کیونکہ آجکل چیکنگ بڑی سخت ہو رہی ہے" ___ جو
نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ویٹر پھر قریب آ گیا۔

"دوسرا جام لے آؤ خالی" ___ ڈکسن نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا
ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مُڑ گیا۔

"تم نے انہیں یقین دلانا تھا کہ مال ان کے اڈے تک بحفاظت پہنچ
دیا جائے گا ___ اب میں نے بندوبست کر لیا ہے مال سٹور کرنے کا
اس لئے اب مال اطمینان سے پہنچایا جا سکتا ہے ___ ورنہ پہلے ہمیں
براہ راست اٹھانا پڑتا تھا" ___ ڈکسن نے کہا۔

"اچھا ___ ویری گڈ ___ پھر تو کافی آسانی ہو جائے گی ___ ار
ہاں جناب ___ مجھے یاد آ گیا ___ مارٹی اور لوٹی دونوں دو روز سے
غائب ہیں ___ آپ نے انہیں ہائر کیا تھا" ___ جولی نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"وہ لمبے مشن پر گئے ہوئے ہیں غیر ملک ___ وہ مارٹی خاصا
باصلاحیت نوجوان ثابت ہو رہا ہے ___ لیکن تمہیں ان کا خیال
کیسے آ گیا" ___ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ لیکن جولی نے

وئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ ویٹر خالی جام لئے قریب آ چکا تھا۔ ویٹر سے جام لے کر
ولی نے اُسے وہسکی سے بھرنا شروع کر دیا۔ ویٹر واپس چلا گیا تھا۔

"تم نے بتایا نہیں" ___ ڈکسن نے پوچھا۔

"وہ دراصل ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈی لکس کیفے کے مالک ڈرنی نے
وِن کیا تھا ___ وہ بہت چالاک اور عیار آدمی ہے۔ خاصا تیز ہے لیکن
س کا ہماری لائن سے کوئی تعلق نہیں ہے ___ مارٹی پہلے اسی کے
س کام کرتا تھا۔ وہ مارٹی کا پوچھ رہا تھا ___ میرے پوچھنے پر اس نے
تایا کہ اُسے اطلاع ملی ہے کہ مارٹی اسلحے کے کام میں ملوث ہے اور اس
کے پاس موٹا گاہک موجود ہے ___ میں نے اُسے بتایا کہ مارٹی اور لوٹی
دونوں دو روز سے غائب ہیں تو اس نے کہا کہ وہ مارٹی کے فلیٹ میں
س سے مل لے گا" ___ جولی نے جان بوجھ کر ڈکسن کو یہ نہیں بتایا
ہ مارٹی کے فلیٹ کا پتہ اس نے خود ڈرنی کو بتایا ہے۔

"کیا وہ ڈرنی اس لائن کا آدمی ہے" ___؟ ڈکسن نے غور سے
ولی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ___ اس سے پہلے اس نے ایسا دھندہ کبھی نہیں کیا۔ لیکن
ہ کوئی موقع ہاتھ سے بھی نہیں جانے دیتا ___ کوئی گاہک لگ گیا ہو گا
س کے پاس" ___ جولی نے جواب دیا۔

"ہوں ___ کیا تم اُسے ٹٹول نہیں سکتے کہ اس کے پاس کتنا بڑا گاہک
ہے ___ ہو سکتا ہے کہ کوئی لمبا گاہک ہو ___ لیکن ایک بات کا
خیال رکھنا کہ کہیں یہ ٹریپ نہ ہو" ___ ڈکسن نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے اس سے زیادہ بات نہیں کی ___ ویسے اس

کا اسسٹنٹ لانگ مین میرا آدمی ہے ۔۔۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے
پوچھوں ۔۔۔ اُسے ڈرنی کے متعلق سب کچھ معلوم رہتا ہے" ۔۔۔ جولی
نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ معلوم کر لو۔ لیکن احتیاط سے" ۔۔۔ ڈکسن نے
جواب دیا۔

"میں یہیں آپ کے سامنے ہی بات کر لیتا ہوں" ۔۔۔ جولی نے کہا
اور اس نے ہاتھ اٹھا کر ویٹر کو اپنی طرف بلانے کا اشارہ کیا۔

"یس سر" ۔۔۔ ویٹر نے قریب آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"فون لے آؤ" ۔۔۔ جولی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ ویٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ویٹر ایک فون اٹھائے واپس آیا۔ اس نے فون میز پر
رکھا اور اس کا پلگ میز کے کنارے پر لگے ہوئے پوائنٹ میں فکس کر
دیا اور خود واپس چلا گیا۔

جولی نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ڈی لکس بار" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز
سنائی دی۔

"جولی بول رہا ہوں ۔۔۔ لانگ مین سے بات کراؤ" ۔۔۔ جولی نے
تیز آواز میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد
ایک اور آواز ابھری۔

"یس ۔۔۔ لانگ مین سپیکنگ" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ کافی سرد تھا

"جولی بول رہا ہوں لانگ مین! ۔۔۔ کیا تم اپنے دفتر میں ہو" ۔۔۔؟
جولی نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں دفتر میں ہی ہوں" ۔۔۔ لانگ مین نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے باس ڈرنی کے پاس کوئی لمبا گاہک پھنسا
ہے ۔۔۔ کون ہے وہ" ۔۔۔؟ جولی نے پوچھا۔

"اوہ! ۔۔۔ میں آپ سے اس سلسلے میں بات کرنے ہی والا تھا جناب!
آپ بلیک کوبرا کو تو جانتے ہی ہیں" ۔۔۔ لانگ مین نے کہا۔

"بلیک کوبرا ۔۔۔ ہاں جانتا ہوں۔ کیوں" ۔۔۔؟ جولی نے چونک
کر پوچھا۔

"اس کی ٹپ پر صوبہ بارڈر کے بوٹانی قبیلے کا سردار افضل خان اس
کے ساتھ باس ڈرنی سے ملا تھا ۔۔۔ اُسے آپ کی لائن کا اسی نوّے
لاکھ روپے کا مال چاہیئے تھا ۔۔۔ باس ڈرنی نے اس سے دو روز کا
وقت لیا ہے ۔۔۔ وہ پے منٹ کیش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ڈیلیوری
صوبہ بارڈر میں چاہتا ہے ۔۔۔ جدید مال چاہیئے اُسے ۔۔۔ ان کے
جانے کے بعد باس ڈرنی نے آپ کو فون کیا تھا اور مارٹی کے متعلق پوچھا
تھا ۔۔۔ پھر اس نے مجھے کہا تھا کہ میں مارٹی کے فلیٹ پر کوئی آدمی
بھیج دوں تاکہ جب مارٹی وہاں آئے تو وہ اس سے بات کرے ۔۔۔ لیکن
مارٹی کا فلیٹ بند ہے اور وہاں کے چوکیدار کے مطابق وہ دو دن سے
غائب ہے ۔۔۔ اس اطلاع کے بعد باس ڈرنی نے مجھ سے بات کی
کہ اس سودے کے لئے کس سے بات کی جائے ۔۔۔ لیکن میں نے لاعلمی

ظاہر کر دی ۔۔۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا کہ اگر آپ کہیں تو اس
بلیک کوبرے کے ذریعے براہِ راست گاہک سے بات ہو سکتی ہے
بلیک کوبرا میرا واقف ہے" ۔۔۔ لانگ مین نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی ٹریپنگ ہو" ۔۔۔ جولی نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ہو تو سکتا ہے ۔۔۔ تو پھر ایسا ہے کہ اس گاہک کی مکمل
نگرانی کی جائے ۔۔۔ جب یقین ہو جائے تب بات کی جائے" ۔۔۔
لانگ مین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فی الحال دیکھو کہ ڈرنی اس سے کیا
کہتا ہے ۔۔۔ وہ لازماً اس سے ملنے آئے گا۔ اس کے بعد اس کی نگرانی
کراؤ ۔۔۔ پھر اگر وہ صحیح گاہک ثابت ہوا تو دیکھ لیا جائے گا" ۔۔۔
جولی نے کہا۔

"او کے باس" ۔۔۔ لانگ مین نے جواب دیا اور جولی نے رسیور
رکھ دیا۔

"اسی نوے لاکھ کا گاہک ہے اور جدید اسلحہ چاہتا ہے ۔۔۔ کسی
قبیلے کا سردار ہے" ۔۔۔ جولی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں نے سُن لیا ہے ۔۔۔ تم اس کا اتہ پتہ معلوم کرو تاکہ اصل صورتِ حال
سامنے آ جائے" ۔۔۔ ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل کروں گا ۔۔۔ خاصی موٹی رقم ہے" ۔۔۔ جولی نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو! ۔۔۔ ابھی اے اے کی کال آئی تھی اس نے مال کی شپمنٹ

کر دی ہے ۔۔۔ اس لئے اب اس کی فوری نکاسی کا بندوبست کرنا ہے"۔
ڈکسن نے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن باس! ۔۔۔ وہ پارٹی ابھی ہچکچا رہی ہے" ۔۔۔ جولی نے
جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو پھر کوئی نئی پارٹی پکڑو ۔۔۔ اس طرح تو ہم پھنس جائیں
گے" ۔۔۔ ڈکسن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسی بات نہیں ہے باس! ۔۔۔ آج شام کو ان کے ساتھ بات
فائنل ہو جائے گی ۔۔۔ میں نے انہیں ایک ٹپ دے دی ہے" ۔۔۔
جولی نے جواب دیا۔

"ٹپ دے دی ہے ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ ڈکسن نے چونک کر پوچھا۔

"دراصل پولیس کا ایک بڑا افسر ایسا آیا ہے جو انتہائی ایماندار اور اصول
پرست ہے ۔۔۔ وہ سپیشل آفیسر انٹی سمگلنگ سٹاف کے طور پر تعینات
ہوا ہے ۔۔۔ اس نے آتے ہی ہر طرف انتہائی سختی کر دی ہے اس
لئے پارٹی جھجک گئی ہے ۔۔۔ لیکن میں نے انہیں ٹپ دی ہے کہ
ایسے آدمیوں کو راستے سے ہٹا دینا چاہیئے ۔۔۔ اور میں نے ایک پیشہ ور
قاتل ٹنگو کے نام انہیں کارڈ دے دیا ہے ۔۔۔ آج شام تک اس
افسر کا پتا صاف ہو جائے گا تو اس پارٹی کی ساری ہچکچاہٹ بھی دور ہو
جائے گی" ۔۔۔ جولی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چلو ۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اب ایک اور بات سنو! ۔۔۔ میں چاہتا
ہوں کہ ہم کوئی لمبا آرڈر ایک ہی بار ابھی بھگتا دیں کہ اس کے بعد کچھ عرصے
تک آرام سے رہ جائیں اور اس دوران ہم آئندہ کے لئے کوئی ٹھوس

منصوبہ بندی کریں تاکہ اس ملک کی مکمل مارکیٹ ہمارے ہاتھ آجائے"۔ ڈکسن نے کہا۔

"ٹھوس منصوبہ بندی کیسی باس"۔۔۔۔ جولی نے بھنویں اُچکاتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو! ۔۔۔ جہاں تک میں نے تجزیہ کیا ہے اس ملک کے چار صوبوں میں سے تین صوبے ایسے ہیں جہاں مال کی کھپت کے بہت چانسز ہیں اور چوتھے صوبے میں ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے ۔۔۔۔ اس لئے ان تین صوبوں میں ہم بڑے بڑے اپنے سٹور قائم کریں جہاں ہمارا مال سٹاک ہو۔ اور اس کے ساتھ اس کے استعمال کے لئے بھی حالات پیدا کئے جائیں تاکہ فوری سپلائی طویل عرصے تک جاری رہ سکے ۔۔۔۔ لیکن یہ کام طویل عرصہ اور اطمینان چاہتا ہے اور اس کے لئے لمبا سرمایہ بھی چاہئے ۔۔۔۔ سرمائے کی تو ہمارے پاس کمی نہیں ہے۔ لیکن اطمینان چاہئے۔ اس لئے اگر ہم ایک لمبا آرڈر بھگتا لیں تو ہمیں فوری طور پر کچھ عرصہ اس منصوبہ بندی پر کام کرنے کا بل جائے گا"۔۔۔۔ ڈکسن نے جواب دیا۔

"ویری گڈ باس! ۔۔۔ یہ بہت اچھی منصوبہ بندی ہے ۔۔۔۔ لمبے آرڈر کا چانس بھی نکل سکتا ہے ۔۔۔۔ اگر ہم ایک کام کریں میرے ذہن میں ایک تجویز ہے"۔۔۔۔ جولی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کونسی تجویز ۔۔۔۔ تفصیل سے بات کرو"۔۔۔۔ ڈکسن نے پوچھا۔

"باس! ۔۔۔ ایسا ہے کہ اگر ہم یہاں دارالحکومت میں ایک ایسی خفیہ تنظیم قائم کر دیں ۔۔۔ جس کا مقصد یہاں نسلی فسادات کرانا ہو، تو یقیناً یہاں نسلی فسادات کا بیج بو یا جا سکتا ہے ۔۔۔۔ اس کے بعد لانا ہمیں

لمبا آرڈر مل جائے گا"۔۔۔۔ جولی نے کہا۔

"نسلی فسادات سے تمہارا کیا مطلب ہے ۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔ ڈکسن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"باس! ۔۔۔ یہاں دارالحکومت میں مختلف نسلوں کے لوگ کثیر تعداد میں رہتے ہیں ۔۔۔ ان کی آبادیاں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن وہ سب چونکہ اکٹھے مل کر رہتے ہیں مگر ان کی زبان ۔۔۔ رہن سہن اور نسلیں علیحدہ علیحدہ ہیں ۔۔۔ اگر ہم کسی طرح ان کے درمیان فسادات پیدا کر سکیں تو اس ملک میں ہمارے مال کی اس قدر کھپت ہو گی کہ ہم سے آرڈر بھی نہ بھگتایا جا سکے گا ۔۔۔ ہم ہر طبقے کو مال سپلائی کریں گے"۔۔۔۔ جولی نے کہا اور ڈکسن کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی انتہائی شاندار منصوبہ ہے ۔۔۔ اوہ تمہارا شیطانی ذہن بڑی گہرائی میں سوچتا ہے ۔۔۔۔ مجھے تو اس کا خیال بھی نہ آیا تھا"۔ ڈکسن نے کہا اور جولی مسکرا دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی تھی۔

"اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں اس ملک میں ایسی آگ بھڑکا دوں گا کہ وہ آگ کئی سالوں تک نہ بجھ سکے گی"۔۔۔۔ جولی نے کہا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں ۔۔۔ کھل کر بات کرو۔ کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔؟ ڈکسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں باس! ۔۔۔ اب تک صورت حال یہ ہے کہ میں فرسٹ شپمنٹ پر مخصوص رقم لیتا ہوں ۔۔۔۔ لیکن اگر تم مجھے اس سارے کاروبار میں حصہ دار بنا لو تو پھر سمجھو کہ میں اس پورے ملک کو بارود خانہ بنا دوں گا"۔۔۔۔ جولی نے کہا۔

"لیکن یہ تو بہت لمبا کھیل ہے جولی ـــــ کروڑوں اربوں کا کھیل۔ تمہارے پاس کتنی رقم ہے حصہ ڈالنے کے لئے" ـــــ ڈکسن نے کہا۔

"رقم کی بات نہیں ہے جناب! ـــ میں آپ کے لئے منڈی بناؤں گا۔ میں تنظیم قائم کر کے یہاں فسادات کراؤں گا۔ اس کے بعد گاہک بناؤں گا ـــ آپ مال سپلائی کریں گے۔ اس طرح کی حصہ داری ہوگی" ـــــ جولی نے کہا۔

"ہونہہ! ـــ تو اس صورت میں تم کتنا حصہ لینا چاہتے ہو" ـــــ؟ ڈکسن نے پوچھا۔

"صرف پچیس فیصد" ـــــ جولی نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا ـــ جانتے ہو پچیس فیصد کتنا بنتا ہے کروڑوں روپے میں بنے گا ـــ سنو! ـــ میں ایک بات کرنے کا عادی ہوں دوسری نہیں ـــ اور یہ بھی سن لو کہ میں کمزور آدمی نہیں ہوں۔ میری پشت پر ایک پوری بین الاقوامی تنظیم ہے ـــ ابھی یوں سمجھو کہ میں یہاں صرف آغاز کرنے آیا ہوں۔ جب یہاں بھرپور انداز میں کام شروع ہو جائیگا تو میں اپنی تنظیم یہاں شفٹ کر سکتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ میری تنظیم پورے ایکریمیا اور یورپ میں پھیلی ہوئی ہے ـــ مافیا اگر منشیات میں سپر تنظیم ہے تو بگ ہیڈ اسلحے کے کاروبار میں مافیا سے کم نہیں ہے اور میں بگ ہیڈ تنظیم کا اہم ترین آدمی ہوں ـــ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں کے مقامی آدمی ہو۔ تمہارے ساتھ کام کروں۔ میں تمہیں دو فیصد حصہ دے سکتا ہوں۔ اس سے ایک پیسہ بھی زیادہ نہیں ـــ اور یہ سوچ لو کہ یہ دو فیصد بھی کروڑوں پر چلا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے۔ یہ دو فیصد اس وقت ملے گا جب تم کوئی لمبا آرڈر بک کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے" ـــ ڈکسن

نے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ میں آج ہی کام شروع کر دیتا ہوں ـــ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے بعد دارالحکومت آگ اور بارود کے طوفان میں گھر چکا ہوگا۔ آپ بیشک لمبا آرڈر دے دیں تاکہ عین موقع پر مال سپلائی ہو سکے" ـــ جولی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"گڈ ـــ اسی لئے تو میں نے سٹوریج کا بندوبست کیا ہے۔ مال سٹور ہوگا تو ہم منہ مانگی قیمت بھی وصول کر سکیں گے" ـــ ڈکسن نے کہا۔

"او۔کے ـــ پھر یہ طے ہوگیا" ـــ جولی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے ـــ آج شام والی پارٹی سے بات فائنل کر کے مجھے کال کر دینا۔ تاکہ موجودہ شپمنٹ کو تو ٹھکانے لگایا جا سکے ـــ اس کے بعد تم حالات کا جائزہ لے کر مجھے آئیٹم نوٹ کرا دینا تاکہ میں اس کے مطابق لمبا آرڈر دے دوں" ـــ ڈکسن نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ رپورٹ آپ کو مل جائے گی" ـــ جولی نے کہا اور پھر ڈکسن سے مصافحہ کر کے وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ڈکسن نے ایک نوٹ جیب سے نکال کر ایش ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ بھی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ موجود تھی۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ جولی اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائے گا اور اس کے بعد اس ملک میں واقعی مال کی بے پناہ کھپت کا ایک مسلسل ذریعہ حاصل ہو جائے گا۔

جولیا کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا لیکن اندر سے قہقہوں اور باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ آوازیں سن کر عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی تو اندر ہونے والی باتیں یکلخت خاموشی میں تبدیل ہو گئیں۔

"کون ہے"۔۔۔۔؟ اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولو جولیا"۔۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ انتہائی مایوسی کے عالم میں بول رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ بری طرح لٹک گیا۔ کاندھے سکڑ گئے اور جسم یوں ڈھیلا پڑ گیا۔ جیسے کوئی جواری اپنا سب کچھ لٹا کر جوئے خانے سے باہر نکل رہا ہو۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عمران نے اپنے لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ پیدا کی اور پھر ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا۔ اندر سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ممبر موجود تھے۔ ایک بڑی میز کے گرد وہ بیٹھے ہوئے تاش کھیلنے

میں مصروف تھے۔ وہ سب حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

جولیا جس نے دروازہ کھولا تھا۔ وہ بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ایک خالی کرسی پر جا کر ڈھیر ہو گیا۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر واقعی گہری مایوسی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا عمران صاحب!۔۔۔ یہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہے"۔۔۔؟ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ہاں!۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بس میں کہہ رہا ہوں کہ کچھ نہیں۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔ ہاں!۔۔۔ تم کیا کھیل رہے ہو۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ کھیلو"۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ یہ سب کچھ زبردستی کہہ رہا ہو۔ اس کا لہجہ بری طرح الجھا ہوا تھا اور اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

عمران جیسے آدمی کی یہ حالت دیکھ کر جولیا سمیت سب ممبر بری طرح پریشان ہو گئے۔ عمران کی حالت ایسے معلوم ہو رہی تھی جیسے وہ صدیاں قبر میں دفن رہنے کے بعد اب باہر نکلا ہو۔

"کیا ہوا عمران!۔۔۔ کیا ہوا تمہیں"۔۔۔؟ جولیا نے بے اختیار آگے بڑھ کر اسے بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"آں۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔ اپنے ہاتھ کی چائے پلوا دو۔ آخری بار۔۔۔ آج میں الوداعی ملاقات کرنے آیا ہوں۔۔۔ آج کے بعد پھر شائد ہی ملاقات ہو"۔۔۔ عمران نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ـــــ کیا ہوا ـــــ کیسی الوداعی ملاقات" ـــــ میز کے گرد بیٹھے ہوئے سب ساتھی بے اختیار اٹھ کر عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے ۔ ان سب کے چہروں پر تشویش کے آثار نمایاں تھے حتیٰ کہ تنویر کا چہرہ بھی تشویش سے پُر تھا ۔

"آخر کچھ پتہ بھی تو چلے ـــ ہوا کیا ہے ـــــ خوامخواہ سسپنس پیدا کر رہے ہو" ـــــ جولیا نے بُری طرح جھنجھلا کر کہا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ آج ڈیڈی اور اماں بی نے دھماکہ کر دیا ہے ۔ وہ آج صبح فلیٹ پر آ گئے اور مجھے زبردستی لے کر کوٹھی پہنچ گئے ـــــ وہاں چند لوگ آئے بیٹھے تھے ـــــ ڈیڈی نے ریوالور نکال کر اماں بی کی کنپٹی سے لگا دیا کہ ابھی نکاح کیلئے ہاں کرو ـــ ورنہ میں تمہاری اماں بی کو گولی مار کر خود بھی خودکشی کر لوں گا ـــــ چنانچہ مجبوراً مجھے ہاں کرنا پڑی اور میرا نکاح کر دیا گیا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی آرڈر ملا ہے کہ آج رات مجھے ان لوگوں کے ساتھ ہی ویسٹرن کارمن جانا ہے ۔ اور پھر وہیں رہنا ہے ـــــ اماں بی بھی ساتھ جا رہی ہیں اور ڈیڈی بھی پنشن لے کر اور اپنی جاگیر فروخت کر کے وہیں مستقل سیٹل ہو جائیں گے ـــــ وہاں میرے سسرال کی رنگ بنانے والی بہت بڑی فیکٹری ہے جسے میں نے جا کر سنبھالنا ہے کیونکہ ان کی صرف اکلوتی لڑکی ہے لڑکا کوئی نہیں ہے ـــــ اور وہ دور سے میری والدہ کے عزیز ہیں ـــــ وہ تو مجھے آنے ہی نہ دے رہے تھے ۔ لیکن میں ان کی منتیں کر کے اور وعدہ کر کے آیا ہوں تاکہ آپ لوگوں سے الوداعی ملاقات کر لوں" ـــــ عمران نے آہستہ آہستہ بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے

ساتھیوں کو چھوڑنے کا بہت دکھ ہو رہا ہو۔ لیکن وہ مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔

"ہوں! ـــــ تو تمہارا نکاح بھی ہو گیا ـــــ اور تم اس ملک سے ہمیشہ کے لئے جا رہے ہو" ـــــ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے مُڑی اور کچن کی طرف بڑھ گئی ۔

"عمران صاحب! ـــــ کم از کم میں تو مر کر بھی یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ اس طرح زبردستی آپ کا نکاح ہو جائے ـــــ اور آپ ملک چھوڑ دیں۔ یہ کوئی نیا کھیل ہے" ـــــ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا ـــــ لیکن صفدر! بعض اوقات آدمی واقعی مجبور ہو جاتا ہے ـــــ بہرحال کل جب میں نظر نہ آؤں گا تو تمہیں یقین آ جائے گا ـــــ ویسے میں آپ سب لوگوں سے معافی بھی مانگنے آیا ہوں ـــــ خاص طور پر تنویر سے ـــــ اگر میری وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف یا رنج پہنچا ہو تو مجھے معاف کر دینا" ـــــ عمران نے بدستور اسی لہجے میں ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا ۔ اور سارے ممبرز ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے ۔ انہیں عمران کی فطرت کا بھی اچھی طرح اندازہ تھا ۔ لیکن عمران کی حالت واقعی ایسی تھی کہ انہیں نہ چاہنے کے باوجود اس کی بات پر یقین بھی کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ سب واقعی عجیب سے مخمصے میں پھنسے ہوئے تھے ۔

"چلو شادی والی بات تو میں نے تسلیم کر لی ـــــ لیکن یہ فوراً ملک چھوڑنے کا کیا مطلب ہوا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"بس ڈیڈی کی ضد ہے ـــ تم انہیں جانتے تو ہو ـــ انہیں یقین ہو گیا ہے کہ جب تک میں اس ملک کو نہ چھوڑوں گا انسان نہیں بن سکتا ـــــ وہ

مجھے انسان بنانے کے لئے ویسٹرن کارمن لے جا رہے ہیں اور اس بار اماں بھی ان کی مکمل حمایت میں ہیں" ——— عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا ایکسٹو کو اس کا علم ہے" ——— ؟ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔ وہ اب تک خاموش کھڑا ہوا تھا۔

"ایکسٹو نے کیا کرنا ہے ——— ظاہر ہے میں اس کی تنظیم کا ممبر تو نہیں ہوں ——— ویسے بھی ایکسٹو تو صرف اپنے کام سے مطلب رکھتا ہے۔ اُسے اور عمران مل جائے گا کرائے پر" ——— عمران نے مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بکواس کر رہے ہو ——— میں جانتی ہوں تمہاری عادت ——— تم نے خوامخواہ ہمیں پریشان کرنے کا نیا ڈھنگ سوچا ہے ——— میں ابھی سر رحمان سے بات کرتی ہوں" ——— اچانک کچن کی طرف سے جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے وہ کچن سے نکل کر تیزی سے ٹیلیفون کی طرف لپکی۔ لیکن اس کا چہرہ اور سوجی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کچن میں جا کر روتی رہی ہے۔

"ہاں ہاں ——— پوچھ لو ——— اچھا ہے تسلی کر لو" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آجکل کوٹھی میں سوائے ملازم کے اور کوئی نہیں۔ سب لوگ پیچھے جاگیر پر گئے ہوئے ہیں اور ملازم کی عادت وہ جانتا تھا کہ وہ ٹیلیفون سے اس طرح گھبراتا تھا جیسے کوا غلیل سے اس لئے رسیور ہی نہ اٹھاتا تھا۔ اور اگر اٹھا بھی لیتا تو آئیں بائیں شائیں کر کے رکھ دیتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ جولیا رسیور اٹھاتی، ٹیلیفون کی گھنٹی

بج اٹھی۔ اور جولیا پہلے تو ٹھٹک کر رک گئی۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ظاہر ہے رونے کی وجہ سے آواز پر تو اثر پڑا تھا۔

"ایکسٹو" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر" ——— جولیا نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے ——— تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے ——— کیا روتی رہی ہو" دوسری طرف سے ایکسٹو نے سخت لہجے میں پوچھا تو عمران دل ہی دل میں بلیک زیرو کے اندازے کی داد دینے لگا جو اب آواز سے ہی صورتحال بھانپنے لگا تھا۔

"نہیں سر ——— وہ عمران سر ——— اس کا نکاح ہو گیا سر ——— وہ رنگ والی فیکٹری ——— سر ——— ویسٹرن کارمن سر ——— اس کے ڈیڈی نے پستول رکھ کر سر ———" جولیا نے بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ لیکن جیسے ہی اُسے اندازہ ہوا کہ وہ مسلسل بے ربط فقرے بول رہی ہے تو وہ خاموش ہو گئی۔

"کیا مطلب ——— کیا تم نشے میں ہو ——— یہ کیا کہہ رہی ہو" ——— ایکسٹو کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا اور جولیا کی حالت ایسے ہو گئی جیسے وہ ابھی بیہوش ہو کر گر پڑے گی۔ چنانچہ صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"سر ——— میں صفدر بول رہا ہوں ——— مس جولیا ذہنی طور پر بے حد

"پریشان ہیں" ——— صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں پریشان ہے ——— کیا ہوا ہے" ——— ؟ ایکسٹو کے لہجے میں
ہلکی سی حیرت بھی نمایاں تھی۔

"سر! ——— ابھی عمران صاحب بڑے مایوسانہ انداز میں آئے ہیں۔ ا
انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ہم سب سے آخری ملاقات کرنے آئے ہیں کیونکہ
سر رحمان نے نہ صرف زبردستی ان کا نکاح کرا دیا ہے ——— بلکہ وہ آج
رات مستقل طور پر ویسٹرن کارمن جا رہے ہیں ——— جہاں وہ اپنے سسرال
کی پینٹ فیکٹری سنبھالیں گے" ——— صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا جو بدستور سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"تو پھر اس میں پریشان ہونے والی بات کونسی ہے ——— نکاح بھی
ہوتے رہتے ہیں اور لوگ گھر داماد بھی بنتے رہتے ہیں" ——— ایکسٹو کا لہجہ
اسی طرح سرد تھا۔ اور جولیا جو نزدیک کھڑی یہ سن رہی تھی ایک بار پھر منہ
پھیر کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"سر! ——— آخر عمران ہمارا ساتھی ہے ——— ہمیں اس کے اچانک
بچھڑ جانے کی خبر سن کر پریشانی تو ہوئی ہے" ——— صفدر نے دل
کڑا کر کے کہا۔

"صفدر! ——— کیا تم اب بوڑھے ہونے لگ گئے ہو ——— پہلی بات
تو یہ ہے کہ عمران تمہارا ساتھی نہیں ہے ——— دوسری بات یہ کہ اگر
ہو بھی ——— تب بھی کسی کے جانے سے کیا فرق پڑتا ہے ——— کیا آدمی
مر نہیں جاتے" ——— ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے سر ——— آپ کا کہنا بجا ہے" ——— صفدر نے

اسی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا جیسے وہ اپنے غصے پر بڑی مشکل سے
قابو پا رہا ہو۔

"جولیا کو رسیور دو" ——— ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جولیا کچن سے باہر آ گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر رسیور لے لیا۔
وہ اپنے آپ پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"یس سر" ——— جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مارٹی کے بارے میں تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی" ——— ؟ ایکسٹو
نے پوچھا۔

"سر! ——— نعمانی ادھر گیا ہوا ہے ——— لیکن ابھی تک اس نے کوئی
رپورٹ نہیں دی" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"کسی کو بھیج کر اس کے متعلق معلوم کراؤ ——— اور رسیور عمران کو دو" ———
ایکسٹو نے کہا اور جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے رسیور ساتھ کھڑے صفدر
کی طرف بڑھا دیا۔ وہ شائد خود عمران کا سامنا نہ کرنا چاہتی تھی۔

"باس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" ——— صفدر نے کرسی پر سر
جھکائے بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب کیا رہ گیا ہے بات کرنے کے لئے" ——— عمران نے مایوسانہ
لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی وہ اٹھ کر صفدر کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے صفدر کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"یس سر! ——— عمران بول رہا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"تمہارے سسرال کی پینٹ فیکٹری ویسٹرن کارمن کے کونسے علاقے
میں ہے" ——— ایکسٹو نے دوسری طرف سے پوچھا۔ اس کا لہجہ بدستور

سرد تھا۔

"سکس ایونیو میں بتا رہے تھے" ــــ عمران نے جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت تھی جیسے اُسے ایکسٹو کے سوال کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"کبھی ولیسٹرن کارمن گئے ہو" ــــ ؟ ایکسٹو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"ہاں بالکل ــــ بے شمار بار گیا ہوں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سکس ایونیو فیکٹری ایریا نہیں ہے۔ بلکہ وہاں وزیرِ اعظم ولیسٹرن کارمن کا سرکاری دفتر ہے سمجھے! ــــ اور سنو! ــــ تم نے ممبرز کو پریشان کرنے کا جو وطیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ مجھے بالکل پسند نہیں ہے" ــــ ایکسٹو نے اُسے بُری طرح جھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کمال ہے ــــ سکس ایونیو میں پرائم منسٹر کا دفتر ہے ــــ حیرت ہے تو کیا وزیرِ اعظم اب پینٹ بنانے لگے ہیں" ــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف مُڑنے لگا۔

"آپ کو کس نے بتایا تھا کہ وہاں پینٹ فیکٹری ہے" ــــ ؟ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران ایکٹنگ کر رہا ہے۔ اور اب اُسے حقیقت میں عمران پر غصہ آ رہا تھا۔

"بتانا کس نے تھا ــــ میں نے خود سُنا تھا" ــــ عمران نے جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کس سے سُنا تھا" ــــ ؟ صفدر نے باقاعدہ وکیلوں کی طرح جرح شروع کر دی۔

"جس نے بتایا تھا" ــــ عمران بھلا کہاں ہاتھ پکڑنے دیتا تھا۔

"دیکھیں عمران صاحب! ــــ اب آپ بچوں والی حرکتیں چھوڑ دیں" ــــ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے ــــ نکاح ہونے کے بعد تو چھوڑنی ہی پڑیں گی" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا یہ بتائیں کہ نکاح کس کے ساتھ ہوا ہے" ــــ ؟ صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"کس کے ساتھ ــــ کمال ہے ــــ اب یہ بھی میں بتاؤں" ــــ عمران نے ایسے کہا جیسے صفدر نے انتہائی حیرت انگیز بات کی ہو۔

"اچھا یہ بتائیں کہ نکاح ہوتا کیا ہے" ــــ صفدر نے واقعی وکیلوں کے سے انداز میں دوسری لائن اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔

"یار! ــــ تم تو باقاعدہ میرا انٹرویو لینے لگ گئے ہو ــــ اب مجھے اتنا تو پتہ ہے کہ چھوہارے بانٹے جائیں تو اُسے نکاح ہونا کہتے ہیں ــــ لیکن ایک بات ہے کہ چھوہارے بڑے میٹھے تھے ــــ یوں لگ رہا تھا جیسے چھوہاروں کا بھی نکاح ہو گیا ہو" ــــ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر صفدر کے ساتھ ساتھ پہلی بار باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

"تو واقعی نکاح ہو گیا ــــ کہاں ہیں چھوہارے" ــــ ؟ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایمان سے میں نے بڑی مشکل سے دو جھپٹے تھے ــــ ایک تو کھانے کی کوشش میں ہی غائب ہو گیا ــــ اور دوسرا ــــ ہاں دوسرا شائد میرے ہاتھ سے ہی پھسل گیا تھا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"آپ نے جھپٹے تھے چھوہارے ــــ لیکن دُولہا تو چھوہارے نہیں

"جھپٹتا" ——— صفدر نے کہا۔

"تو میں نے کب کہا ہے کہ دولہا نے جھپٹے تھے ——— کمال ہے تم خواہ
اپنی بات میرے منہ میں ڈالنا چاہتے ہو" ——— عمران نے چالاک گواہ کی
طرح صفدر کی بات اڑاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو صفدر! ——— یہ شخص سیدھی بات کبھی نہیں کرے گا ——— ٹھیک
ہے باس ایکسٹو صحیح کہہ رہا تھا ——— ہمارا اس سے کیا تعلق ہے ——— یہ
چاہے جہنم میں جائے ——— یا ویسٹرن کارمن" ——— جولیا نے کچن سے
نکلتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"اچھا تو جہنم اور ویسٹرن کارمن ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں۔ لاحول ولا
پھر میں کیوں جانے لگا وہاں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صفدر! ——— کیا تمہیں نکاح پڑھانا آتا ہے" ——— ؟ اچانک جولیا
نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نکاح پڑھانا ——— کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں" ——— ؟ صفدر نے
حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ اور باقی سب ممبرز بھی حیرت سے جولیا کو
کو دیکھنے لگے۔ جس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور وہ مسلسل ہونٹ
کاٹ رہی تھی۔

"میں ابھی اور اسی وقت تنویر سے نکاح پڑھانا چاہتی ہوں ——— یہ
میرا فیصلہ ہے ——— قطعی فیصلہ" ——— جولیا نے کہا اور تنویر جو کرسی پر
خاموش بیٹھا تھا جولیا کی بات سن کر یکلخت چونک پڑا۔

"کیا تم اپنے ہوش کھو بیٹھی ہو جولیا ——— بغیر ایکسٹو سے اجازت
لئے ایسا اقدام کیسے ہو سکتا ہے" ——— صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کسی ایکسٹو ویکسٹو کو نہیں جانتی ——— یہ نکاح ابھی ہو گا ——— اور
اسی وقت ہو گا" ——— جولیا نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"واہ واہ ——— اس کا مطلب ہے کہ پھر چھوہارے کھانے کو ملیں گے
ویری گڈ ——— آج تو ہر جگہ نکاح ہو رہے ہیں ——— میں پڑھا دیتا ہوں
تمہارا نکاح تنویر سے ——— نکاح پڑھانا کونسا مشکل ہے ——— لیکن وہ
چھوہارے" ——— عمران نے کہا اور جولیا اس طرح جھٹکے سے مڑ کر عمران
کو دیکھنے لگی جیسے ابھی اسے کچا چبا جائے گی۔

"تم ——— تمہارا پڑھایا ہوا نکاح تو ویسے بھی حرام ہو گا ——— تم آدمی
ہی نہیں ہو سمجھے ——— اور تم فوراً نکل جاؤ میرے فلیٹ سے ——— میں
اب تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی" ——— جولیا بری طرح عمران
پر الٹ پڑی۔

"جولیا! ——— اپنے آپ پر قابو پاؤ ——— کیا ہو گیا ہے تمہیں ——— اس
قدر جذباتی ہونے کی کیا ضرورت ہے ——— عمران کی عادت تو تم جانتی ہو۔
یہ ایسے ڈرامے کرتا رہتا ہے" ——— صفدر نے جولیا کو سنبھالنے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

"تم میرا نکاح پڑھاتے ہو تنویر کے ساتھ یا نہیں ——— ہاں یا ناں میں
جواب دو" ——— جولیا نے فیصلے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی ذہنی طور پر شدید
ڈپریشن کا شکار ہو چکی تھی۔ اور تنویر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا تھا جیسے اسے
اچانک بیٹھے بٹھائے ہفت اقلیم کی دولت مل رہی ہو۔

"لیکن وہ چھوہارے" ——— عمران نے پھر لقمہ دینے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔

"میں لے آؤں چھوہارے" ——— تنویر نے چہکتے ہوئے کہا۔

"ویسے نہ لے آنا ——— جیسے میں نے عمران کے کھائے ہیں ——— آدمی غریب تھا تو کیا ہوا ——— آخر اس نے پینٹ فیکٹری سنبھالنی ہے۔ کہیں سے اُدھار ہی پکڑ لیتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم چُپ رہو" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کس عمران کی بات کر رہے ہیں آپ ——— ؟" اچانک صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یار ! ——— وہ عمران رضا ——— ڈیڈی کے باورچی کا بیٹا ——— جیسے چھوہارے تھے ویسی ہی پینٹ فیکٹری ہو گی ——— اب تک پیٹ میں مروڑ اُٹھ رہے ہیں ایک چھوہارا کھا کر" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا اس طرح چونکی جیسے اُسے بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

"کیا مطلب ! ——— تو نکاح عمران رضا کا ہوا ہے ——— تمہارے ڈیڈی کے باورچی کے بیٹے کا ——— لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ ڈیڈی نے اماں بی کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دیا تھا" ——— جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور اب صفدر سمیت سب ساتھیوں کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔

"یہ اب بکواس کر رہا ہے ——— اس کا اپنا نکاح ہوا ہے" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خاموش رہو" ——— جولیا نے بُری طرح تنویر کو جھاڑ دیا اور تنویر منہ بنا کر خاموش ہو رہا۔

"اس نے مجھے یہی بتایا تھا ——— اس کے ڈیڈی نے اس کی اماں بی

کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دیا تھا ——— بیچارہ بڑا پریشان تھا ——— وہ تو مالی کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا تھا ——— اسی لئے شاید وہ سڑے ہوئے چھوہارے لے آیا تھا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گی ——— سمجھے ——— میں واقعی تمہیں گولی مار دوں گی" جولیا نے یکلخت ہسٹریائی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے الماری کی طرف دوڑی۔

"مم ——— مم ——— میں چھوہارے لے آؤں" ——— عمران نے اُٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"سنو ! ——— ہمیں اس طرح آپ پریشان کر کے اب بھاگ نہیں سکتے۔ اب آپ کو ڈنر کھلانا پڑے گا" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باپ رے ——— تم ایسا نہیں کر سکتے کہ چھوہارے کھا لو ——— ویسے جولیا کو تو بہت شوق ہے ——— کیوں جولیا" ——— عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اب تمہارے مرنے کے چاول کھاؤں گی" ——— جولیا نے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔

"یار صفدر ! ——— تم بڑے غلط آدمی ہو ——— خوامخواہ سارا کھیل خراب کر دیا ——— بڑی مشکل سے تو جولیا تنویر کے ساتھ نکاح پر راضی ہوئی تھی۔ اب دیکھو ! ——— تنویر کیسے منہ بناتے بیٹھا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"یُو شٹ اَپ ! ——— تمہاری حرکتیں اب برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہیں ——— میں جا رہا ہوں" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سوچ لو — ایسا نہ ہو کر یہاں واقعی چھوہاروں کی دعوت ہو جائے" عمران نے کہا۔

"رُک جاؤ تنویر! — کیا ہو گیا ہے تمہیں — الجھاتے کیا کرو" کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر تنویر کو روکتے ہوئے کہا اور تنویر ہنس پڑا۔

"ویسے ایک بات ہے — اس کی ایکٹنگ اب نکھرتی جا رہی ہے" تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کسی روز اسی ایکٹنگ کا ہی شکار ہو جائیں گے عمران صاحب — مجھے نظر آ رہا ہے کہ کسی روز جولیا نے واقعی گولی مار دینی ہے — ویسے عمران صاحب! — آپ کو آخر سوجھی کیا" — صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار! — کام کاج تو آجکل ہے نہیں — آوارہ گردی کرتے کرتے تھک گیا ہوں — میں نے سوچا کر چلو چھوہارے کھاتے جائیں۔ ویسے تو جولیا نے ماننا نہ تھا — میں نے سوچا شاید مجھے ولیسٹرن کارمن بلانے سے روکنے کے لئے وہ دوسرے نکاح کے لئے تیار ہو جائے — لیکن یہاں تو مسئلہ ہی الٹ ہو گیا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا — پلیز ادھر آؤ — کوئی ڈنر کا پروگرام بنائیں" — صفدر نے جولیا کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ جولیا ابھی تک کچن میں تھی۔

"پہلے وہ میرے لئے چائے تو بنا لے — ویسے اس قدر سست عورت میں نے زندگی میں نہیں دیکھی — گھنٹہ ہو گیا ہے چائے چائے کہتے — لیکن ابھی تک ایک پیالی چائے نہیں ملی — جس کے گھر جائے گی وہ بھی سر پکڑ کر روئے گا" — عمران نے کہا۔

"تمہارے گھر نہیں جاؤں گی — منہ دھو رکھو — اور سنو! — کوئی

چائے والے نہیں ہے — میں تمہاری ملازمہ نہیں ہوں" — جولیا نے کچن سے نکلتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔

"یار تنویر! — تم ہی کوئی سفارش کرو — سنا ہے بہنیں بھائیوں کی بات جلدی مان جایا کرتی ہیں" — عمران نے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم پھر بکواس پر اتر آئے" — تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے — کیا زمانہ آ گیا ہے — اس قدر مقدس رشتہ بھی اب بکواس میں شامل ہو گیا ہے — توبہ توبہ قیامت کی نشانی ہے یہ" عمران نے بڑھی بوڑھیوں کے سے انداز میں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر بھی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب آپ ڈنر کہاں کھلا رہے ہیں — میرا خیال ہے کہ شوبرا میں ڈنر کھایا جائے — کیوں جولیا" — صفدر نے کہا۔

"بالکل — شوبرا ٹھیک رہے گا" — جولیا نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلیں عمران صاحب اٹھیں — اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا" — صفدر نے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"م — مم — مگر یار! — وہ ولیسٹرن کارمن — وہ سکس ایونیو" عمران نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے ہی ولیسٹرن کارمن سمجھ لیں" — صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس نے عمران کو بازو سے پکڑ کر کھینچ لیا۔

"لیکن وہ نعمانی ___ وہ تو شامل نہیں ہے" ___ عمران نے کہا۔

"ارے ___ اوہ ہاں ہاں ___ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا ___ ایکسٹو نے نعمانی کے متعلق پوچھا تھا" ___ جولیا یکلخت اچھل پڑی۔

لیکن اسی لمحے دروازہ کھلا اور نعمانی اندر داخل ہوا۔

"واہ! ___ اسے کہتے ہیں کالی زبان ___ اِدھر نام لیا اُدھر صاحب موجود" ___ عمران نے کہا۔

"کیا بات ہے ___ آج عمران صاحب بڑے چہک رہے ہیں"۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ نعمانی ___ کیا رپورٹ ہے ___ ایکسٹو نے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون کیا تھا" ___ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"رپورٹ کیا ہونی ہے ___ فلیٹ کو تالا لگا ہوا ہے اور بس ___ میں تو وہاں کھڑے کھڑے جب سوکھ گیا تو تنگ آکر واپس چلا آیا"۔ نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یعنی سوکھ کر چھوہارا بن گئے ___ لو بھئی تنویر! ___ مبارک ہو۔ اتنا بڑا چھوہارا خود چل کر آگیا ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو ___ مجھے ایکسٹو کو رپورٹ دینی ہے" ___ جولیا نے کہا اور تیزی سے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب ___ نعمانی ابھی واپس آیا ہے۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ فلیٹ کو مستقل تالا لگا ہوا ہے" ___ جولیا نے کہا۔

"ہونہہ! ___ تمہاری آواز بتا رہی ہے کہ اب تم نارمل ہو چکی ہو ___ کیا عمران چلا گیا ہے ___؟" ایکسٹو نے پوچھا۔ اور جولیا اپنے جذباتی پن پر خود ہی شرمندہ سی ہو گئی۔

"نہیں جناب! ___ موجود ہے ___ ویسے جناب! ___ وہ تنگ بہت کرتا ہے" ___ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے رسیور دو" ___ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ___ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) سپیکنگ"۔ عمران نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"تم نے اب سیکرٹ سروس کو واقعی تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ تمہیں اس کی سزا ملنی چاہیئے ___ تم ایسا کرو کہ ابھی جا کر ہارڈی کے فلیٹ کی تلاشی لو ___ اور پھر مجھے براہ راست رپورٹ دو" ___ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم ___ مم ___ مگر سر! ___ ہم تو شو برا میں ڈنر کھانے جا رہے ہیں آج تنویر نے وعدہ کیا ہے وہاں ڈنر کھلائے گا" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں ___ وہ کرو" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"لو بھئی تمہارا باس تو ناراض ہو گیا" ___ عمران نے رسیور رکھتے

ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"آپ بھاگ نہیں سکتے —— آپ ڈنر کی رقم ہمارے حوالے کریں —— ہم خود کھالیں گے" —— صفدر نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"رقم اور میرے پاس —— لاحول ولا قوۃ —— یہ کسی دشمن نے اڑائی ہوگی" —— عمران نے کہا

"سنو عمران! —— تم نے ہمیں بے حد تنگ کیا ہے اس لئے اب ڈنر تو تمہیں کھلانا ہی پڑے گا —— یہ میرا فیصلہ ہے —— ہم رات دس بجے شوبرا میں تمہارا انتظار کریں گے —— اور اگر تم نہ آئے تو پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں" —— جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے —— ابھی سے یہ حالت ہے —— اوہ تنویر یار! ذرا سمجھانا —— آخر بڑے کب کام آتے ہیں —— کچھ ادب ہوتا ہے مجازی خدا کا" —— عمران نے سہم کر کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"رات دس بجے —— سُن لیا ناں" —— جولیا کی ایک بار پھر غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کان لپیٹے اس طرح فلیٹ کی سیڑھیاں اترنے لگا۔ جیسے موت اس کا تعاقب کر رہی ہو۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ وہ بلیک زیرو کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ بلیک زیرو اُسے بلانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے براہ راست رپورٹ کی بات کی تھی۔

"ہاں! —— اب بتاؤ کیا بات ہے —— ایک تو جب بھی کوئی مجھے ڈنر کھلانے کا وعدہ کرے۔ تم ٹپک پڑتے ہو" —— عمران نے

یشن روم میں داخل ہوتے ہوتے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! —— سر سلطان کا فون آیا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کوئی اہم مسئلہ ہے اس لئے عمران کو کہو کہ مجھے فوراً ملے یا مجھ سے رابطہ قائم کرے" —— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک تو یہ بوڑھے سر دوسروں کو بھی جینے نہیں دیتے —— بیٹھے بیٹھے مسائل ڈھونڈتے رہتے ہیں" —— عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا اور سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس —— پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں —— ذرا اپنے باس سے بات تو کراؤ" —— عمران نے کہا۔

"یس سر —— ہولڈ آن کیجئے" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور پر گونجی۔

"عمران بیٹے! —— میں سلطان بول رہا ہوں —— تمہارے لئے ایک اہم خبر ہے" —— سر سلطان نے کہا۔

"کیا ہوا —— ؟ کیا وہ شادی پر رضا مند ہو گئی ہے —— ویری گڈ۔ لیکن خرچہ سارا آپ کو کرنا ہو گا —— ڈیڈی کو تو آپ جانتے ہیں ایک نمبر کنجوس ہیں" —— عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان ہنس پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہاری شادی کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا

پڑے گا ـــــ اب چوبیس گھنٹے تمہاری زبان پر شادی کا ہی لفظ رہتا ہے" ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ یعنی ویسے تو آپ ہر کام کے بارے میں یہی کہتے رہتے ہیں کہ میں سنجیدہ ہوں ـــــ لیکن جب میری شادی کی بات ہو تو سنجیدگی سے صرف سوچنے پر ہی ٹرخا دیں گے ـــــ یہ تو بڑی زیادتی ہے۔" عمران نے کہا اور سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے ـــ ہو جائے گی شادی ـــــ تم فکر نہ کرو ـــ ویسے وہ اہم اطلاع یہ ہے کہ نارتھ کانگو کے چیف آف سیکرٹ سروس نے ایک خفیہ اطلاع بھیجی ہے کہ پوری دنیا میں ناجائز اسلحہ کا کاروبار کرنے والی بین الاقوامی تنظیم بگ ہیڈ پاکیشیا میں اسلحہ کی بڑی کھیپ بھجوا رہی ہے ـــــ انہیں یہ اطلاع ایک ایسے کانگو گوریلے نے دی ہے جو ویسے تو باغیوں سے ملا ہوا ہے ـــــ لیکن درپردہ وہ حکومت کا حامی ہے ـــــ یہی تنظیم نارتھ کانگو میں باغی گوریلوں کو بڑے پیمانے پر اسلحہ فروخت کر رہی ہے ـــــ اور نارتھ کانگو کی حکومت اس سلسلے میں روک تھام میں مصروف تھی اس لئے انہیں یہ اطلاع ملی تو انہوں نے خفیہ طور پر ہمارے ملک کو آگاہ کیا ہے" ـــــ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن نارتھ کانگو میں تو اسلحہ نہیں بنتا ـــــ اور بگ ہیڈ جیسی بڑی تنظیم نارتھ کانگو میں تو ہیڈ کوارٹر نہیں بنا سکتی ـــــ پھر ہمارے ملک میں اسلحہ آنے کی خبر نارتھ کانگو کے آدمی کو کیسے ہو گئی" ـــــ؟ عمران نے بھی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"میری ان کے چیف سے فون پر بات ہوئی تھی ـــــ مجھے معلوم تھا کہ تم یہ سوال کرو گے ـــــ اس لئے میں نے ان سے مزید تفصیلات چاہی تھیں ـــــ انہوں نے بتایا ہے کہ اسلحے کی بڑی کھیپ نارتھ کانگو کے گوریلوں نے طلب کی تھی ـــــ لیکن بگ ہیڈ والوں نے انہیں یہی جواب دیا کہ ایک بھاری کھیپ پاکیشیا جا رہی ہے اس کے بعد تمہارا نمبر ہے ـــــ اس طرح انہیں پتہ چلا کہ پاکیشیا بھی بگ ہیڈ کا اڈہ بن گیا ہے" ـــــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں دیکھ لوں گا ـــــ لیکن اسلحہ کی آمد کی روک تھام اور چیکنگ کے لئے تو پورا محکمہ قائم ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــــ اور شاید یہ اطلاع تمہارے کام آجائے کہ سپیشل آفیسر اینٹی سمگلنگ سٹاف جسے ابھی حال ہی میں خصوصی طور پر اس پوسٹ پر تعینات کیا گیا تھا کو بھرے بازار میں ابھی دو گھنٹے قبل گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے ـــــ قاتل پکڑا نہیں جا سکا" ـــــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ مسئلہ واقعی سنجیدہ ہے ـــــ ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے "او۔کے" ـــــ کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

"لیکن عمران صاحب! ـــــ ہمارے ملک میں ایسے حالات تو موجود نہیں ہیں جس کی بنا پر اسلحے کی اتنی بڑی کھیپ منگوائی جائے" ـــــ بلیک زیرو

نے کہا۔ وہ لاؤڈر پر سر سلطان اور عمران کی بات چیت بیٹھا سُن رہا تھا۔

"حالات پیدا کئے جا سکتے ہیں طاہر! ـــــ اور مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی لمبی گیم کھیلی جا رہی ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا رُخ اپنی طرف گھمایا اور اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ عمران کالنگ۔ اوور" ـــــ عمران نے فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ ٹائیگر اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے ڈرنی کی۔ اوور" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"جناب! ـــ وہ معمول کے کاموں میں مصروف ہے ـــ کوئی خصوصی سرگرمی اس نے نہیں دکھائی ـــ میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ جولی کون ہے ـــ اُسے جانتے ہو۔ اوور" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"یس سر! ـــ اچھی طرح جانتا ہوں ـــ بلیو ہون بار کا مالک ہے۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس جولی کا کوئی آدمی ہے مارٹی ـــ وہ شائد اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ہے ـــ ڈرنی نے اس کے متعلق جولی سے میرے جانے کے بعد بات کی ہے ـــ لیکن جولی کے بقول مارٹی اور اس کا ساتھی ٹونی دو روز سے غائب ہیں ـــ وہ ایگل اسکوائر میں رہتے ہیں لیکن

میں نے معلوم کیا ہے۔ اس کے فلیٹ کو مستقل تالا لگا ہوا ہے ـــ تم ایسا کرو کہ مارٹی کے فلیٹ کی مکمل تلاشی لو ـــ شائد وہاں سے کوئی کلیو مل جائے ـــ جولی کا میں خود پتہ کرتا ہوں۔ اوور" ـــ عمران نے کہا۔

"سر! ـــ میں معلوم کر لیتا ہوں ـــ ویسے آپ کی اطلاع درست ہے جولی کے متعلق زیر زمین دنیا میں یہ افواہیں موجود ہیں کہ اس کا اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث کسی بین الاقوامی پارٹی سے لنک ہے لیکن آج تک بظاہر اس کی ایسی کوئی سرگرمی سامنے نہیں آئی۔ اوور" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں اُسے دیکھ لیتا ہوں ـــ تم مارٹی کے فلیٹ کی تلاشی لے کر مجھے رپورٹ دو ـــ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن اس نے آف کر دیا۔

"بلیک زیرو! ـــ تم ایسا کرو کہ جولیا کو کہہ دو کہ وہ اپنے ممبرز کے ہمراہ گھاٹ کی نگرانی کریں ـــ یہ اسلحے کی سمگلنگ سمندر کے راستے ہی ہو سکتی ہے ـــ اگر وہاں کوئی مشکوک آدمی نظر آ جائے تو کام آسان ہو جائے گا" ـــ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے بتایا نہیں کہ یہ مارٹی وغیرہ کا کیا سلسلہ ہے ـــ کیا آپ سر سلطان کی اطلاع سے پہلے ہی اس کیس پر کام کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میرا ہمسایہ بحریہ کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا ہے ـــ اس سے کسی نے قدیم لائٹ ہاؤس کی فائل جبراً چھین لی ہے

اس فائل سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ قدیم لائٹ ہاؤس سمگلنگ کے سلسلے میں ہی کام آ سکتے ہیں ——— بس اسی اندازے پر میں ٹائیگر کے ساتھ ڈرنی سے ملا تھا اور خود کو اسلحے کا ایک فرضی گاہک ظاہر کیا ہے لیکن ڈرنی اس دھندے میں ملوث نہیں ہے ——— وہ صرف سودے کی غرض سے ادھر ادھر ہاتھ پیر مار رہا ہے ——— البتہ اس سے ملنے کا یہ فائدہ ہوا ہے کہ جولی کا نام سامنے آیا ہے اور ٹائیگر کی اطلاع کے مطابق جولی کے متعلق اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ہونے کی افواہیں موجود ہیں چنانچہ اب جولی کو ٹٹولنا ضروری ہو گیا ہے ——— پہلے تو میں صرف اپنے حملے کی غرض سے وہ فائل حاصل کرنا چاہتا تھا ——— لیکن اب سر سلطان کی اطلاع کے بعد یہ مسئلہ سیریس ہو گیا ہے" ——— عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا یہ فائل ڈرنی نے اڑائی تھی ——— جو آپ براہ راست اس تک پہنچ گئے" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ——— یہ لمبی کہانی ہے ——— جس کار کے ذریعے یہ واردات کی گئی تھی وہ کیفے جانسن کے مالک جانسن کی ملکیت تھی ——— اس جانسن نے ساحل سمندر پر ایک میلہ کرانے کا پروگرام بنایا تھا جس میں جدید ترین اسلحے کی شوٹنگ کا سٹال تھا ——— لیکن یہ میلہ ناکام ہو گیا۔ البتہ اس کار میں سے ایک اخبار پولیس کو ملا۔ جس پر اس سٹال والی خبر کے گرد سرخ نشان موجود تھا ——— اس سے مجھے اسلحے کی سمگلنگ کا خیال آیا ——— چنانچہ میں جانسن سے ملا۔ لیکن وہ بیچارہ بے ضرر آدمی تھا۔ اس کی کار چوری ہوئی تھی۔ البتہ اس نے ڈرنی کا حوالہ دیا تھا جس کے بعد

میں ڈرنی کے پاس گیا اور اب وہاں سے جولی اور مارٹی کے نام سامنے آئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کمال ہے ——— سر سلطان نے تو اب اطلاع دی ہے لیکن آپ تو پہلے ہی اس کیس پر خاصا کام کر چکے ہیں" ——— بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے تھانیدار چوہدری رسالت اور سپاہی افضل خان کی گھرکیاں بھی سنی ہیں ——— ایسے نہیں کہ یہاں کرسی پر بیٹھے بیٹھے سارا کام ہو جاتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"آپ نے کیا گھرکیاں سنی ہیں اس بیچارے تھانیدار اور سپاہی کی ہی کمبختی آ گئی ہو گی" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا تاکہ جولیا کو ساحل سمندر پر مشکوک افراد کی تلاش کی ہدایت دے سکے۔

"ہاں! ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے تمہاری جیگر" ۔۔۔ ڈکسن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ میں نے جائزہ لے لیا ہے ۔۔۔ وہ لائٹ ہاؤس ہمارے مشن کے لئے بالکل مناسب رہے گا ۔۔۔ یہ دیکھیے جائزہ رپورٹ" ۔۔۔ جیگر نے ایک کاغذ ڈکسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ واقعی بڑی کھیپ کے لئے مناسب رہے گا۔ لیکن وہاں ہمیں آدمی بہت سے چاہیئے ہوں گے۔ ایک دو آدمیوں سے بات نہیں بنے گی" ۔۔۔ ڈکسن نے کاغذ پڑھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہاں مقامی لوگ ہائر کر لیتے ہیں ۔۔۔ جس طرح مارٹی اور ٹونی ہائر کئے گئے تھے" ۔۔۔ جیگر نے جواب دیا۔

"نہیں! ۔۔۔ یہ سلسلہ اب بے حد لمبا ہوتا جاتا ہے ۔۔۔ میں نے

جولی سے بات چیت کر لی ہے ۔۔۔ اب ہمیں بڑے پیمانے پر یہاں کام کرنا ہو گا اور میں اس لائٹ ہاؤس کو انتہائی خفیہ رکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ظاہر ہے حکومت کی ایجنسیاں لازماً حرکت میں آئیں گی ۔۔۔ اور اگر کوئی مقامی آدمی ان کے ہتھے چڑھ گیا تو پورا کھیل ہی بگڑ جائے گا۔ اس لئے ہمیں اپنی تنظیم کے آدمی منگوانے ہوں گے" ۔۔۔ ڈکسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ یہ ہیڈکوارٹر چھوڑ دیں گے" ۔۔۔؟ جیگر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو رہے گا ۔۔۔ لیکن یہاں صرف تم رہو گے۔ کیونکہ مال کی وصولی کے لئے یہ سب سے مناسب جگہ ہے ۔۔۔ لیکن یہاں ہم بہت زیادہ مال سٹاک نہیں کر سکتے اس لئے سٹاک لائٹ ہاؤس میں ہو گا ۔۔۔ ہم یہاں مال وصول کر کے خفیہ طور پر اسے لائٹ ہاؤس میں شفٹ کر دیں گے ۔۔۔ اس طرح اگر کبھی یہ اڈہ سامنے آ بھی جائے تو یہاں سے کچھ برآمد نہ ہو سکے گا ۔۔۔ اور ہمارا لائٹ ہاؤس والا اڈہ بالکل محفوظ رہے گا" ۔۔۔ ڈکسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ آپ کا خیال درست ہے" ۔۔۔ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں چیف باس سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔ ڈکسن نے کہا اور اٹھ کر دوبارہ الماری کی طرف بڑھ گیا اور جیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور باہر چلا گیا۔ ڈکسن نے الماری کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ریڈیو نما آلہ نکالا۔ اس پر صرف دو بٹن لگے ہوئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہیڈ فون منسلک

تھا۔ یہ خصوصی ٹرانسمیٹر تھا جس سے بگ ہیڈ کے چیف باس سے دنیا کے کسی حصے میں بھی بات کی جا سکتی تھی۔ بگ ہیڈ کے ہیڈ کوارٹر میں ایک بہت بڑا کمپیوٹر نصب تھا جس کے ساتھ اس ٹرانسمیٹر کا رابطہ تھا اور وہ کمپیوٹر دنیا کے جس حصے میں بھی چیف باس موجود ہو اس سے ایک سیکنڈ میں رابطہ کرا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ٹرانسمیٹر کا سسٹم ایسا تھا کہ اس کی کال بگ ہیڈ کے ہیڈ کوارٹر میں بھی چیک نہ ہو سکتی تھی اور نہ ہی دنیا کا کوئی کال کیچر آلہ اسے چیک کر سکتا تھا۔

ڈکسن بگ ہیڈ تنظیم میں ٹاپ ایجنٹس میں شامل تھا اس لئے اس کا براہِ راست چیف باس سے رابطہ قائم ہو سکتا تھا۔ ورنہ دوسرے ممبرز تو چیف باس کی آواز تک سننے سے محروم رہتے تھے۔ بگ ہیڈ نے ڈکسن کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ ایشیا میں اور خصوصاً پاکیشیا میں اسلحے کی کھپت کا جائزہ لے۔ چنانچہ اسی ڈیوٹی کے تحت ڈکسن اپنے چند آدمیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا اور پھر یہاں اس نے خفیہ طور پر اسلحے کی چھوٹی چھوٹی کھیپیں مارکیٹ میں فروخت کی تھیں۔ لیکن ظاہر ہے بگ ہیڈ جیسی تنظیم کے لئے یہ انتہائی معمولی بات تھی۔ اس لئے ڈکسن نے وسیع کاروبار کے لئے یہاں منصوبہ بندی کی تھی۔ اور اب سٹوریج کے انتظامات کے ساتھ ساتھ جولی سے مل کر اس نے وسیع امکانات کا پروگرام بھی طے کر لیا تھا جولی کے متعلق اس نے پہلے ہی چھان بین کر لی تھی اور اس کا اندازہ تھا کہ جولی اس کام کے لئے انتہائی مناسب رہے گا۔ اس نے دو فیصد کی حامی بھی صرف اس لئے بھری تھی کہ جب بڑی کھیپ کی سپلائی کے لئے میدان کھل جائے گا تو پھر جولی کا کانٹا درمیان سے ہٹا کر بگ ہیڈ براہِ راست

سارے کاروبار پر کنٹرول کر لے گی۔

ہیڈ فون سر پر چڑھا کر ڈکسن نے سائیڈ پر لگے ہوئے سُرخ رنگ کے بٹن کو دبا دیا۔

"یس ــــ سی۔ سی اٹنڈنگ۔ اوور" ــــ دوسرے لمحے ایک مشینی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ سمجھ گیا کہ کمپیوٹر کنٹرول سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

"ایجنٹ بگ ہیڈ نمبر تھری ڈکسن ــــ چیف باس سے بات کراؤ۔ اوور" ــــ ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے اسی مشینی آواز نے جواب دیا اور ڈکسن خاموش ہو کر ریڈیو پر لگے ہوئے سبز اور سُرخ بٹنوں کے ساتھ موجود چھوٹے چھوٹے بلبوں کو دیکھنے لگا۔ ان میں سے ایک بلب سُرخ رنگ کا تھا اور دوسرا سبز رنگ کا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب کمپیوٹر اس کے کوڈ کے ساتھ ساتھ اس کی آواز کا تجزیہ کرے گا اور جب وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے گا تو سبز بلب جل اُٹھے گا۔ اور اس کے بعد کمپیوٹر جب چیف باس سے رابطہ قائم کرے گا تو سرخ بلب دوبارہ جل اُٹھے گا۔

چند لمحوں بعد سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے جل اٹھا تو ڈکسن نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمپیوٹر نے اُسے اوکے کر دیا ہے۔

"یس ــ چیف باس۔ اوور" ــــ اچانک سُرخ بلب جلا اور ساتھ ہی ایک بھاری اور کرخت آواز ڈکس کے کانوں سے ٹکرائی۔ یہ پوری

دنیا میں پھیلی ہوئی بگ ہیڈ کے چیف باس کی آواز تھی جو آج تک کبھی کسی کے سامنے نہ آیا تھا اور صرف ایجنٹ ہی اس کی آواز سن سکتے تھے باقی تنظیم کے افراد تو اس سے بھی محروم تھے ۔

"سر! ——— میں پاکیشیا سے ڈکسن بول رہا ہوں ۔ اوور" ——— ڈکسن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا ۔

"یس ——— کیا رپورٹ ہے ۔ اوور" ——— ؟ دوسری طرف سے چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا ۔ اور ڈکسن نے اسے یہاں آنے سے لے کر اب تک کے تمام حالات پوری تفصیل سے بتا دیئے ۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم پاکیشیا میں بگ ہیڈ کا باقاعدہ ہیڈ کوارٹر قائم کرنا چاہتے ہو ۔ اوور" ——— چیف باس نے پوری تفصیل سننے کے بعد کہا ۔

"یس باس! ——— یہاں کے حالات ہمارے کاروبار کے لئے مناسب رہیں گے ——— اور ویسے بھی یہاں ہیڈ کوارٹر بنا لینے کے بعد ہم پورے ایشیا کو یہیں سے کنٹرول کر سکتے ہیں ۔ اوور" ——— ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"تم نے وہاں کی سرکاری ایجنسیوں کے بارے میں چھان بین کی ہے ۔ اوور" ——— ؟ چیف باس نے پوچھا ۔

"یس باس! ——— پوری تفصیل سے باس! ——— یہ لوگ انتہائی پسماندہ ہیں ——— ان کے پاس چیکنگ کے جدید ترین آلات بھی موجود نہیں ہیں ——— پھر یہاں رشوت کا بڑا زور ہے ۔ یہاں بڑے سے بڑا کام رشوت سے آسانی سے کرایا جا سکتا ہے ۔ انٹی سمگلنگ سٹاف

لیکر سنٹرل انٹیلی جنس تک ہر جگہ رشوت چلتی ہے ۔ اوور" ——— ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ہوں! ——— لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو ہیڈ کوارٹر میں بھی کچھ سنا گیا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ سروس ہے ۔ اوور" ——— چیف نے کہا ۔

"سیکرٹ سروس! ——— اوہ اس بارے میں تو میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں ہے سر! ——— اور نہ ہی اس بارے میں مجھے خیال آیا ——— کیونکہ پہلے بھی ہم نے جہاں ہیڈ کوارٹر قائم کئے ہیں ——— وہاں سیکرٹ سروس کے بارے میں تو کچھ نہیں سوچا گیا ۔ کیونکہ یہ کام سیکرٹ سروس کی لائن میں نہیں آتا ۔ اوور" ——— ڈکسن نے جواب دیا ۔

"تمہاری بات درست ہے ——— لیکن مجھے مافیا اور دوسری تنظیموں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سننے میں آیا ہے ۔ اب تک تو تمہیں صرف جائزے کے لئے بھیجا گیا تھا اس لئے میں نے سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہیں کوئی ہدایات نہ دی تھیں ——— لیکن اب ۔ تمہاری رپورٹ کے مطابق اگر وہاں مستقل ہیڈ کوارٹر قائم کرنا ہے تو پھر ہمیں اس پہلو کا بھی جائزہ لینا ہو گا ——— تم ہولڈ آن کرو ——— میں اس کی فائل منگوانے کے بعد تم سے بات کرتا ہوں ۔ اوور" ——— چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا جلتا ہوا بلب بجھ گیا اور ڈکسن نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ اسے سیکرٹ سروس کے بارے میں تو خیال ہی نہ آیا تھا اور اب چیف باس نے جس انداز میں یہاں کی سیکرٹ سروس کے بارے میں بات کی تھی اس سے وہ اسی نتیجے پر پہنچا تھا کہ

یہاں ہیڈ کوارٹر قائم کرنے۔ سے پہلے سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ضروری ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چیف باس بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹوں کو کبھی گھاس نہیں ڈالتا۔ لیکن اس پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں اس کے الفاظ بتا رہے تھے کہ وہ اسے بہت زیادہ اہمیت دے رہا ہے اور یہی بات اس کے لئے حیرت انگیز تھی۔

"ہیلو ڈکسن۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد سرخ بلب دوبارہ جل اٹھا اور ساتھ ہی چیف باس کی آواز اس کے کانوں میں گونج اٹھی۔

"یس باس! ـــ اوور" ـــ ڈکسن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل منگوا کر دیکھ لی ہے ـــ اس فائل کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی ایکریمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاور سے بھی زیادہ خوفناک ہے ـــ فائل کے مطابق تو ایکریمیا اور روسیاہ کی انتہائی ترقی یافتہ سیکرٹ سروسز بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتی ہیں ـــ اس لحاظ سے تو یہاں ہیڈ کوارٹر قائم کرنا خود مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ اوور"۔ چیف باس نے کہا اور ڈکسن کی آنکھیں چیف باس کی بات سن کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اگر اسے یقین نہ ہوتا کہ وہ واقعی چیف باس سے براہِ راست بات کر رہا ہے تو شاید وہ اس بات پر بھی شک میں مبتلا ہو جاتا کہ کیا وہ واقعی یہ بات بگ ہیڈ کے چیف باس نے کی ہے۔

"سر! ـــ یہ کیسے ممکن ہے کہ اس پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس ایسی ہو۔ اوور" ـــ ڈکسن سے آخر کار نہ رہا گیا تو اس نے بات کر ہی دی حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ الفاظ خود بخود اس کی زبان سے پھسل گئے ہیں۔

"ڈکسن! ـــ کیا تم ہوش میں ہو۔ اوور" ـــ چیف باس نے کڑک دار لہجے میں کہا۔

"سوری باس! ـــ دراصل حیرت کی زیادتی سے الفاظ میرے منہ سے نکل گئے ہیں۔ اوور" ـــ ڈکسن کو جیسے ہی اپنے الفاظ کا احساس ہوا وہ خوف سے کانپنے لگا۔

"ہونہہ! ـــ واقعی یہ بات اتنی حیرت انگیز ہے کہ تمہارا ردعمل ایسا ہونا چاہئے ـــ ورنہ تم جانتے ہو کہ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے بے حرکت کر دی جاتی ـــ بہرحال یہ لاسٹ وارننگ ہے ـــ اور سنو! ـــ تم فی الحال اسی چھوٹے پیمانے پر کام کرو۔ اور فوری طور پر اس جولی کا بھی خاتمہ کر دو ـــ میں بگ ہیڈ کے نمبر ٹو ایجنٹ جوشان کے ذمے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن لگا رہا ہوں ـــ وہ تم سے خود رابطہ کرے گا اور جب اس کا مشن مکمل ہو جائے گا تو اس کے بعد تمہاری رپورٹ پر عمل درآمد کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈکسن نے طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کے بٹن آف کئے اور پھر ہیڈ فون اتار دیا۔ اس کا سانس خاصا تیز تھا اسے معلوم تھا کہ وہ واقعی موت کے منہ سے واپس آیا ہے۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھا تھا پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی آواز ابھری اور جیگر اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ـــ جیگر نے کہا۔

"جیگر — چیف باس نے فی الحال سارا پروگرام روک دیا ہے — یہاں کی سیکرٹ سروس دنیا کی خوفناک ترین سیکرٹ سروس ہے اور چیف باس نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک یہاں کی سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک یہاں ہیڈ کوارٹر قائم نہیں ہو سکتا اور چیف باس نے جولی کے خاتمے کا حکم دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے بگ ہیڈ کا راز لیک آؤٹ نہ ہو جائے۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر جا کر جولی کا خاتمہ کر دو" —— ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن باس! —— جولی کے ذریعے تو ہم مال سپلائی کر رہے ہیں اور یہ نئی کھیپ بھی اس کے ذریعے آگے جائے گی۔ اگر اُسے فوری طور پر ہلاک کر دیا گیا تو یہ مال بھی رُک جائے گا اس لئے کیوں نہ اُسے یہیں بلوا لیا جائے اور پھر اس سے پارٹی کا معلوم کر کے اُسے ہلاک کر دیا جائے تاکہ کم از کم یہ مال تو نکل جائے" —— جیگر نے کہا۔

"جیگر! —— کیا تم نہیں جانتے کہ چیف باس کے حکم کی فوری تعمیل ہونا لازمی ہے۔ جب اس نے جولی کے خاتمے کا حکم دیدیا ہے تو اس میں ایک لمحے کی دیر بھی ہم سب کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ مال سپلائی ہوتا ہے یا نہیں —— یہ بعد کا مسئلہ ہے۔ چیف باس کے حکم کی تعمیل پہلے ہونی چاہئے۔ اور دوسری بات یہ کہ میں جولی پر یہ اڈہ کسی طور پر بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا —— تم فوری طور پر جولی کا خاتمہ کر دو۔ ہم فی الحال یہ مال لائٹ ہاؤس میں سٹاک کر دیں گے۔ بعد میں دیکھا جائے گا کہ کیا ہوتا ہے" —— ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس! —— حکم کی تعمیل ہو گی" —— جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! —— جولی کو فوری ہلاک بھی ہونا چاہئے اور تمہارا کلیو بھی کسی کو نہ ملنا چاہئے —— یہ ضروری ہے" —— ڈکسن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! —— جیگر کے لئے یہ کام بے حد معمولی ہے" جیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے جاؤ! —— اور پھر مجھے رپورٹ کرو تاکہ میں تمہارے ساتھ چل کر خود اس لائٹ ہاؤس کا معائنہ کروں —— اب ہمیں اس کے استعمال کی فوری ضرورت پڑ گئی ہے" —— ڈکسن نے کہا۔

"یس باس! —— میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں یہ کام مکمل کر کے آ رہا ہوں" —— جیگر نے کہا اور سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

اس کے جانے کے بعد ڈکسن اٹھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر واپس الماری میں رکھا اور پھر الماری میں رکھی ہوئی لائٹ ہاؤس والی فائل نکال کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب وہ اسے تفصیل سے پڑھنا چاہتا تھا۔ تاکہ کوئی پوائنٹ سامنے آنے سے نہ رہ جائے۔ ویسے وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ اس بار وہ خوشان سے مل کر خود بھی یہاں کی سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرے گا۔ تاکہ چیف باس کی نظروں میں اس کی کارکردگی اور بڑھ جائے۔ کیونکہ چیف باس نے جس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اہمیت دی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کے خلاف کام کر کے وہ اپنا عہدہ یقیناً بڑھوا لینے میں کامیاب رہے گا۔

عمران نے کار دارالحکومت کے شمالی حصے میں واقع بلیو ہیون بار کے گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ بلیو ہیون بار اس نے سڑک پر سے گذرتے ہوئے تو کئی بار دیکھا تھا لیکن اس سے پہلے اُسے اندر جانے کی کبھی ضرورت پیش نہ آئی تھی۔ اس لئے وہ جولی وغیرہ سے واقف بھی نہ تھا۔

ابھی عمران کار کا دروازہ لاک کر ہی رہا تھا کہ اچانک سائرن بجاتی ہوئی کئی پولیس گاڑیاں تیزی سے چوک سے مُڑیں اور پھر وہ سب بلیو ہیون بار کے سامنے رُک گئیں۔ دوسرے لمحے اس میں سے پولیس کے سپاہی اور افسر نکل کر بار کے اندر داخل ہو گئے۔ عمران نے منہ بنا لیا۔ اس وقت پولیس کا وہاں ٹپک پڑنا اس کے کام میں رکاوٹ کا باعث بن سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ پولیس کو روک تو نہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ بھی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے کے باہر کھڑے ہوئے دو سپاہیوں نے اُسے روک لیا۔

"آپ اندر نہیں جا سکتے ـــ اندر قتل ہو گیا ہے اور آفیسر تفتیش کر رہے ہیں" ـــ ایک سپاہی نے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قتل ہو گیا ـــ کس کا" ـــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ یہ قتل والی خبر اس کے لئے نئی تھی۔ اس نے تو یہی سمجھا تھا کہ منشیات کے سلسلے میں پولیس رسمی کارروائی کرنے آئی ہوگی۔

"بار کے مالک جولی کا ـــ اُسے دفتر سے نکلتے ہوئے کسی نے گولی ماری ہے" ـــ سپاہی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے جولی کے ہلاک ہونے کی خبر سن کر ہونٹ سکوڑ لئے۔

"کون ہے تمہارا آفیسر" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"انسپکٹر طارق" ـــ سپاہی نے چونک کر جواب دیا۔

"جاؤ ـــ اُسے جا کر کہو کہ سنٹرل انٹیلی جنس کا چیف انسپکٹر آیا ہے۔ جلدی جاؤ" ـــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ یس سر ـــ پھر آپ چلے جائیں اندر سر" ـــ سپاہی نے مرعوبانہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ہال میں داخل ہو گیا۔

وہاں کاؤنٹر کے قریب ہی راہداری میں ایک لمبے تڑنگے آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی جب کہ بارہ کے قریب افراد دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ اور ایک انسپکٹر ایک طرف کرسی رکھے ان سے باری باری اس طرح پوچھ گچھ کر رہا تھا جیسے نوکری کے لئے انٹرویو لے رہا ہو۔

باقی سپاہی اور ایک سب انسپکٹر کاؤنٹر کے قریب خاموش کھڑے تھے۔

"اچھا! ——— یعنی انسپکٹر صاحب انٹرویو لے رہے ہیں تاکہ اگر ان میں کوئی قاتل نکل آئے تو اُسے پولیس میں بھرتی کر دیا جائے" ——— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں کہا اور پولیس کے سپاہی اور سب انسپکٹر سمیت کرسی پر بیٹھا ہوا انسپکٹر بھی چونک پڑا۔ ان سب کی نظریں عمران پر جم گئیں۔

"کون ہو تم ——— اور تمہیں اندر کس نے آنے دیا" ——— کاؤنٹر کے قریب کھڑے سب انسپکٹر نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ دو سوال اکٹھے کر دیئے آپ نے انسپکٹر صاحب! ——— کیا انسپکٹر طارق صاحب بھی انٹرویو لیتے وقت دو دو سوال کر رہے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب آپ ——— اور یہاں" ——— اچانک کرسی پر بیٹھا ہوا انسپکٹر تیزی سے اٹھ کر عمران کی طرف بڑھا اور سب انسپکٹر جو شاید عمران کے ریمارکس پر اُسے کچھ سخت جملہ کہنے ہی والا تھا جلدی سے ہونٹ دبا کر خاموش ہو گیا۔

"ارے طارق تم ——— تم اب پولیس میں آ گئے ہو ——— واہ بھئی واہ! اسے کہتے ہیں ترقی" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ اب طارق کو پہچان گیا تھا۔ طارق پہلے انٹیلی جنس میں سب انسپکٹر تھا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کی وجہ سے کئی بار اس سے ہیلو ہیلو ہو چکی تھی۔

"عمران صاحب! ——— آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کو تو جانتے ہی

ہیں ——— وہ اپنے سامنے بھلا کسی کا چراغ جلنے دیتا ہے ——— چنانچہ میں نے خود اپنا ٹرانسفر پولیس میں کرا لیا" ——— طارق نے قریب آ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ اب تمہارا چراغ جل رہا ہے ——— لیکن کہاں ——— یہاں تو بڑے بڑے بلب جل رہے ہیں ——— چراغ کہاں ہے" ——— عمران نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے حسبِ عادت کہا اور طارق قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

عمران صاحب! ——— آپ کے سامنے تو بیچارے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چراغ کبھی نہیں جلا ——— میرے چراغ کی کیا اوقات ہے۔ وہ تو آپ کو دیکھتے ہی بجھ گیا ہے" ——— طارق نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی اس کے خوبصورت جواب پر مسکرا دیا۔

"اچھا اچھا ——— اب سمجھا کہ یہ تم انٹرویو اس لئے کر رہے ہو تاکہ چراغ میں تیل بھرا جا سکے ——— کتنے لیٹر تیل اکٹھا ہوا ہے" ——— عمران نے کہا اور طارق بے اختیار جھینپ گیا۔

"اوہ! ——— ایسی بات نہیں ——— یہاں پولیس میں اعلیٰ حکام کو دکھانے کے لئے رسمی کارروائی تو کرنی ہی پڑتی ہے ——— میں قاتل کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا تھا ——— لیکن ان میں سے کسی نے بھی قاتل کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ یہ سارے قتل کے وقت یہاں ہال میں موجود تھے" ——— طارق نے کہا۔

"دیکھتے کیسے ——— انہیں معلوم تھا کہ گیلری کے اوپر والے روشندان سے گولی چلنے والی ہے اس لئے سب اپنی گردنیں اٹھا کر اس روشندان

پر نظریں جما لیتے ——— تمہارا بھی مطلب تھا" ——— عمران نے کہا۔

"گیلری کے اوپر روشندان سے ——— لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا" ——— طارق نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور اس کی نظریں خود بخود گیلری کے اوپر بنے ہوئے روشندان پر جم گئیں جو کھلا ہوا تھا۔

"وہی چراغ والے جن نے بتایا ہوگا ——— ویسے تم اپنے چراغ والے جن کو میرے خیال میں کھانے کو کچھ نہیں دیتے ——— سب کچھ خود ہی کھا لیتے ہو۔ اس لئے پیٹ بھی ابھر آیا ہے اور کلے بھی بھر گئے ہیں" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب! ——— اب آپ جیسا ذہن تو میرے پاس نہیں ہے بہرحال اس کا مطلب ہے کہ میں ان لوگوں کو فارغ کر دوں" ——— طارق نے شرمندہ سے انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے ——— ویسے انٹرویو ہی لینے کا شوق ہے تو ضرور پورا کرتے رہو" ——— عمران نے کہا اور وہ کاؤنٹر کے قریب پڑی ہوئی لاش کی طرف بڑھ گیا۔

لاش کے گرنے کا انداز اور اسکے سینے پر موجود گولیوں کے زخم بتا رہے تھے کہ اُسے گیلری کے اوپر والے روشندان سے گولیاں ماری گئی ہیں۔

"اس کے دفتر کی تلاشی لی ہے" ——— عمران نے جولی کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو ابھی چند لمحے پہلے آیا ہوں ——— اور دفتر میں تو قاتل نہیں چھپا ہوگا" ——— طارق نے کہا۔

"قاتل نہیں تو مقصد قتل تو ضرور چھپا ہوگا ——— آؤ میرے ساتھ" ——— عمران نے کہا اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے جولی تو مر چکا تھا اس سے تو عمران پوچھ گچھ کر نہ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اب اس کے دفتر کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ شائد اس کے کام کی کوئی چیز مل جائے۔

جولی کا دفتر خاصا شاندار تھا۔ فرنیچر انتہائی جدید اور خاصا قیمتی تھا اور بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔

"یہ جولی نے یہاں کب سے کام شروع کیا ہے" ——— عمران نے دفتر میں داخل ہوتے ہی مڑ کر اپنے پیچھے آنے والے انسپکٹر طارق سے پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ——— میں تو اس علاقے میں پچھلے ہفتے تعینات ہوا ہوں" ——— طارق نے جواب دیا۔

"تو باہر کے کسی آدمی کو بلاؤ" ——— عمران نے کہا اور انسپکٹر طارق سر ہلاتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور عمران چاہتا بھی یہی تھا وہ انسپکٹر طارق کے باہر نکلتے ہی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے میز کی درازیں کھول کر دیکھنی شروع کر دیں۔ نچلی دراز تو عورتوں کی ——— تصاویر سے مبنی غیر ملکی رسالوں سے بھری ہوئی تھی البتہ دوسری دراز کھولتے ہی عمران چونک پڑا۔ وہاں ایک سرخ رنگ کی پتلی سی ڈائری پڑی ہوئی تھی عمران نے ڈائری اٹھائی اور اُسے کھول کر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر موجود تاثرات تیزی سے بدلنے لگے۔ اسی لمحے باہر راہداری میں قدموں کی آواز ابھری تو اس نے جلدی سے ڈائری جیب میں ڈالی اور دراز بند کر دی۔

"یہ ویٹر ہے جناب! ——— یہاں کا خاصا پرانا ملازم ہے" ——— انسپکٹر طارق نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر کا ویٹر تھا۔ جس کا چہرہ بظاہر تو خاصا معصوم سا تھا لیکن اس کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ زیر زمین دنیا میں خاصا سرگرم رہنے والا آدمی ہے۔

"کیا نام ہے ویٹر صاحب آپ کا" ——— ؟ عمران نے غور سے ویٹر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ——— میرا نام ٹمی ہے ——— میں شروع سے یہیں کام کر رہا ہوں" ——— ویٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"شروع سے تمہارا کیا مطلب ہوا" ——— ؟ عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"جب سے یہ بار بنا ہے سر! ——— دس سال ہو گئے ہیں اسے بنے ہوئے ——— پہلے اس کے مالک گلزار صاحب ٹھیکیدار تھے۔ پھر انہوں نے اسے بیچ دیا ——— اور ماسٹر جولی نے اسے خرید لیا ——— ماسٹر جولی پہلے ساحل سمندر پر ایک چھوٹا سا بار چلاتے تھے جناب" ——— ویٹر نے از خود کہانی کہنی شروع کر دی۔

"جولی نے کب خریدا تھا اسے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"دو سال ہو گئے ہیں جناب" ——— ویٹر نے جواب دیا۔

"مارٹی کو جانتے ہو" ——— عمران نے اچانک پوچھا۔

"مارٹی ——— جی ہاں جناب! ——— وہ ماسٹر جولی کا اسسٹنٹ ہے ——— لیکن دو تین روز سے وہ یہاں نظر نہیں آیا ——— اس کا ساتھی ٹونی بھی نظر نہیں آ رہا" ——— ویٹر نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس جو رپورٹ ہے اس کے مطابق جولی کے اسلحے والے خفیہ کاروبار میں مارٹی کے ساتھ ساتھ تمہارا نام بھی شامل ہے ——— کیوں" ——— ؟ عمران نے یکلخت کرخت لہجے میں کہا۔ اس نے براہِ راست سوال پوچھنے کی بجائے دوسرا طریقہ استعمال کیا تھا۔

"مم ——— مم ——— میرا نام ——— نن ——— نن ——— نہیں جناب" ——— ٹمی عمران کی بات سنتے ہی بری طرح بوکھلا گیا اور انسپکٹر طارق نے اسے بوکھلاتا دیکھ کر بجلی کی سی تیزی سے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔

"اچھا تو یہ بات ہے ——— یہ جولی یہاں ناجائز اسلحے کا کاروبار کرتا تھا ——— بتاؤ سب کچھ ——— ورنہ کھال میں بھس بھروا دوں گا" ——— انسپکٹر طارق نے تیزی سے چیختے ہوئے پولیس کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صص ——— صاحب! ——— قسم لے لیں ——— میں شامل نہیں ہوں" ——— ٹمی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو انسپکٹر طارق! ——— ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ شامل ہے یا نہیں ——— اور اگر یہ شامل ہوا تو یہ ہمیں اس کاروبار کے متعلق کچھ نہیں بتائے گا ——— ایسی صورت میں تم اسے تھانے لے جا کر اچھی طرح گرم کر دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا ——— لیکن اگر یہ شامل نہ ہوا تو لازماً یہ سب کچھ بتا دے گا ——— کیونکہ بہرحال یہ یہاں شروع سے ہے اور اس کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ یہ سب کچھ جانتا ضرور ہے" ——— عمران نے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں بتا دوں گا ——— لیکن جناب! مجھے مار دیا جائے گا جناب" ——— ویٹر ٹمی نے یکلخت بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔

"ماریں گے تو تب ۔۔۔ جب ہم تمہیں ساتھ لے جائیں گے ۔۔۔ ہم تو تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اس لئے کسی کو کیا پتہ کہ تم نے کچھ بتایا بھی ہے یا نہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جج ۔۔۔ جناب! ۔۔۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے جناب! ماسٹر جولی ڈائری لکھنے کا عادی ہے ۔۔۔ میز کی دوسری دراز میں ڈائری موجود ہے ۔۔۔ اس ڈائری میں سب کچھ لکھا ہوگا جناب! ۔۔۔ اور مجھے جانے دیں جناب! ۔۔۔ ورنہ وہ مجھے مار ڈالیں گے جناب" ۔۔۔ ٹمی نے بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ۔۔۔ اب تم نیا چکر چلانا چاہتے ہو ۔۔۔ جلدی بتاؤ" طارق نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"جج ۔۔۔ جناب! ۔۔۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ماسٹر جولی گذشتہ کافی عرصے سے اسلحے کی کسی بین الاقوامی تنظیم کا ایجنٹ بن گیا تھا جناب! وہ اس تنظیم کے لئے مال سپلائی کرنے کے لئے گاہک بناتا تھا جناب! ۔۔۔ مارٹی اس سلسلے میں اس کا اسسٹنٹ تھا ۔۔۔ مارٹی میرا سالا ہے جناب! ۔۔۔ ڈائری کے متعلق بھی اسی نے مجھے بتایا تھا جناب! ورنہ مجھے تو معلوم نہ ہو سکتا تھا جناب" ۔۔۔ ٹمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تنظیم کا نام معلوم ہے" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جج ۔۔۔ جناب! ۔۔۔ مجھے نام تو معلوم نہیں ۔۔۔ البتہ ایک بار مارٹی نے ہنستے ہوئے کہا تھا کہ لوگ تنظیموں کے عجیب سے نام رکھتے ہیں ۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ بھلا دیکھو۔ یہ بڑا سر بھی کوئی نام ہے ۔۔۔

وہ جناب! ۔۔۔ اپنی بہن یعنی میری بیوی سے بات کر رہا تھا اور میں نے دوسرے کمرے سے اس کی بات سُنی تھی ۔۔۔ لیکن جناب! ۔۔۔ میں اس سے خود نہ پوچھ سکتا تھا۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔۔۔ وہ ایک لمحے میں آدمی کو گولی مار دیتا ہے جناب! ۔۔۔ وہ پہلے پیشہ ور قاتل بھی رہا ہے جناب" ۔۔۔ ٹمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے طارق! ۔۔۔ اسے جانے دو ۔۔۔ اس کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ زیادہ کچھ نہیں جانتا ۔۔۔ جاؤ ٹمی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مگر عمران صاحب ۔۔۔" طارق نے متذبذب انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"اگر مگر کی بات نہیں ۔۔۔ یہ کام تمہاری لائن کا نہیں ہے ۔۔۔ تم سیدھے سادے انداز میں قتل کی تفتیش کرو ۔۔۔ روشندان سے دوسری طرف دیکھو۔ شاید قاتل کے قدموں کے نشانات مل جائیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور طارق نے سر ہلا دیا۔

ٹمی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میرے خیال میں تم سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بھی بڑے احمق ہو ۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ایسے کاروبار میں ملوث افراد اس طرح سب کچھ بتا دیتے ہیں ۔۔۔ تم اس ٹمی کی خفیہ نگرانی کراؤ۔ سب کچھ سامنے آجائے گا" ۔۔۔ عمران نے ویٹر ٹمی کے جاتے ہی طارق سے مخاطب ہو کر کہا اور طارق نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب عمران کی بات اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ۔۔۔ لیکن وہ ڈائری کی بات کر رہا

تھا"۔۔۔۔ طارق نے کہا۔

"وہ ہمیں چکمہ دے رہا تھا۔۔۔ ایسے مجرم ڈائریاں نہیں لکھا کرتے۔۔۔ ویسے تم چیک کر لینا۔۔۔ میں اب چلتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"اچھا عمران صاحب!۔۔۔ بے حد شکریہ"۔۔۔ طارق نے پیچھے آتے ہوئے گیٹ کے پاس رک کر عمران سے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکلا اور سیدھا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اپنے مطلب کی چیز مل گئی تھی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ڈائری میں واقعی ایسے اشارے موجود تھے جو اُسے کام دے سکتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس ویٹر نے اُسے تنظیم کا نام بھی بتا دیا تھا۔ "بڑے سر" کا مطلب بگ ہیڈ ہی ہو سکتا تھا اور اب عمران کو پوری طرح معلوم ہو گیا تھا کہ نارتھ کاگو کی طرف سے سر سلطان کو ملنے والی اطلاع درست تھی۔ بگ ہیڈ تنظیم یہاں کام کر رہی ہے اور جولی اس کا مقامی ایجنٹ تھا۔ لیکن شاید انہیں جولی پر کوئی شک پڑ گیا تھا کہ انہوں نے اس کا قتل کرا دیا تھا۔

عمران نے کار بلیو ہیون بار سے آگے بڑھائی ہی تھی کہ کار میں موجود ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور عمران نے کار سائیڈ میں روک کر ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز نکلی۔ اس ٹرانسمیٹر کے ساتھ خود کار ریکارڈر بھی موجود تھا اور اسی مخصوص بلب کا جلنا بجھنا بتا رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر نے اس کی عدم موجودگی میں کال ٹیپ کی ہے اور اس کے کار کا انجن سٹارٹ کرتے ہی ٹرانسمیٹر نے کاشن دینا شروع کر دیا تھا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب!۔۔۔ پیغام ریکارڈ کرا رہا ہوں۔۔۔ مارٹی کے فلیٹ کی میں نے تلاشی لی ہے جناب!۔۔۔ وہاں سے ایک کارڈ ملا ہے جس پر ایک لانچ کا رجسٹرڈ نمبر لکھا ہوا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں ہے جناب!"۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کے مختلف بٹن دبا دیئے اور ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ عمران کالنگ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر!۔۔۔ ٹائیگر اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر!۔۔۔ وہ لانچ والا کارڈ لے کر تم فوراً گھاٹ پر پہنچ جاؤ۔۔۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔۔۔ میرے خیال میں یہ ایک اہم کلیو ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر!۔۔۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پبلک پارکنگ میں آ جانا۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب سے ڈائری نکالی اور اُسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ڈائری نئی تھی اور اس کے صرف چار صفحات ہی لکھے گئے تھے۔ شاید پرانی ڈائری ختم ہونے کے بعد جولی نے یہ نئی ڈائری شروع کی تھی۔ لیکن ان چار صفحات سے بھی عمران کو اچھی خاصی معلومات مل گئیں۔ ڈائری کے مطابق بگ ہیڈ کا ایجنٹ ڈکسن یہاں کا انچارج تھا اور جولی اس

کے ساتھ کمیشن پر کام کرتا تھا اور اب تک اس نے دس بارہ سپلائز مکمل کرائی تھیں۔ لیکن اس نے نہ ہی ڈکسن کے بارے میں کوئی تفصیلات لکھی تھیں اور نہ ہی سپلائی لینے والے گاہکوں کے متعلق ——— البتہ آخری صفحے پر اس نے ایک ایسی بات لکھی تھی جس نے عمران کو بری طرح چونکا دیا تھا۔ جولی نے اشاروں میں کسی بڑے کاروبار اور نسلی فسادات کے ساتھ ساتھ جولی گینگ نامی تنظیم کا ذکر کیا تھا اور عمران اس میں نسلی فسادات والی بات پر ہی چونکا تھا۔ ان الفاظ نے اسے بگ ہیڈ کے آئندہ پروگرام کے بارے میں اشارہ دے دیا تھا۔ بگ ہیڈ تنظیم پاکیشیا میں نسلی فسادات کرا کر لمبا مال سپلائی کرنا چاہتی تھی۔ اور عمران اب سوچ رہا تھا کہ اس ڈکسن کو فوری طور پر تلاش کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

اس نے ڈائری جیب میں ڈالی اور کار کو ساحل سمندر کی طرف بڑھا دیا۔

ابھی وہ ساحل سمندر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس کی گھڑی میں سے نکلنے والے ریڈ نے کلائی پر ضربیں لگانا شروع کر دیں۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ کر مخصوص انداز میں گھما کر بند کر دی۔ دوسرے لمحے گھڑی میں آٹھ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کال بلیک زیرو کی طرف سے ہے۔

"یس ——— عمران اٹنڈنگ ۔ اوور" ——— عمران نے ونڈ بٹن کو دوبارہ کھینچ کر دباتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو ۔ اوور" ——— گھڑی میں سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے طاہر! ——— اوور" ——— ؟ عمران نے اس کا نام

لیتے ہوئے کہا تاکہ بلیک زیرو کھل کر بات کر سکے۔

"عمران صاحب! ——— جولیا نے ابھی رپورٹ دی ہے کہ اس نے ایک غیر ملکی کو شہر سے واپس آ کر ایک مچھلیاں پکڑنے والی سرکاری لانچ میں بیٹھ کر اکیلے کھلے سمندر میں جاتے دیکھا ہے ——— جولیا کا خیال ہے کہ یہ غیر ملکی مشکوک نظر آ رہا تھا۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر تم نے کیا احکامات دیئے ہیں۔ اوور" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ اس کی واپسی کا انتظار کریں ——— کیونکہ جولیا نے بتایا ہے کہ وہ غیر ملکی ایک کار میں گھاٹ پر پہنچا تھا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ شہر میں رہتا ہو گا اور واپس آئے گا۔ اوور" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں وہیں گھاٹ پر ہی جا رہا ہوں ——— تم جولیا کو ٹرانسمیٹر پر کہہ دو کہ تم نے مجھے وہاں بھیجا ہے ——— باقی میں اس سے خود ہی بات کر لوں گا۔ اوور" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— کیا اس جولی سے کچھ معلوم ہوا ہے۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جولی کو میرے پہنچنے سے ہی پہلے قتل کر دیا گیا تھا ——— بہرحال میں نے اہم کلیو حاصل کر لیا ہے ——— صورت حال بے حد سیریس ہے ——— تفصیل بعد میں بتاؤں گا ——— اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور ونڈ بٹن پریس کر کے اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر کار کو تیزی سے گھاٹ کی طرف دوڑانے لگا۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران گھاٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر اسے لاک کر کے باہر آ گیا۔

اسی لمحے دوسرے چوک سے ٹائیگر کی موٹر سائیکل پارکنگ کی طرف مڑتی دکھائی دی اور عمران وہیں رک گیا۔

"وہ کارڈ مجھے دو ——— اور تم مجھ سے علیحدہ رہو ——— ضرورت پڑی تو تمہیں اشارہ کر دوں گا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے واسکٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا گھاٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک اوپن کافی شاپ کی کرسیوں پر جولیا کو بیٹھے دیکھ لیا تھا۔ باقی ممبرز وہاں موجود نہ تھے۔ وہ شائد گھومنے پھرنے گئے ہوئے تھے۔

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ ہاں کر دو ——— کم از کم اکیلی مارے مارے پھرنے سے تو بچ جاؤ گی" ——— عمران نے اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ——— میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں" ——— جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے کسی رسالے میں پڑھا تھا کہ جب کوئی رشوت خوری سے باز نہ آتے تو اس کی ڈیوٹی سمندری لہریں گننے پر لگا دی جاتی ہے ——— کیا خیال ہے کچھ ایسی ہی ڈیوٹی لگتی ہے تمہاری" ——— عمران نے کہا اور جولیا ہنس پڑی۔

"ویسے یہ بھی اچھی ڈیوٹی ہے ——— لہریں گننے میں تو رشوت نہ مل سکے گی" ——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں طویل عرصہ رہنے کے باوجود ابھی تک تم یہاں کے لوگوں کی قابلیت نہیں جان سکی ——— محترمہ! ——— جس کی ڈیوٹی لہریں گننے پر لگا دی گئی تھی اس نے بھی رشوت کا طریقہ ڈھونڈ لیا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس ——— لہریں گننے میں رشوت کہاں سے آ گئی ——— کسی کا دماغ خراب ہے کہ اسے لہریں گننے کے دوران رشوت دے" ——— جولیا نے منہ بناتے ہوئے ایسے کہا جیسے عمران نے کوئی ناممکن بات کہہ دی ہو۔ اور عمران کو جولیا کے اس طرح منہ بنانے پر بے اختیار ہنسی آ گئی۔

"تو تم سمجھ رہی ہو کہ اسے رشوت کوئی نہیں دے سکتا ——— یہ بات نہیں ——— اس نے سارے مچھیروں کو مچھلیاں پکڑنے کے لئے کشتیاں لے جانے سے روک دیا کہ ان کی کشتیاں چلنے کی وجہ سے لہروں میں گڑبڑ ہو جاتی ہے اور سرکاری فرائض میں مداخلت ہوتی ہے ——— چنانچہ مجبوراً مچھیروں کو اسے رشوت دینی پڑی تاکہ وہ ان کی کشتیاں چلنے کی وجہ سے لہروں میں پیدا ہونے والی گڑبڑ سے اعلیٰ حکام کو خبردار نہ کرے" ——— عمران نے کہا اور جولیا پہلے تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی پھر بے اختیار ہنس پڑی۔

"کمال ہے ——— واقعی کمال ہے ——— میرے تو ذہن میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ اس انداز میں بھی رشوت کھائی جا سکتی ہے" ——— جولیا نے حیرت بھرے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب تک کتنی رقم اکٹھی کی ہے ——— باس نے بتایا ہے کہ ایک لاپچ تو ہو گئی ہے ——— اور اب میرے پہنچنے تک کتنی اور ہو گئی ہیں!" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا ہنس پڑی۔

"تمہاری یہ خوبصورت باتیں تو ہمارے لئے عذاب بنی ہوئی ہیں۔ تم جتنی خوبصورت باتیں کرتے ہو ——— کاش! اتنا خوبصورت تمہارا دل بھی ہوتا ——— بہرحال وہ لاپچ ابھی تک واپس نہیں آئی" ——— جولیا نے حسرت بھرے انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار سر کھجانے میں مصروف ہو گیا۔

"مس جولیا! ——— آج میں تمہیں انتہائی سنجیدگی سے ایک بات کر رہا ہوں" ——— اچانک عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا اس کے انداز اور لہجے پر بے اختیار چونک پڑی۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ عمران اس کے جذبوں کو ہمیشہ کے لئے کچل دینا چاہتا ہے۔

"کیا" ——— ؟ جولیا نے بے اختیار ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"شرط یہ ہے کہ تم اسے سنجیدگی کے ساتھ لو گی ——— دراصل بعض باتیں واقعی ایسی ہوتی ہیں کہ جب تک انہیں سنجیدگی سے نہ لیا جائے بات نہیں بنتی ——— اور جو بات میں کرنے والا ہوں اگر تم نے اسے سنجیدگی سے لیا تو باقی زندگی بڑی سکھی گذار سکو گی" ——— عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بتانے کی ضرورت نہیں ہے ——— میں سمجھ گئی ہوں۔ تم اب مجھے ایکسٹو کی طرح لیکچر پلانا چاہتے ہو گے کہ جذباتیت اچھی نہیں ہوتی۔ وغیرہ وغیرہ ——— ٹھیک ہے میں سمجھ گئی ہوں" ——— جولیا نے اس بری طرح

دانتوں سے ہونٹ کاٹے کہ اس کے ہونٹ سے خون رسنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار نمی تیرنے لگی تھی۔

"یہ بات نہیں ——— میں دراصل آج وہ کچھ کہہ دینا چاہتا ہوں جو شائد پہلے میں نے کبھی نہیں کہا ——— اور جو ایسا راز ہے کہ ہمیشہ میرے سینے میں مدفن رہا ہے ——— عمران نے اسی طرح مرجانے کی حد تک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور جولیا اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"میں تمہیں آج بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم جس دل کو بدصورت کہہ رہی ہو ——— وہ دراصل ہے ہی نہیں ——— وہ تو میں نے کسی کو دے دیا ہے"۔ عمران نے بڑے پُراسرار لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر یکلخت مسرتوں کے گلاب کھل اٹھے۔ وہ عمران کی بات سمجھ گئی تھی۔

"کس کو دے دیا ہے" ——— ؟ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ نسوانی فطرت کے عین مطابق وہ اپنا نام عمران کی زبان سے سننا چاہتی تھی۔

"پتہ نہیں وہ کون ہے ——— بس میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ کسی بیچارے کو دل کے عطیئے کی ضرورت ہے ——— میں نے سوچا کہ یہ بدصورت تو ہے ہی ——— بلکہ بقول تمہارے پتھر کا بھی ہے ——— بس میں اٹھ کر گیا اور دے دیا ——— اور سناؤں! ——— نیکی کا نتیجہ یہ ہے کہ اب وہ مجھ سے گردہ ——— پھیپھڑہ ——— آنکھیں ——— ناک ——— کان ——— بھی مانگ رہے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا یکلخت غصے سے لال پیلی ہوتی ہوئی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران اسے تنگ کر رہا ہے۔ اور اس بات کا احساس ہوتے ہی اس کے ذہن میں غصے کے شعلے بھڑک اٹھے۔

"ارے ارے کیا ہوا ـــــ ارے تم نہ پہنچ جانا انہیں یہ سب کچھ دینے ـــــ ورنہ تنویر بے چارہ بغیر ناک، کان، آنکھیں، گردے، کلیجی، دل، پھیپھڑے ـــــ" عمران نے بوکھلائے ہوتے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"شٹ اپ! ـــ خبردار جو آئندہ مجھ سے بات کی ـــ میں تم جیسے سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتی ـــ نان سنس ـــ ایڈیٹ" ـــــ جولیا یکلخت پھٹ پڑی اور تیزی سے مڑ کر گھاٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے ارے ـــ وہ بل تو دے دو ـــ بے شک دل نہ دینا۔ مگر بغیر بل کے تو ویٹر نے گریبان پکڑ لینا ہے" ـــــ عمران نے اٹھ کر اس کے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔ لیکن جولیا نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ مسلسل ہونٹ کاٹتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

"مس جولیا! ـــ وہ ڈیوٹی ـــ رشوت ـــ وہ ـــ" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کہتی ہوں دفع ہو جاؤ ـــ میں تم سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی اور سنو! ـــ میں آج ہی استعفیٰ دے کر واپس سوئٹزرلینڈ جا رہی ہوں ـــ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے" ـــــ جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"سوئٹزرلینڈ! ـــ واہ واہ! ـــ بڑا خوبصورت ملک ہے ـــ بس ٹھیک ہے ـــ ہنی مون کے لئے آئیڈیل جگہ ہے ـــ لیکن وہ تمہارا باس خرچے کے پیسے دے دیگا ـــ سنا ہے بڑا کنجوس ہے" عمران نے خوش ہونے والے انداز میں کہا۔

"اوہ! ـــ تم میرا پیچھا نہ چھوڑو گے ـــــ" جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم ـــ مم ـــ مگر وہ میرا دل تو واپس کر دو ـــ کسی اور کے کام آ جائے گا" ـــــ عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا یکلخت ہنس پڑی۔

"تم پکے سور ہو ـــ اول نمبر کے ڈھیٹ" ـــ جولیا کے چہرے پر عمران کے فقرے نے ایک بار پھر شفق کے رنگ بکھیر دیئے تھے۔

"اچھا مس کچی ـــ اور نمبر دو ـــ ارے ارے سوری ـــ دو نمبر مال تو جعلی ہوتا ہے ـــ بہر حال وہ لانچ کا نمبر تو کم از کم بتا دو" ـــــ عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"نمبر ـــ اوہ! ـــ میں نے نمبر دیکھا تو تھا۔ لیکن مجھے یاد نہیں رہا۔" جولیا نے یکلخت ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہتے ہیں کہ ڈیوٹی کے دوران جذباتیت اچھی نہیں ہوتی ـــ میں نمبر بتاتا ہوں۔ شائد تمہیں یاد آ جائے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تت ـــ تمہیں نمبر کیسے معلوم ہوا" ـــــ؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"میں صرف لہریں نہیں گنتا ـــ ڈیوٹی بھی دیتا ہوں" ـــ عمران نے کہا اور اس نے کارڈ کے پیچھے لکھا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"اوہ! ـــ بالکل بالکل ـــ یہی نمبر تھا ـــ اب مجھے یاد آ گیا ـــ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا" ـــــ؟ جولیا اب واقعی حیران ہو رہی تھی۔

"یہ سارا جھگڑا دل کا ہے ـــ جب دل نہ ہو تو پھر یہ ساری باتیں

خود بخود معلوم ہو جاتی ہیں ـــ باقی ساتھی کہاں ہیں" ـــ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"باقی ساتھی ـــ انہیں تو میں نے واپس بھیج دیا ہے ـــ مجھے صرف اس لانچ والے کا تعاقب کرنا تھا ـــ اس لئے میں نے سوچا کہ یہ کام میں اکیلی بھی کر سکتی ہوں ـــ وہ سب خواہ مخواہ بور ہو رہے تھے" جولیا نے جواب دیا۔

"او۔کے ـــ پھر آؤ ـــ اب تک لانچ واپس نہیں آئی تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں دُور گیا ہے ـــ اور شاید اس کی واپسی جلد نہ ہو" ـــ عمران نے کہا اور تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

گھاٹ کے قریب ہی اس مچھلیاں پکڑنے والے سرکاری ادارے کا دفتر تھا جس کی لانچ پر بیٹھ کر وہ غیر ملکی گیا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا سیدھا مینجر کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ کمرے سے باہر کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

"جی فرمائیے" ـــ لڑکی نے عمران اور جولیا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی بڑی مچھلی بھی پھنسی ـــ یا ابھی چھوٹی چھوٹی پر گذارہ ہو رہا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی! ـــ کیا مطلب!" ـــ لڑکی نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب مینجر سے پوچھ لینا" ـــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچانک دروازہ کھولا اور کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔

"ارے ارے ـــ رُک جائیے" ـــ لڑکی نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ وہ بوکھلاہٹ میں اُٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"اطمینان سے بیٹھو بی ـــ ہم سرکاری آدمی ہیں" ـــ جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے انداز میں کہا اور خود بھی عمران کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئی۔

کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے اَدھیڑ عمر مینجر نے چونک کر عمران اور جولیا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں حیرت زدہ ہو گئی تھیں۔

"آپ ـــ" مینجر نے شاید یہ کہنا چاہا تھا کہ آپ بغیر اجازت اندر کیسے آ گئے۔

"میرا نام آپ نہیں ـــ انسپکٹر طارق ہے ـــ سنٹرل انٹیلی جنس ـــ اور یہ لیڈی انسپکٹر لیس ہیں" ـــ عمران نے بڑے اطمینان سے میز کے سامنے پڑی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ بی ـــ اچھا اچھا ـــ فرمائیے" ـــ مینجر سنٹرل انٹیلی جنس کا نام سُن کر مزید بوکھلا گیا تھا۔

"یہ آپ کے پاس سرکاری لانچوں کے سمندر میں آنے جانے کا ریکارڈ ہوتا ہے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ـــ بالکل ہوتا ہے" ـــ مینجر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اس نمبر کی لانچ کا ریکارڈ منگوائیے" ـــ عمران نے کارڈ کے پیچھے لکھا ہوا نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن بات کیا ہے ـــ آپ کیوں یہ ریکارڈ چیک کرنا چاہتے ہیں۔"

منیجر نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آپ سنٹرل انٹیلی جنس سے تعاون کرنے پر تیار نہیں۔ ٹھیک ہے ــــ آپ ہمارے ہیڈ کوارٹر چلیں ــــ ہم ریکارڈ وہیں منگوا لیں گے ــــ چلیں اُٹھیں ــــ اور اگر آپ نے پس و پیش کی تو میں ہتھکڑی لگا کر بھی لے جا سکتا ہوں ــــ میرے پاس اجازت نامہ بھی ہے ــــ دکھاؤں" ــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جیب میں اس طرح ہاتھ ڈالنے لگا جیسے اجازت نامہ نکالنا چاہتا ہو۔

"ج ــ جی ! ــ میں نے کب انکار کیا ہے جناب ! ــــ میں تو ہر طرح سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں ــــ جناب ! میں تو سرکاری ملازم ہوں ــــ میں کیسے تعاون سے انکار کر سکتا ہوں" ــــ منیجر کی حالت واقعی خراب ہو گئی تھی۔

"تو پھر جلدی ریکارڈ منگوا لیجئے ــــ ہمارے پاس مطلب بتانے کا وقت نہیں ہوتا ــــ اور سنیئے ! ــــ اِٹ اِز ٹاپ سیکرٹ ــــ اس لئے آپ خیال رکھیں" ــــ عمران نے کہا اور منیجر نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں سر ہلاتے ہوئے جلدی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"ہاشم ! ــــ سرکاری چالو لانچوں کا ریکارڈ لے آؤ ــــ جلدی" ــــ منیجر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور کلائی سے پیشانی پر آنے والا پسینہ پونچھنے لگا۔

"آپ کیا پئیں گے ــــ ٹھنڈا یا گرم" ــــ منیجر نے ایسے پوچھا جیسے اسے اچانک اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

"سوری ! ــــ ہم ڈیوٹی پر ہیں" ــــ عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور منیجر شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ایک بڑا سا رجسٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ یہاں رکھ دو ــــ اور تم جاؤ" ــــ منیجر نے آنے والے نوجوان سے کہا اور اس نوجوان نے رجسٹر منیجر کے سامنے رکھا اور پھر جولیا اور عمران کو دیکھتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"کیا نمبر بتایا ہے جناب آپ نے" ــــ منیجر نے رجسٹر کھولتے ہوئے معذرت بھرے انداز میں عمران سے پوچھا اور عمران نے نمبر دوہرا دیا۔

منیجر نے سر ہلاتے ہوئے رجسٹر کے ورق پلٹنے شروع کر دیئے اور پھر ایک صفحہ پر وہ رک گیا۔

"یہ لانچ تو پچھلے دو ماہ سے خراب ہے اور ورکشاپ میں ہے ــــ یہ دیکھ لیجئے" ــــ منیجر نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور رجسٹر اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

عمران نے غور سے رجسٹر کو دیکھا اور پھر سر ہلا دیا۔ واقعی اس نمبر کی لانچ رجسٹر کے اندراجات کے مطابق خراب ہو کر ورکشاپ گئی ہوئی تھی۔

"اچھا یہ بتائیں کہ کھلے سمندر میں جاتے وقت لانچ کو کس جگہ چیک کیا جاتا ہے ــــ اس کا نمبر وغیرہ کس رجسٹر میں نوٹ ہوتا ہے" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ ! ــــ نہیں جناب ! ــــ سرکاری لانچوں کا تو بہر حال مسلسل آنا جانا لگا رہتا ہے ــــ اس لئے ایسا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ صرف اس رجسٹر

میں اس کی صحیح روانگی ——— اور پھر رات کو واپسی کا اندراج ہوتا ہے" ——— مینجر نے جواب دیا۔

"اگر کوئی لانچ کھلے سمندر میں گئی ہوئی ہو ——— اور میں یہ جاننا چاہوں کہ وہ کہاں گئی ہے تو اس کا کوئی طریقہ ہے" ——— عمران نے رجسٹر بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں بس ——— ہر لانچ پر وائرلیس فون موجود ہے ——— ڈرائیور سے بات کی جا سکتی ہے" ——— مینجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس لانچ کے ڈرائیور کا کیا نام ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ڈرائیور ——— لیکن یہ تو ورکشاپ میں ہے ——— اگر آپ کو یقین نہ آرہا ہو تو ورکشاپ چلے چلتے ہیں" ——— مینجر نے کہا۔

"نہیں! ——— اس کی ضرورت نہیں ہے ——— وہ واقعی ورکشاپ میں موجود ہوگی ——— تھینک یو" ——— عمران نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مینجر سے بغیر مصافحہ کئے وہ تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا نے بھی ظاہر ہے اس کی پیروی کرنی تھی۔

سرکاری دفتر سے باہر آنے کے بعد عمران گھاٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک پرائیویٹ لانچ ھائر کر چکا تھا۔ یہ ایک جدید اور نئی لانچ تھی۔

عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ سر سے بلند کر کے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لانچ کی طرف بڑھ آیا۔

"یس سر" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"آؤ ہمارے ساتھ" ——— عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا لانچ پر سوار ہو گیا۔

"چلو اسے ڈرائیو کرو ——— اور کھلے سمندر میں لے چلو" ——— عمران نے کہا اور ٹائیگر سٹیئرنگ کی طرف بڑھ گیا۔

"اب تم اس لانچ کو تلاش کرنا چاہتے ہو" ——— ؟ جولیا نے کہا۔

"ہاں! ——— تمہارا اندازہ درست ہے ——— یہ لانچ اور غیر ملکی دونوں ہی مجرم ہیں ——— ویسے انہوں نے اچھا طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو سرکاری لانچ ورکشاپ میں گئی اس کا نمبر اپنی لانچ پر لکھوا دیا ——— اس طرح بغیر کسی پوچھ گچھ کے سمندر میں آنا جانا ہوتا رہا ——— سرکاری لانچ ہونے کی وجہ سے کوسٹ گارڈز بھی اسے چیک نہ کر سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

"لیکن یہ کیس کیا ہے ——— مجھے تو بالکل ہی خبر نہیں" ——— جولیا نے کہا۔

"آدمی جتنا بے خبر رہے ——— اتنا ہی اچھا رہتا ہے ——— خبرداری اس کے اعصابی نظام پر دباؤ ڈالتی ہے ——— اور اعصابی نظام پر دباؤ سے بلڈ پریشر ہو جاتا ہے ——— اور بلڈ پریشر ہو جائے تو ———" عمران کی زبان حسب عادت چل پڑی۔

"بس بس ——— تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے" ——— جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ——— کس طرف جانا ہے" ——— ؟ اسی لمحے ٹائیگر نے پوچھا۔

کسی طرف بھی نکل چلو ——— لیکن ہم نے لمبا راؤنڈ لینا ہے" ———
عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے لانچ کی رفتار تیز کر دی۔ عمران کی نظریں ادھر اُدھر آتی جاتی لانچوں پر جمی ہوئی تھیں۔ خاص طور پر وہ سرکاری لانچوں کو چیک کر رہا تھا۔ لیکن اس نمبر کی لانچ اُسے کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔

"ٹائیگر! ——— اب کوئی سرکاری لانچ نظر آئے تو اُسے رُکنے کا اشارہ کرنا" ——— عمران نے اچانک کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے ایک سرکاری لانچ کو روک لیا اور اپنی لانچ اس کے قریب لے گیا۔ لانچ پر اس وقت ڈرائیور اکیلا تھا۔

"جناب! ——— ہمیں ایک لانچ کی تلاش ہے ——— اس کے ڈرائیور کو ہم نے ایک اہم پیغام دینا ہے۔ لیکن اس کا وائرلیس فون خراب ہے" ——— عمران نے اٹھ کر سرکاری لانچ میں جاتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے نمبر بھی دوہرا دیا۔

"فون خراب ہے تو چارڈن کو اس کی اطلاع کرنی چاہیئے تھی ——— یہ تو بڑا خطرناک ہے ——— ویسے میں نے اُسے کافی دیر پہلے جزیرہ سپارٹو کی سمت جاتے دیکھا تھا" ——— ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جزیرہ سپارٹو ——— وہ کہاں ہے" ——— ؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ اُسے اس نام کے کسی جزیرے کا علم نہ تھا۔

"وہ شمال مشرق میں بین الاقوامی سرحد کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے ——— بے آباد ہے ——— ہم ادھر جائیں تو اکثر ریسٹ کرنے کے لئے وہاں رُک جاتے ہیں" ——— ڈرائیور نے کہا۔

"اوہ اچھا ——— ٹھیک ہے ——— آپ کا مطلب جزیرہ ساٹو سے ہے"۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ اسے ساٹو کہہ لیجئے ——— ہم تو سب اسے سپارٹو کہتے ہیں" ——— ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا واپس اپنی لانچ میں آ گیا۔ سرکاری لانچ آگے بڑھ گئی۔

"جزیرہ ساٹو کی طرف چلو" ——— عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے نہ صرف لانچ آگے بڑھائی بلکہ اس کی سمت بھی تبدیل کر دی۔ اور پھر آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد انہیں کھلے سمندر میں موجود وہ چھوٹا سا جزیرہ نظر آنے لگا۔

"عمران صاحب! ——— اس جزیرے کے گرد تو گوشت خور مچھلیوں کی کثرت ہے" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"سارے ملک کا یہی حال ہے برادر ——— ایک اسی جزیرے پر کیا منحصر ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جولیا سر ہلا کر ہنس پڑی۔ ٹائیگر نے بھی اسی طرح سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی بات کی تائید کر رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد ان کی لانچ جزیرے کے قریب پہنچ گئی۔ لیکن وہ لانچ وہاں موجود نہ تھی۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے جزیرے کے چاروں طرف چکر لگایا لیکن ان کی مطلوبہ لانچ کا وہاں نام و نشان ہی نہ تھا۔

"ادھر تو نہیں ہے ——— اب اُسے کہاں ڈھونڈا جائے ——— یہاں کھلے سمندر میں تو بے شمار چھوٹے چھوٹے جزیرے جگہ جگہ بکھرے ہوئے ہیں" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔

"اوہ ٹائیگر! ——— لانچ کنارے کے ساتھ روکو ——— ہمیں اوپر جانا ہے"

ہے" ــــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں جزیرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا" ــــــ؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی ہوا کہاں ہے ــــــ بیچاری رُوح انتظار میں بیٹھی ہوگی کہ شادی ہو تو وہ بھی آئے" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ ورنہ جولیا کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے چہرے پر پڑتا۔

"بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے" ــــــ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ تو زندگی کا اہم فلسفہ ہے ــــــ تم اسے بکواس کہہ رہی ہو" ــــــ عمران نے تیز لہجے میں منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ چھلانگ لگا کر چٹان پر چڑھ گیا۔ کیونکہ ٹائیگر اس دوران لانچ جزیرے کے قریب لے جا چکا تھا۔

"ایک منٹ مس جولیا! ــــــ میں لانچ باندھ لوں" ــــــ ٹائیگر نے جولیا کو کنارے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا اور جولیا رک گئی۔ ٹائیگر نے لانچ جب فکس کر لی تو جولیا جزیرے پر آ گئی۔

عمران چٹانیں پھلانگتا ہوا اوپر پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر اور جولیا بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔

"یہ تو بالکل بے آباد جزیرہ ہے" ــــــ جولیا نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ عمران کو ایک درخت کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے دیکھ کر چونک پڑی۔ عمران کی نظریں گھنے درخت پر جمی ہوئی تھیں۔

"اوہ عمران صاحب! ــــــ یہ لائٹ ہے" ــــــ ٹائیگر نے بھی یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔ اور اب جولیا کو بھی وہ لائٹ نظر آ گئی تھی جسے

درخت کی گھنی شاخوں میں اس طرح چھپایا گیا تھا کہ غور سے دیکھے بغیر نظر نہ آ سکتی تھی۔

"تم اس لائٹ کو دیکھ کر چونکے تھے" ــــــ؟ جولیا نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"ہاں! ــــــ اس کے شیشے کا عکس میری آنکھوں پر پڑا تھا ــــــ ورنہ شاید مجھے یہ نظر نہ آتی ــــــ لائٹ خاصی جدید اور نئی ہے" ــــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اس کی تار بھی تو ہو گی" ــــــ جولیا نے کہا۔

"نہیں ــــــ یہ بیٹری سے چلنے والی ہے ــــــ بہرحال اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم صحیح جگہ آئے ہیں ــــــ لیکن وہ لانچ کیا واپس چلی گئی ہے" ــــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ ریوالور البتہ اب اس کے ہاتھوں میں نظر آنے لگا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر جولیا اور ٹائیگر نے بھی اپنے ریوالور نکال لیے۔

جزیرہ بالکل خالی تھا۔ وہاں نہ ہی کوئی انسان تھا اور نہ درندہ۔ جزیرے پر زیادہ درخت بھی نہ تھے۔ البتہ قد آدم جھاڑیاں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں کچھ دور آگے جانے کے بعد انہیں ایک پرانا اور خستہ حال کیبن نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گئے۔ عمران کی تیز نظریں اردگرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

کیبن کے قریب پہنچ کر عمران یکلخت رک گیا۔ اس کی نظریں زمین کے ایک حصے پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا بات ہے ـــــ اب کیا نظر آ گیا ہے" ـــــ جولیا نے جھلاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"خزانہ ـــــ جب سے دل دیا ہے نظروں میں طاقت آ گئی ہے۔ اب زیرِ زمین خزانے نظر آنے لگے ہیں" ـــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور ٹائیگر زیرِ لب مسکرا دیا۔

عمران زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اور پھر اس طرح زمین کو دیکھنے لگا جیسے ماہر طبقات الارض کسی قدیم چٹان کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھا اور اس نے کیبن کی دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا۔ دوسرے لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور ٹائیگر اور جولیا دونوں حیرت سے اچھل پڑے۔ کیونکہ کیبن کے سامنے زمین کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی جا رہی تھی اور اندر جاتا ہوا راستہ صاف نظر آ رہا تھا۔

"کمال ہے ـــــ تمہاری نظریں تو واقعی بہت کچھ دیکھ لیتی ہیں" ـــــ جولیا نے انتہائی حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عشقِ صادق ہونا چاہئے ـــــ سب کچھ دکھائی دینے لگ جاتا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے نیچے جاتے ہوئے راستے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے نیچے اترنے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی سی غار کے اندر پہنچ گئے۔ یہ قدرتی غار تھی اس کا راستہ صرف جدید انداز میں خفیہ تعمیر کیا گیا تھا۔

غار کے اندر پہنچتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لی جب کہ جولیا اور ٹائیگر دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ غار کے اندر ہر طرف ایسے صندوق موجود تھے جن میں مخصوص قسم کا اسلحہ پیک کیا جاتا ہے

ایک طرف میز اور کرسیاں بھی پڑی ہوئی تھیں۔

عمران تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا اور پھر الماری کھول کر اس نے اس میں موجود چیزوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس نے الماری میں رکھی ہوئی ایک فائل اٹھا لی۔

"اوہ ـــــ تو یہاں پہنچ گئی ہے یہ فائل" ـــــ عمران نے کہا۔

"فائل ـــــ کیسی فائل" ـــــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"بیچارے تاج دین کی فائل ـــــ جس کی خاطر وہ ساری رات تھانے کی حوالات میں تشریف فرما رہا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔ اور پھر اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ اس پر ایک قدیم اور متروک لائٹ ہاؤس کی تفصیلات درج تھیں اور اس صفحے پر سرخ رنگ کا ـــــ "او۔ کے" ـــــ کا نشان لگا ہوا تھا۔

"ہوں ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اب بات سمجھ میں آ گئی" ـــــ عمران نے کہا اور فائل بند کر کے اسے موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

"یہ سب کیا چکر ہے ـــــ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ" ـــــ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"نہ ہی پوچھو تو اچھا ہے ـــــ اگر حوالات میں تشریف فرمائی نہ ہوتی تو پھر تھانے میں جا کر دوڑ لگانی پڑے گی" ـــــ عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ جولیا کوئی بات کہتی، اچانک غار میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور دوسرے لمحے فرش کا وہ حصہ جہاں وہ تینوں کھڑے تھے ان کے قدموں تلے سے یکلخت غائب ہو گیا۔ اور

تینوں بے اختیار چیختے ہوئے گہرائی میں گرتے گئے۔ گہرائی اتنی زیادہ تھی کہ انہیں ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے انہیں قطب مینار سے نیچے زمین پر پھینک دیا ہو۔ ان کے ذہن ان کا ساتھ چھوڑنے لگے ہی تھے کہ اچانک وہ زوردار دھماکے سے کسی دلدل نما زمین میں دھنستے چلے گئے۔ بلندی سے گرنے کی وجہ سے وہ کمر تک دلدل میں دھنس گئے۔ اور ابھی اس طرح گرنے سے ان کے حواس درست نہ ہوئے تھے کہ یکلخت انہیں احساس ہوا کہ دلدل نے انہیں اور زیادہ نیچے کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ جولیا اور ٹائیگر نے بے اختیار چیختے ہوئے باہر نکلنے کی لاشعوری کوشش شروع کر دی۔

"خبردار! —— باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا —— ورنہ زیادہ جلدی ڈوب جاؤ گے —— بے حس و حرکت کھڑے رہو" —— عمران نے چیخ کر کہا اور جولیا اور ٹائیگر نے عمران کی بات سن کر جدوجہد ترک کر دی۔

ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور فضا میں عجیب ناگوار سی تیز بو پھیلی ہوئی تھی ایسی بو جیسے وہاں سینکڑوں جانوروں کی لاشیں گل سڑ رہی ہوں۔ اور تیز بو کی وجہ سے ان کے دماغ تیزی سے بوجھل ہوتے جا رہے تھے اور وہ بے حس و حرکت سینے تک دلدل میں دھنسے بے بس ہوئے کھڑے تھے۔ لیکن بے حس و حرکت ہو جانے کی وجہ سے ان کے جسموں کے دھنسنے کی رفتار خاصی کم ہو گئی تھی۔ لیکن انہیں مسلسل یہ احساس ہو رہا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ دلدل میں دھنستے جا رہے ہیں۔

"اب کیا کروں عمران —— ؟" جولیا نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"بس ہاں کر دو —— باقی کام میرے ذمے" —— قریب سے عمران کی

[...]گی سے بھرپور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس حالت میں ہونے کے [...]ود ٹائیگر کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

"تم اس حالت میں بھی بکواس سے باز نہیں آ رہے" —— جولیا [...]ے ہذیانی انداز میں کہا۔

"مجھے وہ شعر یاد آ رہا ہے —— شعر تو نہیں، البتہ مصرعہ ہے —— [...]لمحہ وقت کی تہہ میں اتر جائیں گے ہم" —— واہ! —— عمران [...]ے کہا۔

اب چونکہ ان کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو گئی تھیں اس لئے [...]ہ ایک دوسرے کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ یہ ایک بڑا سا کنواں تھا [...]س کی دیواریں بالکل سپاٹ اور سیدھی تھیں اوپر گہرا اندھیرا تھا۔

عمران کی تیز نظریں دیواروں میں کسی رخنے کو تلاش کر رہی تھیں [...]اس رخنے میں ہاتھ ڈال کر وہ اپنے جسم کو اس خوفناک دلدل سے [...]باہر کھینچ سکے۔ لیکن دیواریں اس قدر سپاٹ تھیں کہ رخنہ تو ایک طرف [...]ہاتھ بھی نہ جم سکتا تھا۔

"مم —— مم —— میرے دماغ کو کیا ہو رہا ہے —— مجھے نیند [...]آ رہی ہے" —— اچانک جولیا کی ڈوبتی ہوئی مخمور آواز سنائی دی [...]اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ٹائیگر کو دیکھا کہ جولیا اور ٹائیگر [...]کا دلدل سے باہر نکلا ہوا جسم اب جھولنے لگا تھا۔ جولیا مسلسل بڑبڑا رہی [...]تھی لیکن ٹائیگر خاموش تھا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے اپنے [...]ذہن پر دلدل کے کنوئیں میں پھیلی ہوئی زہریلی گیس دباؤ ڈال رہی تھی [...]لیکن وہ اپنی بے پناہ قوتِ ارادی کی بنا پر ابھی تک اپنے آپ کو سنبھالے

آرہا تھا۔ لیکن جولیا اور ٹائیگر کی حالت خراب تھی۔ اور پھر اچانک جولیا کی گردن ڈھلک گئی اور اس کے چند لمحوں بعد یہی حشر ٹائیگر کا بھی ہوا۔

عمران آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگا۔ اس وقت وہ ایسی سچویشن میں پھنس گیا تھا کہ اس کے ساتھی اس کے سامنے موت کے بھیانک پنجوں میں گھسے جا رہے تھے لیکن وہ انہیں بچا نہ سکتا تھا۔ اس قدر بے بسی شاید اس نے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ اب اس کا اپنا ذہن بھی ماؤف ہونے لگا تھا۔ زہریلی گیس کا دباؤ اب اپنا اثر دکھا رہا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے مسلسل اس دباؤ سے جنگ کر رہا تھا۔ لیکن کب تک۔ اچانک اس کے ذہن پر بھی گہری تاریکی کی چادر سی پھیلتی چلی گئی یہ تاریکی شاید اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا مقدر بن چکی تھی۔

جیگر لانچ چلاتا ہوا تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ ...کسن سیٹ پر بیٹھا ہوا ایک کاغذ پر پنسل سے کچھ لکھ رہا تھا کہ اچانک ...گر چیخ پڑا۔

"باس! — باس! — لانچ" — جیگر کی تیز آواز سنتے ہی ڈکسن ...ری طرح چونک پڑا۔

"لانچ — کیسی لانچ" — ڈکسن نے انتہائی کرخت لہجے میں ...ونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"باس! — جزیرے کے قریب ایک پرائیویٹ لانچ لنگر انداز ...ہے — وہ دیکھئے" — جیگر نے کہا اور ڈکسن ایک جھٹکے سے اُٹھ ...ھڑا ہوا۔

"اوہ ہاں! — لیکن پرائیویٹ لانچ اتنی دُور کیسے آگئی" — ؟ ...ڈکسن نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے باس! ۔۔۔ کچھ لوگ جزیرے پر پکنک منانے آئے ہوں"
جیگر نے کہا۔

"اتنی دُور ۔۔۔ نہیں ایسا ناممکن ہے ۔۔۔ بہرحال احتیاط سے آگے
چلو" ۔۔۔ ڈکسن نے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ تہہ کر کے
واپس جیب میں ڈال لیا اور اس کی جگہ اب اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر
آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ان کی لانچ پہلے سے کھڑی ہوئی لانچ کے قریب پہنچ
کر رُک گئی۔

"نیچے سے مشین گن لے آؤ" ۔۔۔ ڈکسن اب غور سے جزیرے کو
دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید کھچاؤ کے آثار نمایاں تھے۔ وہ پچھلے
دو سالوں سے اس جزیرے پر موجود تھا اور آج تک کوئی آدمی ادھر نہ
آیا تھا لیکن آج اس لانچ کی موجودگی نے اُسے ذہنی طور پر زبردست
شاک پہنچایا تھا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں ۔۔۔ کیا یہ جیگر کے تعاقب میں آئے ہیں"
ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ لیجئے باس" ۔۔۔ جیگر نے ایک مشین گن ڈکسن کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

ڈکسن نے ریوالور واپس جیب میں رکھا اور مشین گن جیگر کے ہاتھ
سے لے لی۔

"میں اوپر جاتا ہوں ۔۔۔ تم اس لانچ کو اپنی لانچ کے ساتھ باندھ کر
دوسری طرف لے جاؤ اور پھر وہاں سے اوپر آؤ ۔۔۔ لیکن انتہائی احتیاط

سے" ۔۔۔ ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا اور خود اچھل کر وہ لانچ سے اُترا
اور تیزی سے چٹانیں پھلانگتا ہوا اوپر جزیرے پر چڑھتا گیا۔

جزیرے پر پہنچ کر وہ ایک چٹان کی اوٹ میں رُک گیا اور پھر احتیاط
سے ارد گرد کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔
وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ ڈکسن چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر
جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا اس طرح آگے بڑھنے لگا جیسے کوئی شکاری شکار
کے تعاقب میں آگے بڑھ رہا ہو۔ لیکن کیبن تک پہنچنے کے باوجود اُسے
کہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ وہ غور سے کیبن کو دیکھنے لگا۔

اسی لمحے اُسے اپنے دائیں ہاتھ پر ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی
دی تو اس نے بُری طرح چونک کر مشین گن سیدھی کر لی۔ لیکن دوسرے
لمحے اس کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ جھاڑی کے
پیچھے سے جیگر نکل کر آ رہا تھا۔

"باس! ۔۔۔ ادھر تو کوئی آدمی نہیں ہے" ۔۔۔ جیگر نے قریب آ کر
سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"ادھر بھی کوئی نہیں ہے ۔۔۔ لیکن لانچ کی موجودگی بتا رہی ہے کہ
یہاں کوئی نہ کوئی آیا ضرور ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
کہا اور پھر جھاڑی کے پیچھے سے نکل کر وہ جیسے ہی کیبن کی طرف بڑھا
یکلخت ٹھٹھک کر رُک گیا۔

"اوہ! ۔۔۔ اندر تہہ خانے میں کوئی موجود ہے ۔۔۔ بٹن دبا ہوا ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ راستہ باہر سے کھولا گیا ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے
حیرت بھرے انداز میں کہا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا وہ کیبن کے اندر

داخل ہو گیا۔ اس نے کیبن کے ایک کونے میں پڑے ہوئے گھاس پھوس کے ڈھیر کو پاگلوں کے سے انداز میں ہٹانا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد گھاس پھوس ہٹا کر وہ زمین پر جھکا اور اس نے ایک جگہ پر ہاتھ سے مخصوص انداز میں دباؤ ڈالا تو زمین کا ایک چھوٹا سا حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور اس کی جگہ ہلکی سی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ایک مشین سی باہر نکل آئی۔ اس مشین کے درمیانی حصے پر ایک سکرین موجود تھی۔

ڈکسن نے جلدی سے مشین کے مختلف بٹن دبائے تو مشین میں ہلکی ہلکی گونج سی پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ دوسرے لمحے مشین پر اندرونی تہہ خانے کا منظر ابھر آیا اور ڈکسن اور جیگر دونوں بری طرح اچھل پڑے۔ کیونکہ سکرین پر دو مرد اور ایک عورت کھڑے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں مرد مقامی تھے جب کہ عورت غیر ملکی تھی۔

ایک مرد الماری کھولے اس فائل کو دیکھ رہا تھا جو لائٹ ہاؤسز کے بارے میں تھی۔

"باس! — انہیں دلدل میں گرا دیں — یہ عین اسی جگہ کھڑے ہیں" — جیگر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! — واقعی" — ڈکسن نے چونک کر جواب دیا اور پھر اس نے جلدی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور مشین کے ساتھ لگا ہوا سرخ رنگ کا ہینڈل ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر تہہ خانے کے فرش کی وہ جگہ جہاں وہ تینوں موجود تھے تیزی

سے ہٹی اور وہ تینوں نیچے گہرائی میں گرتے دکھائی دیئے۔ پلک جھپکتے میں وہ تینوں غائب ہو چکے تھے۔ اور فرش کا وہ حصہ بھی واپس آ گیا تھا مشین کے ساتھ لگا ہوا ہینڈل کھٹاک کی آواز سے واپس اپنی جگہ پہنچ گیا تھا۔

"یہ تو گئے — لیکن یہ ہیں کون" — ڈکسن نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد مشین واپس زمین میں غائب ہو چکی تھی۔

"اس پر گھاس پھوس ڈالو — میں اندر جا رہا ہوں" — ڈکسن نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے مخصوص بٹن کو دوبارہ پریس کیا تو زمین کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا گیا۔ اور ڈکسن دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ تہہ خانہ خالی پڑا ہوا تھا۔

ڈکسن سب سے پہلے اس الماری کی طرف بڑھا جس کے پٹ کھلے ہوئے تھے۔ اس نے الماری میں موجود مختلف چیزوں کا جائزہ لیا لیکن ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی۔ کسی چیز کو نہ چھیڑا گیا تھا۔ صرف وہ فائل غائب تھی اور ڈکسن نے فائل اس آدمی کو خود کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے دیکھا تھا۔

ڈکسن کو اصل خطرہ ایک دوسری فائل سے تھا۔ اس فائل میں بگ ہیڈ کے متعلق ایسے اشارات موجود تھے جو اگر کسی کی نظروں میں آ جاتے تو بگ ہیڈ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا تھا لیکن وہ فائل محفوظ تھی۔ جیگر بھی اس دوران اندر پہنچ چکا تھا۔

"یہ لوگ میرے خیال میں تمہارے پیچھے آئے ہیں" ——— ڈکسن نے غراتے ہوئے جیگر سے کہا۔

"اوہ نہیں باس! ——— ایسا ناممکن ہے ——— میں نے ہر لحاظ سے خیال رکھا تھا ——— جولی کو میں نے اوپر والی راہداری کے ایک روشندان سے گولی ماری تھی ——— اور اس کے بعد میں پچھلی گلی سے اتر کر بڑی سڑک پر پہنچ گیا تھا ——— وہاں سے میں نے مختلف ٹیکسیاں بدل کر پارکنگ میں آیا اور وہاں سے کار لے کر گھاٹ پر آیا ——— مگر میرا کوئی تعاقب نہیں ہوا" ——— جیگر نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے ——— نہ صرف یہ جزیرے پر آگئے ——— بلکہ اندر تہہ خانے تک بھی پہنچ گئے ——— یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں" ——— ڈکسن نے کہا اور تیزی سے دوبارہ الماری کی طرف مڑ گیا۔ اس نے جلدی سے الماری کے نچلے خانے میں ایک بڑا سا رسیوں کا بنڈل نکالا جس کے ساتھ نائلون کی رسیوں کا بنا ہوا ایک جال تھا۔

"تم پانی کا راستہ کھولو ——— میں جال پھینکتا ہوں ——— شاید ان میں سے کوئی زندہ ہو تو اس سے معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ یہ ضروری ہے" ——— ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے اس نے جال کا گچھا عین اس جگہ پر رکھا جہاں سے فرش ہٹنے کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی دلدل والے کنوئیں میں گرے تھے۔ اور جال کے ساتھ منسلک رسی کا دوسرا سرا اس نے الماری کے ہینڈل کے ساتھ

باندھ دیا۔ جیگر اس دوران دوڑتا ہوا باہر جا چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد گڑگڑاہٹ کی تیز آواز پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی فرش کا وہ حصہ جس پر جال رکھا ہوا تھا ہٹ گیا اور جال نیچے جا گرا۔ اور الماری کے ہینڈل کے ساتھ بندھی ہوئی رسی تن گئی۔ ڈکسن الماری کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کو پکڑے خاموش کھڑا تھا کہ یکلخت نیچے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ڈکسن نے جلدی سے رسی کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ الماری جس کے ساتھ رسی بندھی ہوئی تھی ذرا سی آگے کی طرف جھکی لیکن پھر جم گئی۔ ڈکسن رسی کو پکڑے پورا زور پیچھے کی طرف لگائے ہوئے تھا اور تھوڑی دیر بعد جیگر بھاگتا ہوا اندر آیا۔ اور پھر ڈکسن کے ساتھ مل کر اس نے رسی کو تھاما اور دونوں پوری قوت سے رسی کو کھینچنے لگے۔

"کوئی پھنس گیا ہے ——— جال میں کافی وزن ہے" ——— ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں پورا زور لگا کر رسی کو مسلسل کھینچے چلے جا رہے تھے۔ ان دونوں کے سانس تیز تیز چلنے لگے اور چہرہ پسینے سے بھیگ گیا۔ لیکن وہ مسلسل رسی کھینچنے میں مصروف رہے اور رسی آہستہ آہستہ کھنچتی رہی اور پھر جیسے ہی جال کا سرا نظر آیا جیگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر جال میں ہاتھ ڈالا اور پھر تیزی سے اسے کھینچنے لگا۔ ڈکسن بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور پھر جال تینوں افراد سمیت باہر آگیا۔ ڈکسن اور جیگر بری طرح ہانپ رہے تھے۔

"اوہ! ——— یہ تینوں ہی آ گئے ——— اس کا مطلب ہے کہ ابھی یہ تینوں دلدل میں پوری طرح نہ دھنسے تھے" ——— ڈکسن نے جال

چھوڑ کر فرش پر بیٹھتے ہوئے زور زور سے سانس لیتے ہوئے کہا۔ جیگر بھی اب بیٹھ چکا تھا۔ سامنے فرش پر پانی بہہ بہہ کر اس خالی حصے سے نیچے گر رہا تھا جب کہ جال میں لپٹے ہوئے تین افراد فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ تینوں بیہوشش تھے اور ان کے چہروں کا رنگ نیلا پڑ چکا تھا سینے سے نیچے ان تینوں کے جسم گارے میں لتھڑے ہوئے تھے۔

"جال سے انہیں نکالو ـــــ شائد کوئی زندہ ہو" ـــــ ڈکسن نے سانس بحال ہوتے ہی اٹھ کر جیگر سے کہا اور جیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے جال کی ڈوریوں کو مخصوص انداز میں مروڑ کر ایک دوسرے سے علیحدہ کیا اور چند لمحوں بعد وہ ان تینوں کو گھسیٹ کر جال سے نکال کر خالی فرش پر لٹا چکا تھا۔

"باس! ـــ یہ تو تینوں زندہ ہیں ـــ البتہ اس غیر ملکی عورت کی حالت بے حد خراب ہے" ـــ جیگر نے کہا۔

"ہونہہ! ـــ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہے۔ ہنگامی طور پر کام آنے والے آکسیجن سلنڈر لے آؤ ـــ اور انہیں خالص آکسیجن مہیا کرو ـــ شائد یہ بچ نکلیں" ـــ ڈکسن نے کہا اور جیگر سر ہلاتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈکسن اب غور سے ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔

جیگر تین سلنڈر اٹھا کر لے آیا اور پھر اس نے ایک ایک سلنڈر کی نلکی علیحدہ علیحدہ ان بیہوشش افراد کی ناک پر فٹ کر کے گیس کھول دیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی ان تینوں کے چہروں پر چھائی ہوئی نیلاہٹ تیزی سے سرخی میں تبدیل ہونے لگی۔

"ہوں! ـــ یہ تینوں ہی بچ جائیں گے ـــ ان کے ہاتھ پیر باندھ دو ـــ مجھے یہ خاصے خطرناک لگ رہے ہیں ـــ یہ عام افراد نہیں۔ ورنہ جتنی دیر یہ اس زہریلی ہوا میں رہے ہیں ان کا بچ نکلنا ناممکن تھا" ـــ ڈکسن نے کہا۔ وہ اب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور جیگر نے الماری کے پیچھے سے رسیوں کا بنڈل اٹھایا اور پھر اس نے ان تینوں کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھنے کے بعد ان سب کے پیر بھی باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے جال سمیٹا اور ایک طرف ڈال کر وہ باہر کی طرف چلا گیا۔

تینوں افراد کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ خالص آکسیجن ان کے خون میں شامل ہو جانے والی زہر کو تیزی سے صاف کرتی جا رہی ہے۔ لیکن وہ ابھی تک بدستور بیہوش تھے۔

چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی فرش کا وہ حصہ دوبارہ بند ہو گیا۔ جس میں سے ان تینوں کو نکالا گیا تھا۔

ڈکسن کو اچانک ایک خیال آیا تو وہ کرسی سے اٹھا اور پھر اس نے ان تینوں کی باری باری تلاشی لینی شروع کر دی۔ ریوالور اور دوسرے سامان کے ساتھ ساتھ اس نے پانی میں بھیگی ہوئی لائٹ ہاؤس والی فائل بھی باہر نکال لی۔ اور پھر اس نے ان کی کلائیوں میں بندھی ہوئی گھڑیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

"اوہ! ـــ ٹرانسمیٹر واچ" ـــ ڈکسن نے گھڑی دیکھ کر بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں میں اس نے ان تینوں کی گھڑیاں ان کی

کلائیوں سے کھول کر علیحدہ کر دیں۔ لیکن ایک آدمی جس کی حالت باقی دو سے کہیں زیادہ بہتر نظر آ رہی تھی کلائی گھڑی کھولتے ہوئے اس کی نظریں اس کے ایک ناخن پر پڑیں جس میں سے ایک تیز بلیڈ کافی باہر کو نکلا ہوا تھا اور ڈکسن چند لمحے حیرت سے اس بلیڈ کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اس آدمی کے ہاتھ کی طرف جھپٹا اور اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کا معائنہ کرنا شروع کر دیا۔

"جیگر! ـــــ یہ تو انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں ـــــ ان کے پاس نہ صرف ٹرانسمیٹر واچز ہیں ـــــ بلکہ ان میں سے ایک کے ناخنوں میں تیز بلیڈ بھی چھپے ہوئے ہیں ـــــ اگر مجھے بر وقت پتہ نہ چلتا تو یہ آسانی سے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹ ڈالتا" ـــــ ڈکسن نے جیگر کے اندر آتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر کہا۔

"اوہ باس! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ان کا تعلق یقیناً سیکرٹ سروس سے ہو گا ـــــ ایسے لوگ ہی اس قسم کے حربے رکھتے ہیں" ـــــ جیگر نے کہا اور ڈکسن اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"ہونہہ! ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں جن کے متعلق چیف باس نے کہا تھا ـــــ اس کا مطلب ہے کہ نہ صرف ہمارا یہ اڈہ ان کی نظروں میں آ گیا ہے بلکہ یہ ہم سب سے واقف بھی ہو گئے ہیں" ـــــ ڈکسن نے بڑے ماہرانہ انداز میں اس آدمی کے ناخنوں میں فٹ بلیڈ اتارتے ہوئے کہا۔

"بالکل باس! ـــــ ایسا ہی ہو گا" ـــــ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ڈکسن اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی ہتھیلی پر دس بلیڈ موجود تھے۔ اسی

لمحے اسی نوجوان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی جس کے ناخنوں سے ڈکسن نے بلیڈ اتارے تھے۔ اور جیگر نے آگے بڑھ کر اس کی ناک سے فٹ آکسیجن کی نلکی اتار دی۔

نوجوان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن اس کی آنکھوں میں شعور کی کوئی چمک نہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بے نور آنکھیں ہوں۔ ڈکسن اب دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ بلیڈ اس نے جیب میں ڈال لئے تھے۔

نوجوان کی آنکھوں میں آہستہ آہستہ شعور کی چمک ابھرتی چلی آ رہی تھی۔ اور پھر یکلخت وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھنے لگا۔ لیکن ہاتھ اور پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح بیٹھ نہ سکا اور دوبارہ گر گیا۔

اسی لمحے دوسرے آدمی نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور چند لمحوں بعد اس نے بھی اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ بھی نیچے گر پڑا۔

"جیگر! ـــــ مشین گن لے کر ایک سائیڈ پر کھڑے ہو جاؤ ـــــ اور جیسے ہی میں کہوں ـــــ ان کو گولیوں سے اڑا دینا" ـــــ ڈکسن نے انتہائی کرخت لہجے میں جیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور جیگر سر ہلاتا ہوا ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس نے مشین گن سیدھی کر لی تھی۔

عمران کو جیسے ہی ہوش آیا۔ اس کے کانوں میں کسی کی کرخت آواز پڑی۔ وہ آواز کسی کو مشین گن لے کر ایک طرف کھڑے ہونے کا حکم دے رہی تھی۔

عمران نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ اس خوفناک دلدل کی بجائے اسی غار نما کمرے میں فرش پر پڑا ہوا تھا جس سے وہ اس دلدل میں گرے تھے۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پیروں کو حرکت دینے کی کوشش کے بعد اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس کے پیر بھی باندھ دیئے گئے ہیں۔ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی وجہ سے واپس فرش پر گر پڑا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے دوبارہ کوشش کی اور اس بار وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب اس نے صورت حال کا جائزہ لیا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا اور ٹائیگر بھی رسیوں سے بندھے ہوئے پڑے تھے۔ جولیا تو بدستور بیہوش

تھی جب کہ ٹائیگر ہوش میں آکر اُٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سامنے کرسی پر ایک لمبا تڑنگا بھاری جسم اور درشت چہرے والا غیر ملکی بیٹھا تھا اس نے اپنے گھٹنوں پر مشین گن رکھی ہوئی تھی۔ جب کہ ایک اور غیر ملکی سائیڈ پر مشین گن ان کی طرف تانے کھڑا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ سینے سے نیچے اس کا پورا جسم گارے میں لتھڑا ہوا تھا اور ایک طرف جال بھی ڈھیر کی صورت میں پڑا تھا۔ اس میں بھی مٹی اور گارا لگا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گیا کہ اس خوفناک دلدل سے انہیں اسی جال کی مدد سے نکالا گیا ہے۔ لیکن کیوں نکالا گیا ہے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ ایک سائیڈ پر آکسیجن سلنڈر بھی پڑے ہوئے تھے جب کہ ایک سلنڈر کی نلکی جولیا کی ناک سے فٹ تھی۔

"بہت بہت شکریہ جناب!۔۔۔ آپ نے ہماری مدد کی اور ہمیں اس خوفناک دلدل سے نکال لیا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھے غیر ملکی سے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دی تاکہ ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ باہر آجائیں اور وہ کلائی پر بندھی ہوئی رسی کاٹ لے۔ لیکن اسی لمحے اس پر یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ اس کے ناخن بلیڈوں سے خالی ہیں اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ یہ لوگ عام مجرم نہیں ہیں باقاعدہ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ورنہ اب تک کسی مجرم کو ان بلیڈوں کی موجودگی کا کبھی خیال ہی نہ آیا تھا۔

"تمہیں واپس بھی اس دلدل میں ڈالا جا سکتا ہے۔۔۔ اور گولی بھی ماری جا سکتی ہے۔۔۔ سمجھے"۔۔۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی

نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جولیا کے منہ سے کراہ نکلی تو دوسرے غیر ملکی نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی ناک سے آکسیجن کی نلکی ہٹالی اور جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"بالکل سمجھ گیا جناب! ——— لیکن آپ کو اس سے فائدہ کوئی نہیں ہوگا ——— بلکہ ہمیں نکالنے کے لئے دوبارہ محنت کرنی پڑے گی ———" عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"سنو! ——— میرے پاس فضول باتوں کا وقت نہیں ہے ——— تم صرف اپنا نام بتاؤ ——— اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اپنا عہدہ بتا دو۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم یہاں کیسے پہنچے" ———؟ غیر ملکی نے غصیلے انداز میں کہا۔

"ابھی آپ خود تو کہہ رہے ہیں کہ فضول باتوں کا وقت نہیں ہے۔ پھر خود ہی فضول باتیں کر رہے ہیں ——— ویسے میرا نام علی عمران ہے آپ کا اسم شریف ——— بلکہ بے حد شریف ——— بلکہ شریف الطرفین ——— بلکہ شریف النفس ——— بلکہ ———" عمران کی زبان حسب عادت چل پڑی۔

"تم بہت زیادہ بولتے ہو ——— اب اگر تم نے بکواس کی تو گولیوں سے چھلنی کر دونگا" ——— غیر ملکی نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر زور سے عمران کی پسلیوں پر ٹھوکر ماری۔

"چلو ٹھیک ہے ——— اسم شریف نہیں ہے تو اسم بدمعاش ہی بتا دو ——— دراصل ہمارے ہاں رواج ہے کہ نام کے بغیر بات نہیں کی جاتی" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈکسن ہے ——— اور یہ جیگر ہے ——— اب میرے سوالوں کا جواب دو" ——— ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جواب یہ ہے کہ میرا کوئی تعلق کسی سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ میں تو اوپن ایئر کام کا عادی ہوں ——— باقی رہا یہاں پہنچنا ——— تو ہم ...تے ہوئے جزیرے پر آگئے ——— یہاں کیبن کے ساتھ ایک ...ب و غریب راستہ نظر آیا تو اندر آگئے ——— اس کے بعد ایک ...ناک دلدل میں گر گئے ——— اور پھر اب ہوش آیا ہے تو جناب ...م کی شکل نورانی نظر آرہی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ وہ دراصل اب زیادہ سے زیادہ وقت لینا چاہتا تھا تاکہ کلائی پر بندھی ہوئی گانٹھ کو انگلیوں کی مدد سے کھول سکے۔

"ہوں! ——— تو تم سیر کرنے آئے تھے ——— ریوالور، ٹرانسمیٹر واچز اور ناخنوں میں بلیڈ رکھ کر سیر کی جاتی ہے ——— تم مجھے احمق سمجھتے ہو" ——— ڈکسن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں تو آپ کو شریف آدمی ہی سمجھتا ہوں ——— باقی آپ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں ——— یہ آپ خود بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں ——— ویسے مجھے یقین ہے کہ بگ ہیڈ جیسی بین الاقوامی تنظیم کسی احمق کو تو اپنا ممبر ہرگز نہیں بنا سکتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈکسن کی آنکھیں اپنی تنظیم کا نام سن کر حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میرا تعلق بگ ہیڈ سے ہے" ———؟ ڈکسن نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کا بڑا سر دیکھ کر ——— اب یہ اور بات ہے کہ یہ اندر سے

خالی ہو ۔۔۔ لیکن بہر حال ہے بڑا" ۔۔۔۔ عمران نے اس طرح جواب دیا جیسے وہ بڑی زوردار دلیل سے بات کر رہا ہو۔

"ہوں! ۔۔۔ اب تمہیں بتانا ہوگا کہ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو۔ اچھا ہوا کہ میں نے تمہیں اس دلدل سے نکال لیا ۔۔۔ جیگر! ۔۔۔ الماری سے کوڑا نکالو ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں اس میں کتنی جان ہے" ۔۔۔ ڈکسن نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"جان دیکھنے کے لئے کوڑا ۔۔۔ کمال ہے۔ یہ کوئی نیا میٹر ہے۔ درجہ حرارت دیکھنے کے لئے تو تھرما میٹر ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ابھی تم سب کچھ بتا دو گے" ۔۔۔ ڈکسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مڑ کر جیگر کے ہاتھ سے کوڑا لے لیا۔ اور دوسرے لمحے شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ کوڑا فضا میں چٹخا اور ڈکسن نے پوری قوت سے کوڑا عمران کے جسم پر مارا۔ لیکن عمران کے جسم نے ذرا سا جھٹکا بھی نہ کھایا اور نہ ہی اس کے منہ سے سسکاری نکلی۔ البتہ جس جگہ کوڑا پڑا تھا وہاں خون کی سرخ دھاری صاف نظر آنے لگ گئی تھی۔

"کیا بتایا ہے تمہارے اس میٹر نے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا اور پھر تو جیسے ڈکسن پر دورہ سا پڑ گیا۔ اس نے مسلسل عمران کے جسم پر کوڑوں کی بارش کر دی۔ اور عمران کا پورا جسم اس کے اپنے خون سے جیسے نہا سا گیا۔ لیکن عمران پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر جما ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے منہ سے چیخ تو ایک طرف، سسکی بھی نہ نکلی۔ ڈکسن یکلخت بری طرح ہانپتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ اب حیرت بھرے

انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"تم انسان ہو یا ۔۔۔" ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے مسٹر ڈکسن! ۔۔۔ یہ بات یاد رکھنا کہ تم سے کوڑے کی ایک ایک ضرب کا باقاعدہ حساب لیا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے جسم پر ایک ضرب بھی نہ پڑی ہو۔ جب کہ جولیا اور ٹائیگر کے چہرے زرد پڑ گئے تھے جس وحشیانہ انداز میں ڈکسن نے عمران کے جسم پر کوڑے برسائے تھے اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ یقیناً چیخ چیخ کر بے حال ہو جاتا۔ لیکن عمران کے چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے کوڑوں کی بجائے اس کے جسم پر پھول پھینکے گئے ہوں۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں خود معلوم کر لونگا ۔۔۔ جیگر! ۔۔۔ انہیں گولیوں سے اڑا دو" ۔۔۔ ڈکسن نے بری طرح چیختے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں موجود خوف کا عنصر نمایاں تھا۔ وہ شائد عمران کے ردعمل سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"ٹھہرو! ۔۔۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو ۔۔۔ مجھ سے بات کرو"۔ جولیا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اور ڈکسن نے تیزی سے ہاتھ کا اشارہ کر کے جیگر کو فائرنگ کرنے سے روکا اور پھر تیزی سے جولیا کی طرف مڑ گیا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ۔۔۔ ؟ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میرا ہے ۔۔۔ ان دونوں کا نہیں" ۔۔۔ جولیا نے

سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تم جھوٹ بول رہی ہو ـــــ تم یہاں کی مقامی باشندہ نہیں ہو ـــــ اور کوئی بھی سیکرٹ سروس کسی غیر ملکی کو ممبر نہیں بناتی " ـــــ ڈکسن نے غصیلے انداز میں پیر پٹختے ہوئے کہا۔

" یہ اپنے اپنے اعتماد کی بات ہے ـــــ آگے بات کرو " ـــــ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

" تم یہاں کیسے پہنچے ـــــ ؟ " ڈکسن نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

" تمہارے اس جیگر کے پیچھے " ـــــ جولیا نے مڑ کر جیگر کی طرف سر کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" بکواس ہے ـــــ باس ! ـــــ یہ جھوٹ بول رہی ہے " ـــــ جیگر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

" تم خاموش رہو جیگر " ـــــ ڈکسن نے دانت پیستے ہوئے کہا اور جیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو رہا۔ لیکن اس کے چہرے پر چھا جانے والے خوف کے آثار سب کو نمایاں نظر آ رہے تھے۔

" تم نے اس کا پیچھا کیوں کیا ـــــ ؟ " ڈکسن نے پوچھا۔

" یہ جس مشکوک انداز میں لانچ پر سوار ہو کر آیا تھا اس سے ہم کھٹک گئے اور پھر ہمیں سرکاری دفتر سے معلوم ہوا کہ جس لانچ پر یہ آیا ہے اس نمبر کی لانچ دو ماہ سے ورکشاپ میں موجود ہے ـــــ جس پر ہم نے اسے تلاش کیا اور ہمیں اطلاع مل گئی کہ یہ اس جزیرے پر آیا ہے اور یہاں واقعی کیبن کے ساتھ زمین کا ایک حصہ کسی ڈھکن کی طرح اٹھا ہوا تھا اس لئے ہم یہاں آ گئے " ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

" لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میرا تعلق بگ ہیڈ تنظیم سے ہے ـــــ ؟ ڈکسن نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

" یہ ہمارا اندازہ تھا ـــــ اور ہمیں خوشی ہے کہ ہمارا اندازہ درست نکلا " ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" بس ٹھیک ہے ـــــ اتنا ہی کافی ہے ـــــ اب باقی میں خود معلوم کر لوں گا ـــــ تم تینوں چھٹی کرو " ـــــ ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جیگر کی طرف مڑا۔ وہ شاید اسے کوئی حکم دینا چاہتا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور یہ آواز سنتے ہی ڈکسن بری طرح چونکا اور تیزی سے الماری کی طرف مڑ گیا۔ اس نے جلدی سے الماری میں سے وہی ہیڈ فون والا ٹرانسمیٹر نکالا اور ہیڈ فون کانوں پر چڑھا کر بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ـــــ ہیلو ڈکسن ! ـــــ چیف باس سپیکنگ ۔ اوور " ـــــ دوسری طرف سے چیف باس کی آواز سنائی دی۔

" یس سر ـــــ ڈکسن اٹینڈنگ سر ـــــ اوور " ـــــ ڈکسن نے کہا۔

" سنو ڈکسن ! ـــــ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کر لی ہیں ـــــ پاکیشیا میں ایک آدمی ہے علی عمران ـــــ وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے ـــــ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ـــــ میں نے جوشان کو بھیج دیا ہے وہ تمہارے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ رہا ہے ـــــ اب تم نے سب سے پہلے اس علی عمران کا خاتمہ کرنا ہے ـــــ کیونکہ مجھے ایک اور خفیہ اطلاع ملی ہے کہ نارتھ کانگو سے پاکیشیا کی حکومت کو سرکاری طور پر آگاہ کیا گیا ہے کہ بگ ہیڈ تنظیم پاکیشیا میں اسلحہ بھیج رہی ہے ـــــ اس اطلاع کے بعد یقیناً سیکرٹ

سروس حرکت میں آجائے گی ــــ اس لئے فوری طور پر تمام سرگرمیاں بند کر دو ــــ اور جوشان کے ساتھ مل کر پہلے سیکرٹ سروس اور اس علی عمران کا خاتمہ کر دو ــــ اس کے بعد ہم یہاں کاروبار کر سکتے ہیں۔ اوور" ــــ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر! ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین افراد اس وقت میرے قبضے میں ہیں ــــ ان میں وہ علی عمران بھی موجود ہے ــــ آپ کی طرف سے اطلاع ملتے ہی میں نے ابتدائی کام شروع کر دیا تھا اور اب یہ تینوں میرے سامنے بندھے ہوئے پڑے ہیں ــــ اور آپ کی کال نہ آتی تو اب تک میں انہیں گولیوں سے چھلنی کر چکا ہوتا۔ اوور" ــــ ڈکسن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"اتنی جلدی کیسے ممکن ہو گیا ــــ کیا وہ خود تمہارے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے تھے۔ اوور" ــــ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب! ــــ میں اور جیگر نے کام کیا اور ہم نے انہیں شہر سے اغوا کر لیا۔ اوور" ــــ ڈکسن نے جلدی سے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ انتہائی حیرت انگیز ــــ تمہاری صلاحیتیں تو واقعی بےحد حیرت انگیز ہیں ڈکسن! ــــ تم انہیں گولی مت مارو ــــ جوشان کی آمد تک انہیں زندہ رکھو ــــ جوشان ان سے واقف ہے وہ پہلے ایک تنظیم کے تحت ان کے ساتھ ٹکرا چکا ہے ــــ وہ خود آکر انہیں چیک کرے گا کہ کیا واقعی یہ لوگ درحقیقت وہی ہیں اس کے بعد وہ مجھے رپورٹ کرے گا ــــ اور اگر یہ وہی ثابت ہوئے تو تمہارا عہدہ

بڑھا دیا جائے گا ــــ اور تمہیں اس قدر انعام دیا جائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اوور" ــــ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ــــ یہ پوری طرح قابو میں ہیں ــــ وہ کب پہنچیں گے۔ اوور" ــــ ڈکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ بس پہنچنے ہی والا ہوگا ــــ وہ نزدیکی ملک شوگران میں کام کر رہا تھا ــــ میں نے اسے وہاں سے تمہارے پاس پہنچنے کے آرڈر دے دیئے تھے۔ اوور" ــــ چیف باس نے کہا۔

"یس باس! ــــ میں اس کا انتظار کروں گا۔ اوور" ــــ ڈکسن نے جواب دیا۔

"ہر طرح سے محتاط رہنا ــــ یہ لوگ اگر اصلی ہیں تو انتہائی خطرناک ہیں اوور اینڈ آل" ــــ چیف باس نے کہا اور ڈکسن نے "او۔کے" کہہ کر ہیڈ فون کانوں سے اتار دیا۔

"ہونہہ! ــــ خطرناک ہیں ــــ چیف باس بھی اب ان حقیر کیچوؤں کو خطرناک کہہ رہا ہے" ــــ ڈکسن نے ٹرانسمیٹر واپس الماری میں رکھ کر مڑتے ہوئے کہا۔

"کون صاحب تشریف لا رہے ہیں مسٹر ڈکسن" ــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ہیڈ فون کی وجہ سے وہ ٹرانسمیٹر پر آنے والی آواز نہ سن سکا تھا۔ صرف ڈکسن کی باتیں ہی اس کے کانوں میں پڑی تھیں۔

"تمہاری موت ــــ بگ ہیڈ کا سب سے خطرناک ایکشن ایجنٹ جوشان" ــــ ڈکسن نے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو جوشان اب بگ ہیڈ میں شامل ہو گیا ہے ـــــ پہلے تو وہ کسی اور تنظیم میں تھا" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جیگر! ـــــ تم باہر جاؤ۔ اور مسٹر جوشان جیسے ہی یہاں پہنچیں انہیں لے کر آؤ" ـــــ ڈکسن نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک طرف کھڑے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"تمہاری موت دو گھنٹے کے لئے ٹل گئی ہے ـــــ لیکن چیف باس تو کہہ رہے تھے کہ تم دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہو ـــــ حالانکہ میری نظروں میں تم ایک احمق سے زیادہ نہیں ہو ـــــ اگر تم احمق نہ ہوتے تو اس طرح اطمینان سے اڈے میں داخل نہ ہو جاتے ـــــ اپنا ایک آدمی لازماً باہر نگرانی کے لئے کھڑا کر دیتے" ـــــ ڈکسن نے کہا۔

"یہی غلطی تم سے ہوئی مسٹر ڈکسن! ـــــ تم نے یہی سمجھ لیا کہ ہم یہاں اکیلے آئے ہیں ـــــ ورنہ تم بھی جیگر کو باہر ضرور نگرانی کے لئے بھیجتے۔ ویسے اب جیگر اور جوشان دونوں کی لاشیں ہی تمہیں نظر آئیں گی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس بار واقعی وہ بُری طرح پھنس گیا تھا۔ کلائی پر رسی اس طرح سخت باندھی گئی تھی اور رسی کو دی جانے والی گانٹھ اس قدر پیچیدہ تھی کہ عمران باوجود کوشش کے یہ گانٹھ اب تک نہ کھول سکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُسے کوڑے بھی کھانے پڑے اور بے بس بھی ہونا پڑا۔ ویسے یہ اس کی واقعی قوت برداشت کا کمال تھا کہ پورے جسم میں کوڑوں کی ضربات کی وجہ سے آگ سی بھڑکی ہوئی تھی لیکن تکلیف

کا معمولی سا تاثر بھی اس کے چہرے پر نظر نہ آ رہا تھا۔

"اوہ! ـــــ تو یہ بات ہے" ـــــ ڈکسن نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے جھک کر عمران کی کلائی پر بندھی ہوئی رسی کو ٹٹول کر چیک کیا۔ اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا گیا۔ اُسے شاید اطمینان ہو گیا تھا کہ عمران مضبوطی سے بندھا ہوا ہے۔

"اِدھر آؤ ٹائیگر ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے ڈکسن کے جاتے ہی تیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر تیزی سے گھسٹتا ہوا عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

"جلدی کرو جلدی" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے خود بھی ٹائیگر کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔

"اپنی پشت میری طرف کر کے ہاتھوں کو جس حد تک اٹھا سکتے ہو اوپر اٹھاؤ ـــــ تاکہ میں دانتوں سے تمہاری کلائی پر بندھی ہوئی گانٹھ کھول سکوں" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر تیزی سے گھوم گیا اور اس نے ہاتھ اونچے کر دیئے۔

"ان بلیڈوں کا کیا ہوا ـــــ؟" جولیا نے پوچھا۔

"وہ اس ڈکسن نے پہلے ہی اتار لئے ہیں ـــــ اسی لئے تو مجھے کوڑے کھانے پڑے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے کی طرف جھک کر اپنے دانت ٹائیگر کی کلائیوں پر بندھی ہوئی گانٹھ پر جما دیئے۔ اس کا سر تیزی سے دائیں بائیں حرکت کر رہا تھا اور چند لمحوں کی کوشش سے وہ گانٹھ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے قدموں

کی آواز اُبھری تو ٹائیگر تیزی سے گھوم گیا۔ اس نے اپنا چہرہ اس طرف کر لیا تھا جدھر سے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ارے تم گھسٹ کر ادھر کیوں آ گئے ہو" ___ ڈکسن کی یکلخت چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ مشین گن کو نال سے پکڑے تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھا۔

"م — م — میں نے بات کرنی تھی" ___ ٹائیگر نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"پیچھے ہٹو ___ ورنہ کھوپڑی توڑ دوں گا" ___ ڈکسن نے چیخ کر کہا اور اس بار اس نے مشین گن مارنے کی بجائے اُسے ٹھوکر مارنی چاہی۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا فرش پر پشت کے بل گرا اور ٹائیگر اچھل کر اس کے اوپر آ گیا۔ ٹائیگر کی ٹانگیں بدستور بندھی ہوئی تھیں۔ اس لمحے نیچے پڑے ہوئے ڈکسن کی ناک پر زور سے ٹکر مارنی چاہی لیکن ڈکسن نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور ٹائیگر اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ ڈکسن بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر اٹھا اور اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن کی طرف چھلانگ لگائی جو اس کے ہاتھ سے نکل کر دُور جا گری تھی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے فرش پر گرا۔ اس بار عمران نے یکلخت اس کی ٹانگوں پر زور سے ٹکر مار دی تھی کیونکہ وہ مشین گن اٹھانے کے لئے عمران کے قریب سے گزرنے لگا تھا۔

ڈکسن کے نیچے گرتے ہی عمران کا فرش پر موجود نچلا جسم قوس کی صورت میں گھوما اور اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے

ڈکسن کی پسلیوں پر پڑے اور ڈکسن اس بُری طرح چیخا جیسے رُوح اس کے جسم سے نکلی جا رہی ہو۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنا چاہا۔ لیکن عمران یکلخت بیٹھے بیٹھے فضا میں اچھلا اور پھر اس کا جسم پوری قوت سے ڈکسن کی ٹانگوں کے اوپر جا گرا۔ نیچے گرتے وقت عمران کی دونوں بندھی ہوئی ٹانگیں گھوم کر ڈکسن کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی فرش سے جا ٹکرائیں اور ڈکسن کا سر عمران کی دونوں رانوں کے درمیان کھلے حصے میں پھنس گیا۔ اس نے دونوں لاتیں سکیڑ کر عمران کو اچھالنا چاہا۔ لیکن عمران نے اپنا اوپر والا جسم ایک جھٹکے سے اس کی ٹانگوں پر پھیلا دیا۔

اب صورت حال یہ بن گئی تھی کہ ڈکسن فرش پر چت گرا ہوا تھا۔ اس کے اوپر عمران بھی پشت کے بل موجود تھا لیکن جس طرف ڈکسن کا سر تھا اس طرف عمران کی ٹانگیں تھیں اور جس طرف ڈکسن کی ٹانگیں تھیں اس طرف عمران کا سر تھا۔ اور ڈکسن کا سر عمران کی رانوں کے درمیان بُری طرح جکڑا ہوا تھا۔

ڈکسن نے فرش پر پھیلے ہوئے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے سمیٹے اور پوری قوت سے عمران کی رانوں پر کھڑی ہتھیلیاں ماریں۔ لیکن عمران کا جسم یکلخت تن گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈکسن کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ عمران کی رانوں کی ہڈیاں تو جسم تن جانے کی وجہ سے نہ ٹوٹ سکیں۔ البتہ جسم سخت ہو جانے کی وجہ سے ڈکسن کے سر پر بے پناہ دباؤ پڑ گیا اور اسی وجہ سے اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔

ادھر ٹائیگر نے اس دوران اپنے دونوں پیر آزاد کر لئے تھے۔

چنانچہ وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر اس نے جھپٹ کر مشین گن اٹھا لی۔

"چھوڑ دیں اسے عمران صاحب" ——— ٹائیگر نے مشین گن اٹھاتے ہی کہا اور عمران ایک بار پھر اچھلا اور تیزی سے پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے یکلخت ڈکسن کے سر پر مشین گن کا بٹ مارا اور ڈکسن کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔

"دیکھنا مار نہ دینا" ——— عمران نے ٹائیگر کو دوسری بار بٹ مارنے کے لئے مشین گن اٹھاتے دیکھ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے قوت کو یکلخت کم کر دیا۔ لیکن بٹ پھر بھی ڈکسن کے پھڑکتے ہوئے جسم کے باوجود ٹھیک نشانے پر پڑا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ڈکسن کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔

"میرے ہاتھ کھولو ——— جلدی کرو" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے مشین گن ایک طرف رکھی اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے عمران کی کلائیوں پر بندھی ہوئی گانٹھ کھولنا شروع کر دی لیکن گانٹھ واقعی اس قدر پیچیدہ تھی کہ وہ آسانی سے کھلنے میں نہ آ رہی تھی۔

اسی لمحے باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر عمران کو چھوڑ کر جلدی سے مڑا اور مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر چیختا ہوا پیچھے کو الٹ گیا۔ گولیاں تو مشین گن سے ٹکرائی تھیں لیکن مشین گن ان گولیوں کی وجہ سے اس طرح اچھل کر جھکے ہوئے ٹائیگر سے ٹکرائی کہ ٹائیگر پشت کے بل جا گرا۔

"رک جاؤ جیگر" ——— اچانک ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک دبلا پتلا لیکن بانس کی طرح لمبا آدمی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پوری قوت سے اٹھتے ہوئے ٹائیگر کے سینے پر لات ماری اور ٹائیگر یوں اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی گیند ہو۔

ٹائیگر کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اس لئے وہ نیچے گر کر پھر اٹھ نہ سکا تھا۔

"تم اتنی جلدی آ گئے جوشان" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اوہ تم ——— اور اس حالت میں ——— بہت خوب ——— بہت خوب ——— ڈکسن نے واقعی کام دکھایا ہے" ——— اس دبلے پتلے اور لمبے آدمی نے تیزی سے عمران کی طرف مڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے سامنے عمران بندھا ہوا بیٹھا ہے۔

جیگر ڈکسن پر جھکا ہوا اسے ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھا جب کہ جوشان کے ہاتھوں میں مشین پستول نظر آ رہا تھا اور اسی سے شاید اس نے مشین گن پر فائر کئے تھے۔

"ڈکسن کا نہیں ——— بلکہ یہ تمہارا کمال ہے جوشان! ——— کہ تم ایک بار پھر موت کو قبول کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے سینے میں آج بھی تمہارے لگائے ہوئے زخموں کی کسک موجود ہے ——— لیکن مجھے حالات نے ادھر آنے کی اجازت نہ دی

تھی ——— اور اب دیکھو! میں آگیا ہوں ——— اور اب میں نے گن گن کر سارے بدلے چکا دینے ہیں ——— ڈکسن نے شاید تمہیں کوڑے مار مار کر یہ سرخ لکیریں تمہارے جسم پر ڈالی ہیں ——— جب کہ یہ کام میں گولیوں سے کروں گا" ——— جوشان نے بڑے سرد انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پسٹل کا رُخ عمران کی ٹانگوں کی طرف کیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا، عمران یکلخت تیزی سے اُلٹی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اوہ! ——— حیرت انگیز ——— تم واقعی لاجواب بازی گر ہو" ——— جوشان نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ کیونکہ عمران جس انداز میں فرش پر بیٹھا تھا اس انداز میں اس قسم کی قلابازی کھانا واقعی کسی ماہر ترین بازی گر کا ہی کام ہو سکتا تھا اور شاید اسی حیرت کی وجہ سے جوشان ٹریگر بھی نہ دبا سکا تھا۔

عمران کے دونوں بازو ابھی تک پُشت کی طرف تھے اور اس کے دونوں پیر بھی بدستور بندھے ہوئے تھے۔

"کبھی کبھی ایسا بھی کرنا پڑتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ——— تم نے کر لیا ——— اور میں نے تمہاری اس بازی گری کی داد بھی دے دی ——— اب ———" جوشان نے سرد انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی۔ لیکن دوسرے لمحے مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے یکلخت نکل کر

فضا میں اس طرح بلند ہو گیا۔ جیسے کسی پُراسرار قوت نے اُسے اچانک فضا میں اچھال دیا ہو۔

"یہ ہے اصل بازی گری" ——— عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل کیچ کرتے ہوئے کہا۔ جب کہ جوشان اپنے ہاتھوں سے لپٹی ہوئی رسی کو ہی چھڑاتا رہ گیا۔

ٹائیگر پوری طرح گانٹھ تو نہ کھول سکا تھا لیکن اس کی کوشش سے گانٹھ ڈھیلی ضرور ہو گئی تھی۔ جوشان سے باتیں کرتے ہوئے عمران نے گانٹھ کھول کر اپنے ہاتھ آزاد کر لئے تھے اور انہی کھلے ہاتھوں کی وجہ سے وہ اُلٹی قلابازی کھانے میں بھی کامیاب ہوا تھا۔ لیکن اس نے یہ قلابازی اس قدر تیزی سے کھائی تھی کہ جوشان اس کے کھلے ہاتھوں کو چیک ہی نہ کر سکا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبانا چاہا عمران نے ہاتھ میں موجود رسی ایک جھٹکے سے اس کی کلائی پر اس طرح ماری کہ جھٹکا لگنے سے مشین پسٹل تو فضا میں اچھلا اور رسی جوشان کے ہاتھوں سے لپٹ گئی۔

عمران نے مشین پسٹل کیچ کرتے ہی یکلخت اس کا ٹریگر دبایا اور جیگر جو جوشان کے چیخنے پر اٹھنے لگا تھا چیختا ہوا فرش پر گرا۔ گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔

ڈکسن کی آنکھیں تو کھل گئیں لیکن شاید وہ ابھی تک پوری طرح شعور میں نہ آسکا تھا۔ اس لئے اسی طرح فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

جوشان نے عمران کے مڑتے ہی یکلخت اس پر چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا ٹائیگر سے بھی زیادہ تیزی سے

پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران نے پوری قوت سے اچھل کر دونوں بندھی ہوئی ٹانگوں کے گھٹنے موڑ کر اس کی ناف پر مار دیے تھے اور جوشان تو چیختا ہوا عقبی دیوار سے ٹکرایا جب کہ عمران اچھل کر واپس کھڑا ہو گیا۔

دوسرے لمحے ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجیں لیکن اس بار گولیاں عمران کے دونوں پیروں کے درمیان موجود رسیوں کو کاٹ گئیں۔ یہ فائرنگ خود عمران نے کی تھی کیونکہ اس کے پاس پیر کھولنے کا وقت نہ تھا۔ دوسرے لمحے اس کی ٹانگیں آزاد ہو چکی تھیں۔

ڈکسن اب اچھل کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن عمران نے یکلخت گھوم کر اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے بوٹ کی ٹو ماری اور ڈکسن دوبارہ چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔

"تم سے تو میں نے حساب کتاب چکانا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں جوشان نیچے گر کر اچھل کر کھڑا ہو رہا تھا۔

"تمہیں واقعی موت لے آئی ہے جوشان!۔۔۔ پہلے تو تم فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔۔۔۔ لیکن اب تم بگ ہیڈ کے بارے میں پوری تفصیلات بتا کر ہی مرو گے"۔۔۔۔ عمران نے اس کے سامنے جا کر کھڑے ہوتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔۔۔ ہر قیمت پر۔۔۔ ہر صورت میں"۔۔۔ جوشان نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر مشین پسٹل کی پرواہ کیے بغیر اس نے عمران پر حملہ کر دیا۔

"ابھی تم بچے ہو جوشان!۔۔۔ تم تو ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے"۔۔۔

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس پر حملہ آور جوشان اس بری طرح چیختا ہوا فضا میں بلند ہوتا گیا جیسے اس کا مشین پسٹل فضا میں بلند ہوا تھا۔ عمران نے لٹو کی طرح گھوم کر یکلخت اس کی ناف پر اس انداز میں ضرب لگائی تھی کہ حملہ کرنے کی وجہ سے جوشان کے زمین سے اٹھے ہوئے قدم دوبارہ زمین پر نہ پڑ سکے اور وہ فضا میں بلند ہوتا گیا۔

جوشان نے یکلخت فضا میں قلابازی کھا کر دور گرنا چاہا لیکن اسی لمحے عمران نے اچھل کر اس کی پشت پر ہاتھ رسید کر دیا اور جوشان چیختا ہوا سر کے بل نیچے گرنے لگا۔ اور عمران نے یکلخت اس کے نیچے گرتے ہوئے جسم کو ایک بار پھر گھٹنے کی ضرب لگائی اور جوشان کا نچلا دھڑ ایک جھٹکے سے آگے ہوا کہ عمران نے اس کی دونوں ٹانگوں کے گرد بازو ڈالا اور پھر پوری قوت سے اس نے اپنے جسم کو آگے کی طرف دھکیل دیا اور وہ غار نما کمرہ جوشان کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخوں سے لرزنے لگا۔ چیخوں کے ساتھ ہی کڑکڑاہٹ کی آوازیں ابھریں۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے عمران کے اس خوفناک ترین داؤ کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے اور یہ کڑکڑاہٹ انہی مہروں کے ٹوٹنے کی آواز تھی۔

عمران نے دوسرے لمحے اپنے جسم کو جو آگے کی طرف گر رہا تھا نہ صرف سنبھال لیا بلکہ اس نے بڑے حقارت بھرے انداز میں جوشان کے جسم کو بھی فرش کی طرف دھکیل دیا اور جوشان کا جسم بے حس و حرکت ہو کر فرش پر گر گیا۔ البتہ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا اور اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔

"یہ بچوں کی طرح چیخنا چلانا بند کرو جوشان ! —— تم بگ ہیڈ کے بڑے خطرناک ایجنٹ ہو —— کسی سرکس کے مسخرے تو نہیں ہو" —— عمران نے حقارت آمیز لہجے میں کہا اور خود تیزی سے جولیا کی طرف مڑ گیا۔ جو ابھی تک فرش پر بندھی بیٹھی اس طرح پلکیں جھپکا جھپکا کر یہ خوفناک جنگ دیکھ رہی تھی جیسے کوئی آدمی سینما ہال میں بیٹھا مار دھاڑ سے بھرپور فلم دیکھ رہا ہو۔

"کک —— گگ —— کاش ! —— میں اندر داخل ہوتے ہی تمہیں گولیوں سے اڑا دیتا —— کاش" —— جوشان نے کہا۔

"اسی کاشش کے چکر میں تو نجانے کتنے ایجنٹ اب تک قبروں میں اتر چکے ہیں" —— عمران نے جولیا کی رسیاں کھولتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ٹائیگر کو ہوش میں لے آؤ —— میں ذرا اس ڈکسن سے حساب کتاب برابر کر لوں" —— عمران نے مڑ کر ڈکسن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو کنپٹی پر ضرب کھا کر ایک بار پھر فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران اس کی طرف مڑتے مڑتے یکلخت اس طرف کو مڑ گیا جدھر ڈکسن کا کوڑا پڑا ہوا تھا۔ عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ جولیا کا جسم خود بخود کانپنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں عمران کی بجائے کوئی خوفناک بھیڑیا کھڑا ہو۔

عمران نے کوڑا اٹھایا اور پھر تیزی سے ڈکسن کی طرف مڑ گیا۔ دوسرے لمحے شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی کوڑے کی ضرب بیہوش ڈکسن کے جسم پر پڑی اور ڈکسن یکلخت بری طرح چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"بتاؤ اب تک تم نے کس کس پارٹی کو یہاں اسلحہ تقسیم کیا ہے" ——؟ عمران کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا اور ڈکسن کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی کہ جیسے یہ اس کی زندگی کی آخری چیخ ہو۔

"بتاؤ" —— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا ڈکسن کے جسم سے ٹکرایا۔

"بب —— بب —— بتاتا ہوں —— بتاتا ہوں" —— ڈکسن نے تڑپتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ —— زبان مت روکو —— ورنہ میرا ہاتھ چلتا رہے گا" —— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت کوڑے والا ہاتھ دوبارہ فضا میں بلند کیا اور اس بار ڈکسن نے اس طرح پارٹیوں کے نام بتانے شروع کر دیئے جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو گیا ہو۔

"بس صرف تین سپلائز کی بات کر رہے ہو —— اور بتاؤ" —— عمران نے غرا کر کہا۔

"یقین کرو —— بس یہی تین سپلائز ہوئی ہیں" —— ڈکسن نے یکلخت ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے بزدل لوگوں سے شدید نفرت ہے مسٹر ڈکسن ! —— تم نے ہاتھ جوڑ کر اپنی موت لازمی کر دی ہے —— اگر تم میری طرح حوصلے سے لیتے تو شاید میں تمہیں نہ مارتا" —— عمران نے غرا کر کہا اور دوسرے لمحے اس کے دوسرے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل یکلخت شعلے اگلنے لگا اور ڈکسن چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"مس جولیا —— یہاں الماری میں عام ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ اپنے

باس کو کال کر کے ممبرز کو یہاں بلواؤ ۔۔۔ تاکہ اس اڈے کی پوری طرح
تلاشی بھی لی جا سکے ۔۔۔ اور یہاں موجود اسلحہ بھی ہیڈ کوارٹر شفٹ کیا
جا سکے ۔۔۔ باقی رہا جوشان ۔۔۔ تو اس سے پوچھ گچھ میں خود ہی کر
لوں گا" ۔۔۔ عمران نے مڑ کر جولیا سے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ یہ بھی سیکرٹ سروس کا مجرم ہے ۔۔۔ باس خود ہی
اس سے پوچھ گچھ کرے گا ۔۔۔ تم اب فارغ ہو" ۔۔۔ جولیا نے
رعب دار لہجے میں کہا۔ اسے شائد خیال آ گیا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کی
ممبر تو باس ہے۔

"اچھا تو میں اب فارغ ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اگر یہی تم نے
کرنا تھا تو پھر لاؤ میرا معاوضہ ۔۔۔ میں چلا جاتا ہوں" ۔۔۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ ۔۔۔ کیسا معاوضہ" ۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے مزدور کی مزدوری نہ دو گی ۔۔۔ وہ تو کہتے ہیں کہ پسینہ
خشک ہونے سے پہلے مزدوری دینی چاہیئے ۔۔۔ یہاں تو خون بھی
خشک نہیں ہوا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کہتی ہوں جاؤ ۔۔۔ اور اس ٹائیگر کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ ورنہ"
جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر کی وجہ سے وہ اپنا
سیکرٹ سروس والا رعب دکھا رہی ہے۔

"چل بھئی ٹائیگر ۔۔۔ اس دور میں ایسا ہی ہوتا ہے ۔۔۔ کوڑے
ہم کھاتے رہے ۔۔۔ لڑتے ہم رہے ۔۔۔ اور محترمہ اطمینان سے
بیٹھی تماشا دیکھتی رہیں اور اب تم جاؤ کا آرڈر داغ دیا" ۔۔۔ عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر
مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"تم یہاں جولیا کا خیال رکھنا ۔۔۔ یہ جوشان اکیلا نہیں آیا ہو گا ۔۔۔
میں چیک کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے باہر آتے ہی ٹائیگر سے سرگوشی
کرتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سنبھالے وہ تیزی
سے ایک اونچی جھاڑی کے پیچھے رینگ گیا۔ جب کہ ٹائیگر وہیں ایک
جھاڑی کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔

عمران جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک اسے
عقب میں بے تحاشا گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی اور عمران بجلی کی سی
تیزی سے مڑا۔ اور تیزی سے واپس کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔ لیکن وہ ابھی
کیبن تک نہ پہنچا تھا کہ یکلخت کیبن کی طرف سے ایک خوفناک اور دل
ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور عمران دوڑتے دوڑتے یکلخت لڑکھڑا کر منہ
کے بل گرا۔ اس خوفناک دھماکے کے رد عمل سے پورا جزیرہ بُری طرح
لرز رہا تھا اور ابھی پہلے دھماکے کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ یکلخت
مسلسل اس جیسے خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور اس بار یہ دھماکے
اس قدر تیز اور خوفناک تھے کہ جیسے ایٹمی جنگ چھڑ گئی ہو۔ جزیرہ اب
بُری طرح لرزنے لگا تھا۔

عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے جولیا اور ٹائیگر دونوں کی زندگی
کی اُمید نہ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق یہ دھماکے اسی
تہہ خانے میں ہی ہو رہے تھے جس کے اندر جولیا موجود تھی اور باہر ٹائیگر۔
عمران تیزی سے اٹھا اور اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالتا ہوا آگے

بڑھنے لگا۔ ہر طرف گہرا دھواں اور گرد کے بادل چھائے ہوئے تھے۔
اسی لمحے اُسے قریب سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو وہ سانپ کی سی تیزی سے اس طرف کو مُڑ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک جھاڑی میں ٹائیگر کو پڑے بُری طرح تڑپتے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر کا پورا جسم جھلسا ہوا تھا۔ صرف اس کا چہرہ بچ گیا تھا۔ اور جسم سے جگہ جگہ سے خون بہہ رہا تھا۔

"ٹائیگر! — کیا ہوا ٹائیگر" — عمران نے تیزی سے اُسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ج — ج — جولیا کو نکالیں — وہ دلدل میں گر گئی ہے۔ میں نے اُسے بچانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن خوفناک دھماکے نے پورا تہہ خانہ اُڑا دیا — اور میں کسی تنکے کی طرح اڑتا ہوا یہاں آ گرا" — ٹائیگر نے دانت بھینچ کر رُک رُک کر اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں فقرہ مکمل کیا۔ اس کی حالت واقعی خاصی خراب معلوم ہو رہی تھی۔

عمران نے جھک کر ٹائیگر کو اٹھایا اور اُسے کاندھے پر لادے تیزی سے اس طرف دوڑنے لگا جدھر لانچیں وغیرہ موجود تھیں۔ اب دھماکے بند ہو گئے تھے۔ لیکن پورا جزیرہ گرد و غبار اور دھوئیں سے اٹا ہوا تھا۔ اس طرف لانچیں موجود نہ تھیں۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹائیگر! — ٹائیگر ہوش میں آؤ — تمہیں چوٹ نہیں لگی۔ صرف گرنے کی وجہ سے تمہارے گوشت پر ضربات آئی ہیں — ہوش میں آؤ" — عمران نے نیم بیہوش ٹائیگر کو زمین پر رکھ کر بُری طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ج — ج — جی — جی — اچھا — میں ہوش میں ہوں۔ مس جولیا — دلدل" — ٹائیگر نے کہنا شروع کیا لیکن پھر اس کی آواز بند ہو گئی۔

عمران نے جلدی سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس نے یکلخت اُسے اٹھایا اور پھر اس سمیت نیچے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ وہ ٹائیگر سمیت سمندر میں خاصی گہرائی تک اترتا چلا گیا۔ لیکن چند لمحوں بعد سمندر نے اُسے یکلخت واپس سطح کی طرف اچھالا۔ عمران نے یکلخت ٹائیگر کو اچھال کر ایک باہر کو نکلی ہوئی چٹان پر پھینکا اور خود بجلی کی سی تیزی سے تیرتا ہوا جزیرے کے اس طرف کو جانے لگا جدھر اس کے مطابق وہ دلدل موجود تھی۔

جزیرے کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے جیسے ہی وہ گھوما اُسے تین لانچیں کھڑی ہوئی نظر آئیں۔ یہ لانچیں ایک چٹان کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔ عمران تیزی سے ان لانچوں کی طرف تیرنے لگا۔ کہ اچانک اُسے اپنی ٹانگ پر ایک زوردار جھٹکا محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے پورے جسم میں درد کی خوفناک لہر دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے مڑا تو اس نے ایک بڑی سی مچھلی کو اپنی ٹانگ پر زور آزمائی کرتے دیکھا اس مچھلی کے دانت عمران کی ٹانگ میں پیوست تھے اور وہ عمران کو سمندر کی تہہ میں گھسیٹنے کے لئے زور لگا رہی تھی۔

عمران نے یکلخت مُڑ کر پوری قوت سے دونوں ہاتھوں سے مچھلی کا جبڑا پکڑا۔ اس کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس کی ٹانگ مچھلی کے دانتوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ مچھلی مسلسل اُسے پیچھے کھینچے جا رہی تھی۔

عمران نے یکلخت اپنی ایک انگلی اس کی چھوٹی مگر آگ کی طرح جلتی ہوئی آنکھ میں پوری قوت سے ماری اور دوسرے لمحے مچھلی بری طرح تڑپی اور عمران کی ٹانگ اس کے خوفناک دانتوں کی گرفت سے نکل گئی۔ تڑپ کر مچھلی نے یکلخت گھوم کر اپنی دُم عمران کی پسلیوں میں مارنی چاہی۔ مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے نیچے غوطہ کھا گیا اور پھر جیسے ہی مچھلی نے مڑ کر اس کے پیچھے غوطہ کھانا چاہا۔ عمران تیزی سے گھومتا ہوا اس کے اوپر آیا اور اس بار وہ اس کی دوسری آنکھ میں بھی انگلی مارنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب مچھلی وہیں پانی میں ہی اِدھر اُدھر چکرانے لگی۔ وہ اندھی ہو چکی تھی۔

اس کے اندھا ہوتے ہی عمران تیزی سے اُوپر کو اٹھتا گیا مچھلی نے لہروں کی مدد سے اس کا پیچھا کرنا چاہا۔ لیکن عمران کی رفتار بے حد تیز تھی۔ کیونکہ اتنی دیر مسلسل پانی میں رہنے کی وجہ سے اس کا سینہ اب پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔ ٹانگ بھی اسے مفلوج محسوس ہو رہی تھی۔ اور اسے سب سے زیادہ خطرہ اس بات سے تھا کہ یہ مچھلی جس خاندان سے تعلق رکھتی تھی وہ گروہوں کی صورت میں سمندر میں گھومتی رہتی ہیں یہ اکیلی نجانے کس طرح ادھر آنکلی تھی۔ اور کسی بھی لمحے اس کا گروہ وہاں پہنچ سکتا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ گروہ کے نرغے میں پھنسنے کے بعد اس کا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا تھا۔ اس لئے وہ جلد از جلد لانچ تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔

اور پھر شائد اس کی قسمت اچھی تھی کہ جیسے ہی وہ لانچ پر چڑھا، اس نے سمندر کے اندر یکلخت تیز ہلچل محسوس کی اور دوسرے لمحے لانچ کے گرد

اس خوفناک مچھلی کی نسل کی بلا مبالغہ سینکڑوں مچھلیاں تیزی سے لانچ کی طرف بڑھتی دکھائی دیں۔ وہ لانچ کی دوسری سمت سے آ رہی تھیں اس لئے بھی عمران بروقت لانچ پر چڑھ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا اس کی بائیں ٹانگ کام نہ کر رہی تھیں۔ مگر وہ اُسے گھسیٹتا ہوا تیزی سے سٹیرنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سٹیرنگ کے ساتھ ہک کیا ہوا لنگر ہٹا دیا اور پھر انجن کے سیف ڈھکن کا بڑا سا پیچ کھولنے لگا اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ڈھکن کھول کر اس میں سے انگلی کی مدد سے دو تاریں کھینچیں اور زور دار جھٹکے سے ان دونوں تاروں کو درمیان سے توڑ کر اس نے ان کے ٹوٹے ہوئے سرے آپس میں ملا دیئے۔ دوسرے لمحے انجن ایک جھٹکے سے سٹارٹ ہو گیا۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ لپیٹ کر اس نے لانچ کو چلایا اور تیزی سے بیک کر کے وہ اُسے جزیرے کے ساتھ ہی آگے بڑھائے لئے گیا لیکن پانی کے اندر ہر طرف ڈوبی ہوئی سپاٹ چٹانیں تھیں۔ عمران کو اس راستے کی تلاش تھی جس میں سے سمندر کا پانی اس دلدل نما کنوئیں میں جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے جال اور اپنے جسم پر موجود جو گارا دیکھا تھا، وہ خاصا پتلا تھا جب کہ دلدل میں موجود گارا خاصا سخت تھا۔ اس سے اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ سمندر کا پانی دلدل میں ڈال کر انہیں جال کی مدد سے نکالا گیا ہو گا۔ ورنہ وہ جال میں کسی صورت نہ آسکتے تھے۔ لیکن کہیں کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔

لانچ چلاتے ہوئے اچانک عمران کی نظریں کنارے پر پانی میں ڈوبی ہوئی دو چٹانوں پر پڑیں تو اس نے ایک جھٹکے سے جڑی ہوئی تاریں

کھینچ کر انجن بند کر دیا۔ اور پھر اس نے لانچ کے اندر پڑی ہوئی رسی کا بنڈل اٹھایا اور اس نے ایک سرے کو سٹیرنگ سے باندھ کر اس نے دوسرا سرا پانی سے باہر نکلی ہوئی ایک چٹان پر پھینکا اور خود اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ اور تیزی سے تیرتا ہوا کنارے کی چٹان پر چڑھ گیا۔ اس نے رسی کو چٹان کے کنارے پر موجود ایک بڑے پتھر سے باندھا اور پھر نیچے پانی میں اتر گیا۔ ان دونوں چٹانوں کے درمیان میں ایک گہری سرنگ سی اُسے نظر آئی تھی اور اس سرنگ کا انداز دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ پانی اسی راستے سے ہی اس کنوئیں نما دلدل میں جاتا ہوگا۔ سرنگ میں پانی بھرا ہوا تھا۔ وہ تیرتا ہوا تھوڑا ہی آگے بڑھا ہوگا کہ یکلخت اس کا جسم لوہے کی کسی پلیٹ سے ٹکرایا۔ سرنگ میں خاصا اندھیرا تھا اس لئے اس نے ٹٹول کر اس پلیٹ کو دیکھا۔ اس پلیٹ نے آگے پانی کا راستہ بند کیا ہوا تھا۔ اور یہ پلیٹ پوری سرنگ میں پھیلی ہوئی تھی۔

عمران نے سانس روکا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے پلیٹ کے کناروں پر ہاتھ پھیرا۔ اور پھر اس کا ہاتھ ایک اُبھری ہوئی جگہ پر رک گیا۔ اس نے زور سے اس اُبھری ہوئی جگہ پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی پلیٹ تیزی سے پچھلی طرف اوپر کو اٹھ گئی اور سمندر کا پانی ریلے کی صورت میں آگے بڑھنے لگا۔ اس ریلے میں عمران بھی شامل تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ پانی سمیت کنوئیں میں جا گرا۔ کنوئیں میں گرتے وقت اُسے سامنے ہی جولیا کا جسم دلدل میں ڈوبتا ہوا نظر آ گیا تھا کیونکہ کنوئیں میں روشنی تھی۔ اوپر سے اس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا اس لئے وہاں

ہوا بھی موجود تھی۔

جولیا کی صرف گردن اور سر دلدل سے باہر تھا ورنہ اس کا پورا جسم دلدل میں دھنس چکا تھا۔ جولیا کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ بُری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

پانی کے ساتھ ہی عمران تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا اور پھر اس نے جولیا کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑی اور زور سے اُسے پیچھے کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ دلدل میں پانی بھر جانے کی وجہ سے دلدل کی جکڑن ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے جولیا کا جسم آہستہ آہستہ باہر کو آنا شروع ہو گیا۔

جب جولیا کے بازو باہر آئے تو عمران نے گردن چھوڑ کر اس کے بازو پکڑے اور پھر زور کے جھٹکے دے کر اس نے اُسے پوری طرح دلدل سے نکالا اور تیزی سے واپس اسی سرنگ میں تیرنے لگا جہاں اب پوری طرح پانی بھر چکا تھا۔

تیزی سے تیرتا ہوا تھوڑی دیر بعد عمران، جولیا سمیت واپس سمندر میں پہنچ گیا۔ اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس نے جولیا کو سمندر سے لانچ میں منتقل کر دیا۔ اور خود دوبارہ تیرتا ہوا کنارے کی طرف گیا اور اس چٹان پر چڑھ کر جس کے پتھر سے رسی بندھی ہوئی تھی رسی کھولی اور اُسے اچھال کر لانچ میں پھینکنے کے ساتھ ہی وہ سمندر میں کود گیا۔ چند لمحوں بعد وہ لانچ میں سوار ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کی حالت چیک کی اور اُسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ جولیا صرف خوف اور دہشت کی وجہ سے بیہوش ہے۔ چونکہ کنوئیں کا

اوپر والا ڈھکن کھلا ہوا تھا۔ اس لئے کنوئیں میں وہ زہریلی گیس موجود نہ تھی جس نے ان کی چند لمحوں میں ہی حالت غیر کر دی تھی۔

جولیا کی طرف سے تسلی ہوتے ہی عمران نے لانچ سٹارٹ کی اور اُسے چلاتا ہوا واپس اس طرف کو چل پڑا۔ جدھر وہ ایک چٹان پر ٹائیگر کو پھینک آیا تھا۔

ٹائیگر بدستور چٹان پر پڑا ہوا تھا۔ عمران کی لانچ جیسے ہی وہاں پہنچی عمران کو دُور سے کوسٹ گارڈز کی تیز رفتار لانچیں سائرن بجاتی ہوئی جزیرے کی طرف آتی دکھائی دیں۔ وہ شاید دھماکوں کی آوازیں سُن کر اور آسمان کی طرف بلند ہوتے دھوئیں اور گرد کے بادل دیکھ کر صورتحال معلوم کرنے آ رہی تھیں۔

عمران نے لانچ چٹان کے قریب روکی اور خود اس نے دونوں ہاتھ بلند کر کے چٹان پر پڑے ہوئے ٹائیگر کو گھسیٹا اور اُسے دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر لانچ کے فرش پر لٹا دیا۔ لیکن ٹائیگر کی حالت دیکھتے ہی اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔ ٹائیگر زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

اسی لمحے کوسٹ گارڈز کی لانچیں اس کے قریب آ کر رُک گئیں اور عمران کی آنکھیں ان میں موجود ایک لانچ کو دیکھتے ہی چمک اٹھیں۔ یہ ہنگامی طبی امداد دینے والی لانچ تھی۔

کوسٹ گارڈز کی لانچیں رُکتے ہی کئی گارڈز عمران کی لانچ میں آ گئے۔

"سنٹرل انٹیلی جنس ۔۔۔ ان دونوں کی حالت خراب ہے۔ جلدی کرو۔ انہیں طبی امداد دو" ۔۔۔ عمران نے زور سے چیختے ہوئے کہا اور

کوسٹ گارڈز سنٹرل انٹیلی جنس کا نام سنتے ہی تیزی سے جولیا اور ٹائیگر کی طرف دوڑ پڑے اور پھر چند لمحوں میں ہی انہیں طبی امداد دینے والی لانچ میں منتقل کر دیا گیا۔ اور لانچ میں موجود ڈاکٹر ان کو طبی امداد دینے میں مصروف ہو گئے۔ لانچ کے نچلے حصے میں باقاعدہ ایک چھوٹا ہسپتال قائم تھا جس میں ہنگامی نوعیت کے آپریشن کرنے کے انتظامات بھی موجود تھے۔

عمران طبی امداد والی لانچ کے اوپر والے حصے میں بیٹھ گیا۔

"آپ بھی زخمی ہیں سر" ۔۔۔ ایک آفیسر نے عمران کی ٹانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں پنڈلی والی جگہ سے پتلون اُدھڑی ہوئی تھی اور زخموں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

"میری فکر چھوڑو ۔۔۔ ان دونوں کو دیکھو" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر انہیں طبی امداد دے رہے ہیں جناب" ۔۔۔ آفیسر نے جواب دیا۔

"معلوم کرو ان کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ عمران نے بے چین لہجے میں کہا اور افسر سر ہلاتا ہوا نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

باقی لانچوں میں موجود کوسٹ گارڈز جزیرے پر چڑھ گئے تھے صرف ان کا آفیسر ہی طبی امداد والی لانچ میں عمران کے ساتھ آیا تھا۔

"سر ۔۔۔ وہ محترمہ تو ہوش میں آ گئی ہیں ۔۔۔ ان کی حالت خطرے سے باہر ہے ۔۔۔ لیکن دوسرے صاحب کی حالت ابھی خطرناک ہے ۔۔۔ ڈاکٹر انہیں بچانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں دعا کریں۔"

آفیسر نے واپس آکر نرم لہجے میں کہا اور عمران یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے نیچے کی طرف بڑھنے لگا۔

"آپ زخمی ہیں ——— یہاں بیٹھیں" ——— آفیسر نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ آفیسر! ——— میرا ساتھی مر رہا ہے اور میں یہاں بیٹھا رہوں ——— میں خود دیکھتا ہوں" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور آفیسر اس کا لہجہ سن کر ٹھٹھک کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور عمران لات گھسیٹتا ہوا تیزی سے نچلے حصے کی طرف بڑھتا گیا۔

ایک بیڈ پر جولیا لیٹی ہوئی تھی اُسے گلوکوز لگا ہوا تھا اور ایک ڈاکٹر اور ایک نرس اس پر جھکے ہوئے انجکشن لگانے میں مصروف تھے۔ جب کہ دوسرے بیڈ پر ٹائیگر موجود تھا اور دو ڈاکٹرز اور دو نرسیں اس پر جھکی ہوئی تھیں۔ گلوکوز اور خون کی بوتلیں لگی ہوئی تھیں اور ایک ڈاکٹر ٹائیگر کے سینے کی مالش میں مصروف تھا۔

"ڈاکٹر! ——— اس کے خون میں بارود کا زہر شامل ہو گیا ہے ——— تمہارے پاس انٹی جی۔ پی انجکشن ہو گا ——— اس کے ڈبل ڈوز لگاؤ" عمران نے قریب آکر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ——— لیکن اس کے ناک سے بہنے والی رطوبت تو نیلی نہیں ہے" ——— ڈاکٹر نے تیزی سے مڑ کر عمران سے کہا۔

"احمق آدمی! ——— یہ عام بارود نہیں ہے ——— یہ ٹی۔ پی تھرٹین بارود تھا ——— دیکھ نہیں رہے اس کی آنکھوں کے نیچے گوشت نہ صرف اُبھر آیا ہے بلکہ اس پر گہرے سُرخ رنگ کی دھاری بھی ہے۔ جلدی کرو

انجکشن لگاؤ۔ ورنہ ———" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر تیزی سے سائیڈ پر موجود سٹول پر رکھے بیگ کی طرف مُڑ گیا۔ اور چند لمحوں بعد ٹائیگر کی رگ میں انٹی جی۔ پی انجکشن کی ڈوز انجیکٹ ہونے لگی۔

ٹائیگر کے سینے کی مالش میں مصروف ڈاکٹر نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ روک لیے۔

"دل معمول پر آنے لگا ہے" ——— مالش کرنے والے ڈاکٹر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— انجکشن نے اثر کرنا شروع کر دیا ہے" ——— عمران نے جلدی سے کہا اور پھر ٹائیگر کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔

انجکشن بڑی آہستگی سے لگایا جا رہا تھا لیکن جیسے جیسے انجکشن میں موجود محلول ٹائیگر کے جسم میں جا رہا تھا ٹائیگر کی ڈوبتی ہوئی نبض آہستہ آہستہ اُبھرتی آ رہی تھی۔

"انٹی ری ایکشن انجکشن ہے" ——— عمران نے دوسرے ڈاکٹر سے پوچھا۔

"جی ہاں ہے ——— لیکن ———" ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

"وہ لگاؤ اسے ——— ورنہ ری ایکشن شروع ہو گیا تو یہ بچ نہ سکے گا ——— جلدی کرو" ——— عمران نے اس کا فقرہ کاٹ کر چیختے ہوئے کہا اور ڈاکٹر تیزی سے سٹینڈ پر رکھے بیگ کی طرف مُڑا۔

ٹائیگر کا سینہ تیزی سے پھولنا پچکنا شروع ہو گیا تھا۔

"اوہ! ——— ری ایکشن ہونے لگا ہے" ——— انجکشن لگاتے ہوئے ڈاکٹر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو ڈاکٹر بل ۔۔۔ ابھی یہ ری ایکشن ابتدائی مرحلے میں ہے۔" عمران نے چیخ کر دوسرے ڈاکٹر سے کہا جو انجکشن تیار کرنے میں لگا ہوا تھا اور ڈاکٹر نے جلدی سے خالی شیشی ایک طرف پھینکی اور پھر بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر سوئی ٹائیگر کے گوشت میں گھونپ کر اس نے پوری قوت سے نلکی کے سرے کو دبا دیا۔ پلک جھپکنے میں سرنج خالی ہو گئی اور ڈاکٹر نے سوئی واپس کھینچ لی۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا تیزی سے پھولتا پچکتا سینہ نارمل ہونے لگا۔ اور عمران نے اطمینان کی طویل سانس لی۔ ٹائیگر بچ گیا تھا۔ اسے آفیسر کی بات سنتے ہی اچانک خیال آ گیا تھا کہ کہیں ڈاکٹر ٹائیگر کو صرف خالی بیہوش سمجھ کر ہی اس کا علاج نہ کر رہے ہوں۔ کیونکہ وہ ٹائیگر کے چہرے پر مخصوص بارودی اثرات دیکھ چکا تھا اس لئے وہ خود دوڑ پڑا تھا۔ اور اس کے آنے کی وجہ سے ہی ٹائیگر کا صحیح اور بروقت علاج ہو گیا تھا۔ اگر وہ چند لمحے اور نہ آتا تو ٹائیگر کا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔

"آپ ڈاکٹر ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر کی طرف سے اطمینان ہوتے ہی دونوں ڈاکٹروں نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے کسی نے میڈیکل کالج میں داخلہ ہی نہ دیا تھا ۔۔۔ کہتے تھے کہ ایف۔ ایس۔ سی میں تمہارے نمبر کم ہیں ۔۔۔ اس لئے مجبوراً مجھے سائنس میں ڈاکٹریٹ کرنی پڑی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سائنس میں ڈاکٹریٹ! ۔۔۔ تو کیا آپ واقعی طب کے ڈاکٹر نہیں ہیں" ۔۔۔ ؟ دونوں ڈاکٹروں نے اس طرح حیرت بھرے انداز میں کہا جیسے انہیں عمران کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

"بتایا تو ہے کہ ایف۔ ایس۔ سی میں نمبر کم تھے" ۔۔۔ عمران نے

کہا اور جولیا کی طرف مڑ گیا جو اب ہوش میں آ چکی تھی۔

"اوہ عمران! ۔۔۔ میں کیسے بچ گئی ۔۔۔ کیا میں واقعی بچ گئی ہوں۔ وہ خوفناک دلدل ۔۔۔ وہ کہاں ہے" ۔۔۔ جولیا نے عمران کو دیکھتے ہی یکلخت ہذیانی انداز میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح برسنے لگے تھے۔ اور عمران نے اسے تسلی دینے کے لئے مختصر الفاظ میں اسے تفصیل بتا دی کہ کس طرح اس نے اسے سرنگ سے داخل ہو کر باہر نکالا تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم کس قدر عظیم ہو ۔۔۔ انتہائی عظیم ۔۔۔ تم نے مجھے زندگی دی ہے ۔۔۔ مجھ پر احسان کیا ہے" ۔۔۔ جولیا نے بے اختیار آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"عظیم! ۔۔۔ کیا تمہاری یادداشت تو غائب نہیں ہو گئی ۔۔۔ میرا نام عظیم نہیں ۔۔۔ عمران ہے ۔۔۔ ارے پلیز! ۔۔۔ ذرا یادداشت کو قابو میں رکھنا ۔۔۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ تم وہ شادی کا وعدہ بھی بھول جاؤ بڑی مشکل سے تو تم نے ہاں کی تھی" ۔۔۔ عمران نے جھک کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا آنکھیں کھول کر بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کی آنکھوں میں ایسے تاثرات ابھر آئے تھے کہ عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"تم ۔۔۔ تم ۔۔۔ میں جاؤں ۔۔۔ اب تو میں بالکل فارغ ہوں ناں" ۔۔۔ عمران نے سہمے سے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑنے لگا ہی تھا کہ جولیا نے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"تم کہیں نہیں جا سکتے ۔۔۔ سمجھے" ۔۔۔ جولیا نے لہجے کو مصنوعی

طور پر سخت بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— ارے ——— چلو مزدوری نہ دینا ——— میں خود ہی اپنا خون خشک کر لونگا" ——— عمران نے رونے والے لہجے میں کہا۔

"تمہیں اب پوری مزدوری ملے گی عمران! ——— اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے ——— قطعی اور آخری فیصلہ" ——— جولیا نے جذبات سے رندھے ہوتے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ——— ابھی سے فیصلہ ——— لاحول ولا قوۃ ——— نکاح ہوا نہیں اور فیصلہ پہلے ——— اوہ! میری قسمت ہی اُلٹی ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر جلدی سے جولیا کی گرفت سے کلائی چھڑا کر وہ باہر کی طرف لپک گیا۔ کیونکہ جولیا کی آواز اور اس کے چہرے پر پھیلنے والے جذبات نے اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی تو کیا پورے فائر بریگیڈ کے سائرن بجانے شروع کر دیتے تھے۔

"تم ——— تم مجھ سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے ——— میں نے فیصلہ کر لیا ہے" ——— جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز عمران کے کانوں میں پڑ گئی تھی۔ لیکن عمران نے کان دبائے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

دانش منزل کے میٹنگ رُوم میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز موجود تھے۔ ایکسٹو نے انہیں کال کیا تھا۔ ان میں عمران بھی موجود تھا۔

"عمران صاحب! ——— جولیا نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے زخمی ہونے کے باوجود اپنی جان پر کھیل کر ان کی زندگی بچائی ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا ——— ایک ہی سکوپ ہے زندگی میں ——— وہ بھی ختم ہو جاتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تمام ممبرز بے اختیار ہنس پڑے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا، دیوار میں نصب لاؤڈ سپیکر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں اُبھرنے لگیں اور وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہیلو ممبرز! ——— میں نے آپ کو اس کیس کی تفصیلات بتانے کے لئے یہاں بلوایا ہے ——— کیونکہ جس انداز میں یہ کیس شروع ہوا اور

ختم ہوا۔ اس کی وجہ سے چند الجھنیں آپ کے ذہنوں میں موجود ہوں گی اور چونکہ میرے نقطہ نظر سے ابھی یہ کیس مکمل طور پر ختم نہیں ہوا۔ اس لئے میں نے بہتر یہی سمجھا کہ اس کیس سے متعلق تمام تفصیلات آپ پر واضح ہو جائیں" ایکسٹو کی مخصوص آواز لاؤڈ سپیکر سے برآمد ہوئی۔

" گگ ۔۔ گگ ۔۔ کیس مکمل نہیں ہوا ۔۔ میں نے تو سوچا تھا کہ لڈو کھانے کو ملیں گے چاہے لڑکا ہوا ہو یا لڑکی ۔۔ اب تو دونوں صورتوں میں ہی لڈو مل جاتے ہیں ۔۔ مگر آپ تو کہہ رہے ہیں کہ ابھی کیس ہی مکمل نہیں ہوا" ۔۔ عمران نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم خاموش رہو ۔۔ اب اگر تم بولے تو میں تمہیں اٹھا کر باہر پھینکوا دوں گا" ۔۔ ایکسٹو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" سس ۔۔ سوری ۔۔ آجکل واقعی ایسا زمانہ آگیا ہے کہ ہر کوئی کمزور کو ہی دباتا ہے ۔۔ جولیا بھی یہی کہتی ہے کہ تم فارغ ہو جاؤ ۔۔ آپ بھی یہی دھمکی دیتے ہیں ۔۔ ٹھیک ہے زمانہ ہی ایسا ہے" ۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اتنی زور سے اپنے جبڑے بھینچ لئے جیسے اب اس نے زندگی بھر نہ بولنے کی قسم کھالی ہو۔

" ہاں تو ممبرز ۔۔ اس کیس میں بین الاقوامی تنظیم بگ ہیڈ ملوث تھی جو پوری دنیا میں جدید اسلحے کی فروخت کا کام کرتی ہے ۔۔ اس تنظیم نے پاکیشیا میں بھی اپنے قدم جمانے کا فیصلہ کیا اور اس کا ایک ایجنٹ یہاں آگیا ۔۔ اس نے کھلے سمندر میں ایک ویران جزیرے پر اپنا اڈہ قائم کیا اور پھر یہاں کے ایک مقامی آدمی جولی کی مدد سے اس نے یہاں مختلف پارٹیوں کو جدید اسلحہ ناجائز طور پر سپلائی کرنا شروع

کر دیا ۔۔ پھر جولی کے ساتھ مل کر ان کا پروگرام یہ بنا کہ اس کاروبار کو یہاں وسعت دی جائے۔ چنانچہ جولی نے یہاں نسلی فسادات پھیلا کر اسلحے کی کھپت کے مواقع پیدا کرنے کا پروگرام بنایا ۔۔ ادھر ڈکسن نے دو مقامی غنڈوں کی مدد سے بحریہ کے ہیڈ کوارٹر سے متروک لائٹ ہاؤسز کی فائل اڑا لی تاکہ ان لائٹ ہاؤسز کے نیچے تہہ خانوں کو اسلحے کے سٹاک کے لئے استعمال کیا جا سکے ۔۔ لیکن یہ فائل جس شخص سے اڑائی گئی تھی وہ عمران کا ہمسایہ تھا۔ اس طرح عمران کو اس فائل کا پتہ چلا۔ لیکن چونکہ بظاہر اس کی کوئی اہمیت نہ تھی اس لئے اس نے اس طرف پوری توجہ نہ کی ۔۔ لیکن جس کار کے ذریعے یہ واردات کی گئی تھی اس کار میں ایک اخبار ملا جس میں ایک میلے کا اشتہار تھا جس میں جدید اسلحے کی شوٹنگ کے سٹال کے گرد سرخ دائرہ لگایا گیا تھا ۔۔ جب یہ اخبار مجھ تک پہنچا تو مجھے اس سارے کھیل کے پیچھے اسلحے کی سمگلنگ کا شبہ ہوا ۔۔ اس سے پہلے بھی ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ ملک میں ناجائز مگر انتہائی جدید اسلحہ بڑے پیمانے پر پہنچ رہا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سیکرٹ سروس کی لائن کا کام نہ تھا اس لئے میں نے اس پر توجہ نہ دی۔ لیکن لائٹ ہاؤسز کی فائل اڑانے اور اسلحے کی سمگلنگ کو جب یکجا کر کے دیکھا گیا تو مجھے اس طرف توجہ کرنی پڑی ۔۔ چنانچہ عمران کو اس کی مزید انکوائری پر لگایا گیا ۔۔ میلے کا آرگنائزر اور کار کا مالک جانسن کیفے کا مالک جانسن تھا ۔۔ اسے چیک کیا گیا تو وہ بے ضرر ثابت ہوا۔ مگر اس سے بات چیت میں ایک شخص ڈرنی کا نام سامنے آیا ۔۔ ڈرنی پر جال ڈالنے کے لئے عمران اس سے اسلحے کے سمگلر کے روپ میں ملا۔

تو اس کا بھی بظاہر اسلحے کے کاروبار سے کوئی تعلق نظر نہ آیا ——— لیکن
اس طرح ایک اور شخص جولی کا نام سامنے آیا ——— چنانچہ عمران جولی کو
ٹٹولنے کے لئے اس کی بار میں پہنچا تو جولی کو قتل کر دیا گیا ——— وہاں
سے عمران کو ایک ڈائری ملی جس سے بگ ہیڈ کے بارے میں معلومات
ملیں ——— ادھر جولی کے کارندے مارٹی کے فلیٹ کی تلاشی سے
ایک کارڈ ملا جس پر ایک سرکاری ادارے کی لانچ کا نمبر درج تھا چنانچہ
عمران اس لانچ کا پتہ کرنے گھاٹ پر پہنچا تو وہاں جولیا اور دوسرے
ممبرز پہلے ہی مشکوک افراد کی پڑتال کے لئے پہنچے ہوئے تھے کیونکہ
اسلحے کی سمگلنگ سوائے سمندری راستے کے اور کسی طرح نہ ہو سکتی تھی۔
اس لئے میں نے انہیں بھیجا تھا ——— وہاں جولیا نے ایک غیر ملکی
کو مشکوک سمجھا ——— وہ غیر ملکی سرکاری لانچ میں بیٹھ کر کھلے سمندر
میں گیا تھا ——— جب عمران نے مجھے مارٹی کے کارڈ پر لانچ کے
نمبر کے متعلق بتایا تو میں نے اسے سرکاری ادارے کی اس لانچ کی پڑتال
کا حکم دیا اور عمران اپنے ساتھی ٹائیگر سمیت گھاٹ پر پہنچا ——— وہاں
عمران نے جولیا سے مل کر جب اس لانچ کے بارے میں پڑتال کی تو پتہ
چلا کہ یہ لانچ تو گذشتہ دو ماہ سے ورکشاپ میں ہے اور مارٹی کے فلیٹ
سے ملنے والا لانچ کا نمبر اور جس لانچ میں وہ غیر ملکی کھلے سمندر میں گیا
تھا دونوں کا نمبر ایک ہی تھا ——— اس طرح صورت حال واضح
ہو گئی کہ وہ غیر ملکی لازماً مشکوک ہے اور اس کو چیک کرنے کے لئے
عمران۔ جولیا اور ٹائیگر سمیت ایک پرائیویٹ لانچ کے ذریعے جزیرہ سالڈ
پہنچ گئے ——— اور وہاں انہیں ایک خفیہ تہہ خانہ دستیاب ہو گیا۔"

"خفیہ خزانہ ——— ارے کمال ہے ——— کہاں ہے وہ خزانہ ——— ؟
مجھے کیوں نہیں بتایا" ——— عمران جو خاموش بیٹھا تھا یکلخت تیزی
سے نہ صرف بول پڑا بلکہ اس نے جولیا کو اس طرح آنکھیں دکھائیں جیسے
خفیہ خزانہ جولیا نے چھپا لیا ہو۔
"تم خاموش نہیں رہ سکتے" ——— ایکسٹو کی کڑکدار آواز سنائی دی۔
"جناب! ——— خفیہ خزانہ ملا ہو ——— اور مجھے پتہ بھی نہ چلنے دیا ہو۔
پھر میں کیسے خاموش رہ سکتا ہوں ——— آپ کو تو علم ہے کہ سلیمان نے
مجھے سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہوں کا نوٹس دیا ہوا ہے ———
سپرنٹنڈنٹ فیاض نے فلیٹ کے تین سال کے کرائے کا مطالبہ کر رکھا
ہے ——— دھوبی ——— نائی ——— سٹورز کے مالکان جن سے
ادھار چلتا تھا اپنے اپنے لمبے لمبے بل بھجوا رکھے ہیں ——— اور آپ
کہتے کہ خزانے کا سن کر میں خاموش رہوں ——— یہ ظلم ہے جناب!
انتہائی ظلم" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"تنویر! ——— اسے اٹھا کر دانش منزل سے باہر پھینک دو ———
اور اگر یہ مزاحمت کرے تو گولی مار دو" ——— ایکسٹو کی انتہائی
غضب ناک آواز سنائی دی اور تنویر تو شاید ایسے موقع کے انتظار میں
تھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔
"ارے پہلے مجھے اٹھا کر باہر تو پھینکو ——— تم نے تو پہلے ہی
ریوالور نکال لیا ——— یعنی حکم کے پہلے حصے کو بعد میں ——— اور
بعد والے کو پہلے پورا کرنا چاہتے ہو ——— کمال ہے۔ یہ تو دھاندلی
ہے" ——— عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"باہر چلو ورنہ" ——— تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے ——— اتنا غرانے کی کیا ضرورت ہے ——— چڑیا گھر میں نظر آؤ گے کسی پنجرے میں ٹہلتے ہوئے ——— یہ بتادوں" ——— عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اچھل کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تنویر بس ——— تم بیٹھ جاؤ" ——— ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور تنویر جو دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا جھجک کر واپس مڑا۔ اور اس نے ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

سب ممبروں کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ کیونکہ انہوں نے جولیا کے چہرے پر پھیلنے والے تاثرات دیکھ لئے تھے وہ تنویر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ لیکن شائد ایکسٹو کی وجہ سے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

میں تفصیلات بتا رہا تھا ——— اس خفیہ تہہ خانے میں پہنچ کر عمران کو وہی لائٹ ہاؤس والی فائل مل گئی ——— وہاں اسلحے کے مخصوص صندوق بھی موجود تھے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا ——— بگ ہیڈ کا ایجنٹ ڈکسن اور اس کا ساتھی جیگر ——— یہ وہی جیگر تھا جو جولی کو قتل کر کے واپس آیا تھا اور جسے جولیا نے مشکوک سمجھا تھا۔ وہ واپس آگئے۔ تو انہوں نے عمران، جولیا اور ٹائیگر کو اسی غار کے نیچے بنے ہوئے ایک قدرتی کنوئیں میں پھینک دیا جس میں خوفناک دلدل تھی۔ لیکن پھر اس نے پوچھ گچھ کی غرض سے اس دلدل میں پانی چھوڑ دیا اور جال کی مدد سے ان تینوں کو اوپر کھینچ لیا ——— ان کی حالت خراب تھی لیکن انہیں اس نے آکسیجن مہیا کی اور یہ تینوں بچ نکلے ——— عمران کے

ناخنوں سے بلیڈ اتار لئے گئے تھے اس لئے عمران بے بس ہو گیا ——— اس دوران بگ ہیڈ کے چیف باس کی کال آگئی جس میں اس نے ڈکسن کو مشہور مجرم جوشان کی آمد کی اطلاع دی ——— جوشان کو یہاں سیکرٹ سروس اور عمران کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا تھا ——— لیکن عمران نے ٹائیگر کی مدد سے ان دونوں کو قابو کر لیا ——— جوشان کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے توڑ کر عمران نے اُسے بے کار کر دیا تھا اور ڈکسن کو پوچھ گچھ کے بعد گولی ماردی گئی تھی ——— جیگر کو بھی پہلے گولی ماردی گئی تھی ——— اس طرح بظاہر مشن ختم ہو گیا اور جولیا نے مجھ سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔ چونکہ وہاں ٹائیگر موجود تھا اس لئے اس نے عمران اور ٹائیگر کو چلے جانے کے لئے کہا ——— لیکن عمران کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں جوشان کے ساتھی باہر موجود نہ ہوں ——— چنانچہ اس نے ٹائیگر کو وہیں چھوڑا اور خود جائزے کے لئے جزیرے کے کنارے کی طرف گیا ——— لیکن اس دوران تہہ خانے میں خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر مسلسل دھماکے ہونے لگے ——— جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ عمران اور ٹائیگر کے جانے کے بعد وہ الماری میں موجود ایک ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ وہاں موجود ٹرانسمیٹر جاگ پڑا ——— یہ مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر تھا جس کے ساتھ ہیڈ فون منسلک تھا۔ جولیا نے ہیڈ فون اٹھا کر ابھی پہنا ہی تھا کہ چیف باس کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی ——— اسی لمحے جوشان نے چیخ کر چیف باس کو بتا دیا کہ انہیں قابو کر لیا گیا ہے ——— جولیا جوشان کی زبان بند کرنے کے لئے مڑی ہی تھی کہ یکلخت ٹرانسمیٹر ایک خوفناک ترین دھماکے سے

پھٹ گیا اور جولیا اس خوفناک دھماکے کی وجہ سے اچھل کر فرش پر گری۔ اسی لمحے ٹائیگر جو باہر موجود تھا جولیا کو بچانے کے لئے بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا ہی تھا کہ اس الماری کے نیچے موجود کوئی خوفناک بم پھٹ پڑا۔ یہ اس قدر خوفناک بم تھا کہ ٹائیگر کسی تنکے کی طرح فضا میں اڑتا ہوا باہر جا گرا ——— لیکن جولیا جس جگہ گری تھی وہاں وہ دلدل والا کنواں تھا۔ خوفناک بم کی وجہ سے اس کا ڈھکن ہٹ گیا اور جولیا اس کے اندر جا گری اور دلدل میں دھنسنے لگی ——— پورا تہہ خانہ اڑ گیا۔ اور وہاں موجود اسلحہ بھی مسلسل دھماکوں سے پھٹنے لگا ——— عمران دھماکوں کی آوازیں سن کر واپس پلٹا تو وہ ٹائیگر سے ٹکرا گیا جو شدید زخمی تھا ——— ٹائیگر نے بتایا کہ جولیا دلدل والے کنوئیں میں گر گئی ہے اس پر عمران ٹائیگر کو اٹھائے کنارے پر آیا لیکن ان کی لانچ وہاں سے ہٹا کر جزیرے کی دوسری سمت پہنچا دی گئی تھی ——— چنانچہ عمران ٹائیگر کو وہاں چٹان پر چھوڑ کر سمندر میں تیرتا ہوا اس طرف آیا۔ وہ اب جولیا کو اس دلدل سے بچانا چاہتا تھا ——— راستے میں خوفناک آرک مچھلی نے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ لیکن عمران نے بے پناہ ہمت کرتے ہوئے اس خوفناک مچھلی کو اندھا کر دیا اور اس کی زد سے بچ کر وہ لانچ تک پہنچ گیا ——— اس کے بعد اس نے وہ سرنگ تلاش کی جس سے سمندر کا پانی اس دلدل میں جاتا تھا ——— عمران اندر گیا چونکہ تہہ خانہ تباہ ہو چکا تھا اس لئے اس سرنگ کا وہ سسٹم جس نے پانی کو روک رکھا تھا بے کار ہو چکا تھا ——— اس لئے عمران اسے کھولنے میں کامیاب ہو گیا اور پانی کے ریلے کے ساتھ ہی وہ دلدل میں پہنچ گیا۔

جہاں جولیا گردن تک دلدل میں دھنس چکی تھی ——— پانی کی وجہ سے دلدل کی جکڑن ختم ہو گئی اور عمران جولیا کو وہاں سے نکال کر سمندر میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا ——— اور پھر وہ لانچ میں اسے لیکر جب ٹائیگر کے پاس پہنچا تو ٹائیگر مخصوص قسم کے بارود کے خون میں مل جانے کی وجہ سے آخری سانسیں لے رہا تھا۔ لیکن اس کی خوش قسمتی کہ دھماکوں کی آوازوں اور گرد اور دھوئیں کے بادلوں نے کوسٹ گارڈز کو اس جزیرے کی طرف متوجہ کر دیا اور کوسٹ گارڈز کی کشتیاں وہاں پہنچ گئیں جن میں ایک کشتی طبی امداد والی بھی تھی ——— وہاں جولیا اور ٹائیگر کو طبی امداد دی گئی ——— اس کشتی کے ڈاکٹروں نے مجھے رپورٹ دیتے ہوئے عمران کی بے حد تعریف کی ہے۔ کیونکہ عمران نے انہیں مشورے دے دے کر ٹائیگر اور جولیا کی جان بچائی ——— ورنہ ڈاکٹرز تو ہمت ہار چکے تھے حالانکہ عمران خود شدید زخمی تھا۔

جب جولیا اور ٹائیگر کی جانیں خطرے سے باہر آگئیں تو عمران نے اپنی زخمی ٹانگ پر مرہم پٹی کرائی اور پھر جولیا اور ٹائیگر کو مزید علاج کے لئے ہسپتال روانہ کر کے وہ خود کوسٹ گارڈز کے ساتھ دوبارہ جزیرے پر گیا ——— وہاں تہہ خانے کا ملبہ بکھرا ہوا تھا جس میں جیگر، ڈکسن اور جوشان تینوں کی لاشوں کے ٹکڑے بھی شامل تھے ——— عمران نے وہاں کی مکمل تلاشی لی ——— اور پھر اس نے واپس آکر مجھے رپورٹ دی ——— اس کی رپورٹ کے مطابق پاکیشیا میں ان افراد اور پارٹیز کو گرفتار کر کے ناجائز اسلحے کی بھاری کھیپ برآمد کر لی گئی ہے جو ناجائز مقاصد کے لئے بگ ہیڈ سے اسلحہ خرید رہے تھے ——— اس طرح یہ کیس

ختم ہو گیا ۔۔۔ کوئی سوال" ۔۔۔ ؟ ایکسٹو نے کہا۔

"سر! ۔۔۔ آپ نے پہلے کہا ہے کہ یہ کیس ختم نہیں ہوا ۔۔۔ لیکن اب آپ فرما رہے ہیں کہ کیس ختم ہو گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے یہ کیس ختم ہو گیا کہا ہے ۔۔۔ اصل بات یہ ہے کہ عمران کو اس ملبے میں سے چند ایسے کاغذات ملے ہیں جن سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بگ ہیڈ نے پاکیشیا میں اسلحے کی بہت بڑی کھپت کے لئے منصوبہ بندی کی ہے ۔۔۔ ڈکسن کو صرف ابتدائی جائزے کے لئے بھیجا گیا تھا ۔۔۔ اور بگ ہیڈ جیسی بڑی تنظیم صرف ایک آدھ ایجنٹ یا اپنے معمولی سے اڈے کی تباہی سے خاموش نہیں رہ سکتی ۔۔۔ اس لئے فی الحال یہ کیس تو ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ لیکن اب میں اس سلسلے میں مزید غور کر رہا ہوں کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پھر بگ ہیڈ کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کی جائے گی" ۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"جناب! ۔۔۔ ایک سوال میرا بھی ہے جناب" ۔۔۔ اچانک عمران نے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے زور سے کہا۔

"کیا سوال ہے" ۔۔۔ ؟ ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"لکھ کر پیش کروں جناب! ۔۔۔ یا زبانی عرض کروں" ۔۔۔ عمران نے بڑے مسکین لہجے میں کہا۔

"سنو عمران! ۔۔۔ تم نے شدید زخمی ہونے کے باوجود جولیا کی زندگی بچائی ہے ۔۔۔ اور جولیا سیکرٹ سروس کی ممبر ہے ۔۔۔ اس لئے میں نے تمہاری پہلی گستاخی کو نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن اب اگر تم نے کوئی

گستاخی کی تو تمہیں اس کی بھیانک سزا بھی دی جا سکتی ہے" ۔۔۔ ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"توبہ توبہ جناب! ۔۔۔ میں نے تو آپ جیسے پردہ دار کی شان میں گستاخی کر کے اپنے اوپر مقدمہ درج کروانا ہے ۔۔۔ مجھے پتہ ہے کہ کسی پردہ دار کی شان میں گستاخی کرنے کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے ۔۔۔ پولیس کچہریاں ۔۔۔ عدالت ۔۔۔ جیل ۔۔۔ نہ جناب! میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے ۔۔۔ میں تو صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور وہ سوال ہے جناب! ۔۔۔ کہ ٹائیگر اس کیس میں شدید زخمی ہوا ہے ۔۔۔ کیا آپ اس کے طبی اخراجات ادا کریں گے ۔۔۔ یا پھر مجھے ہی عطیات وصول کرنے پڑیں گے" ۔۔۔ عمران نے ہاتھوں سے کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے ۔۔۔ تمہارا ذاتی ملازم ہے اس لئے اس کے کسی اخراجات کی سیکرٹ سروس کی طرف سے ادائیگی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔۔۔ تم اگر چاہو تو اپنے معاوضے میں سے اس کے اخراجات ادا کر دو ۔۔۔ یا پھر اسے کسی خیراتی ہسپتال میں داخل کرا دو" ۔۔۔ ایکسٹو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا معاوضہ ۔۔۔ مگر جناب! ۔۔۔ آپ جو معاوضہ دیتے ہیں جناب! ۔۔۔ اس سے تو ایک انجکشن بھی نہیں خریدا جا سکتا ۔۔۔ اور پھر سلیمان کی تنخواہ ۔۔۔ سوپر فیاض کا کرایہ ۔۔۔ اوہ سوری ۔۔۔ اس کے فلیٹ کا کرایہ" ۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ——— اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا اور لاؤڈ سپیکر خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ——— ایسا ہے تو ایسے ہی سہی ——— میں بھی اب مسجد سیکرٹ سروس کی رسیدیں چھپوا لیتا ہوں ——— آپ لوگ تو یقیناً مدد کریں گے ——— بس ایک ایک رسید بک لے کر لبوں کے اڈے پر چلے جانا۔ کافی رقم اکٹھی ہو جاتے گی ——— کیا خیال ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران! ——— کیا واقعی ٹائیگر کے علاج کے لئے تمہیں رقم کی ضرورت ہے" ——— ؟ جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ظاہر ہے ——— بغیر رقم کے تو اس ملک میں علاج کا ع "بھی نہیں ہوتا۔ سالم علاج تو ایک طرف رہا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میرے پاس رقم موجود ہے وہ تم لے لو ——— بولو کتنی رقم دوں" ——— ؟ جولیا کا لہجہ واقعی بے پناہ سنجیدگی لئے ہوئے تھا۔

"میرے خیال میں دس پندرہ لاکھ روپے میں گذارہ ہو ہی جائے گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— دس پندرہ لاکھ روپے علاج کے لئے ——— کیا بکواس ہے" ——— جولیا نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"چلو پانچ روپے کم دے دینا ——— ناراض تو نہ ہو" ——— عمران نے کہا۔

"مس جولیا! ——— آپ کس چکر میں پڑ گئی ہیں ——— چھوڑیں ——— یہ شخص تو ایسے ہی ہر ایک سے رقم بٹورتا رہتا ہے ——— اس کی تو عادت

ہے مانگنے کی" ——— تنویر نے غصیلے انداز میں کہا۔

"کسی نے سچ کہا ہے کہ شیطان نیکی کے کام میں ضرور رکاوٹ ڈالتا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ کو کتنا معاوضہ ملا ہے اس کیس کا عمران صاحب!" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"رقم روپوں میں بتاؤں ——— یا پیسوں میں" ——— عمران نے کہا۔

"روپوں میں بتا دیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ننانوے ہزار نو سو ننانوے روپے کم ایک لاکھ روپیہ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سیکرٹ سروس کے سارے ممبران ایک لمحے کے لئے تو خاموش ہو گئے۔ شائد وہ حساب جوڑ رہے تھے اور دوسرے لمحے میٹنگ ہال ان کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"مطلب ہے ایک روپیہ" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مطلب تم زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہو ——— مجھے ذرا حساب کم آتا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ لو عمران! ——— پانچ ہزار روپے کا چیک ——— تم ٹائیگر کا علاج کراؤ ——— اس بیچارے نے واقعی بے حد کام کیا ہے" ——— جولیا نے جیب سے چیک بک نکال کر ایک چیک بھرتے ہوئے کہا۔

"پانچ ہزار صرف ——— کیوں تنویر ——— اتنی رقم میں شادی کی انگوٹھی مل جائے گی" ——— عمران نے تنویر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"شادی کی انگوٹھی ——— کیا مطلب!" ——— جولیا چیک دیتے دیتے

بُری طرح چونک پڑی ۔

" مطلب تو شادی کے بعد ہی سمجھ آسکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور سب ممبرز ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑے ۔

" تو تم مجھے بیوقوف بنا رہے تھے" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" توبہ توبہ ——— میری جرأت ہے ——— یہ تو اللہ میاں کا کام ہے ۔ اور انسان کو اس کے کاموں پر راضی رہنا چاہیئے ——— کیوں تنویر" ——— ؟ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر جولیا کے ہاتھ سے چیک لیا اور بیرونی دروازے کی طرف دوڑ لگا دی ۔

" ٹائیگر کا علاج تو ہوتا رہے گا ——— آج رات ڈنر کا خرچہ تو مل ہی گیا" ——— دروازے پر رک کر عمران نے کہا اور دوسرے لمحے تیزی سے باہر نکل گیا اور جولیا بے بسی سے ہنس پڑی ۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کا ناول

خاص نمبر

سی ٹاپ

مکمل ناول

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

سی ٹاپ ـــــ

ایک انتہائی اہم پاکیشیائی سائنسی فارمولا۔ جو یورپ کی ایک مجرم تنظیم کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر؟

سی ٹاپ ـــــ

جس کو خریدنے کے لئے ایکریمیا، اسرائیل سمیت تمام سپر پاورز نے اس مجرم تنظیم سے مذاکرات شروع کر دیئے۔

ٹاسکو ـــــ

ایک ایسی مجرم تنظیم جو عام سے غنڈوں اور بدمعاشوں پر مشتمل تھی لیکن اہم سائنسی فارمولا فروخت کر رہی تھی۔ کیوں اور کیسے؟

سی ٹاپ ـــــ

جس کے حصول کے مشن میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو باقاعدہ سودے بازی کرنا پڑی۔ کیوں؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــــ

جس نے پاکیشیائی فارمولا کے حصول کے لئے مجرم تنظیموں سے لڑنے کی بجائے انہیں رقم دے کر فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیوں؟

※ کیا مجرم تنظیم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے زیادہ طاقتور تھی۔ یا؟

بلیک سروس ـــــ

ایک دوسری مجرم تنظیم جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے دوبار فارمولا حاصل کرلیا اور ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو فارمولے کے حصول کے لئے رقم دینا پڑی۔ کیوں؟

سی ٹاپ ـــــ

ایک ایسا فارمولا جس کے حصول کے لئے ایکسٹو نے بھی مجرم تنظیموں کو رقم دینے کی حمایت کر دی۔ کیوں؟ کیا ایکسٹو بے بس ہو گیا تھا؟

※ وہ لمحات جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مجبوراً مجرم تنظیموں سے لڑنے کی بجائے ان سے سودے بازی کرنا پڑی۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشنز۔

※ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فارمولا حاصل کر لیا۔۔۔۔ یا۔۔۔۔؟

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

ڈارک مشن

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسا مشن جو بیک وقت کامیاب بھی تھا اور ناکام بھی۔ کیسے ——— ؟

ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس نے عمران سے بغاوت کر دی۔ کیوں ——— ؟

وہ لمحہ جب جولیا نے ٹیم کی لیڈر شپ سنبھال لی اور عمران کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا۔ کیوں ——— ؟

وہ لمحہ جب جولیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مشن مکمل کرنے کے قریب پہنچ گئے لیکن پھر انہوں نے ارادہ بدل دیا۔ کیوں ——— ؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن

وہ لمحہ جب جولیا اور اس کے ساتھیوں نے عمران کی جان بچانے کو مشن پر ترجیح دے دی۔ کیا عمران کی جان واقعی خطرے میں تھی۔ یا ——— ؟

وہ لمحہ جب عمران نے مشن کو کامیاب کرتے کرتے اسے ناکامی سے دوچار کر دیا۔

کیا واقعی عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا۔ یا ——— ؟

کیا مشن کامیاب ہو سکا یا ناکام رہا۔ ایک ایسا سوال جس کا کوئی فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔

.... شائع ہو گیا ہے ....

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

لاسٹ اپ سیٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا۔ انتہائی دلچسپ سچویشنز۔

سینیئر کنگ ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو مل کر بھی نہ کر سکے۔ انتہائی دلچسپ کردار۔

سینیئر کنگ دیو قامت اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ۔ جس کی دوبدو فائٹ سپریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی۔ انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ۔ نتیجہ کیا نکلا ——— ؟

وہ لمحہ جب سنسان اور ویران پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں، غیر ملکی ایجنٹ سینیئر کنگ اور اس کے ساتھی اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ۔ ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا۔ کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

پاور ایجنٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

کاراکاز ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے پاکیشیا سے ایک سائنسدان کو فارمولے سمیت اغوا کر لیا۔

پاور ایجنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن جسے اکیلے ہی سائنسدان اور فارمولے کو واپس لانے کا مشن سونپا گیا۔

پاور ایجنٹ جو اکیلا ہونے کے باوجود کاراکاز کے سینکڑوں تربیت یافتہ افراد کو روندتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پاور ایجنٹ جس نے اپنے خوفناک اور پاورفل ایکشن سے ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھیر دیں۔

پاور ایجنٹ جس کی امداد کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی علیحدہ ٹیم بھیجی گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگیاں بھی پاور ایجنٹ کو بچانی پڑیں۔ کیسے اور کیوں ــــــ؟

پاور ایجنٹ جو اپنی کارکردگی کے لحاظ سے کاراکاز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوا۔

پاور ایجنٹ کون تھا؟ کیا وہ اپنے بے پناہ ایکشن کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکا ---- یا ----؟

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم۔اے

یکے از مطبوعات

یوسف برادرز
پبلشرز، بُک سیلرز

پاک گیٹ ○ ملتان